

بیہائیت

کے متعلق پانچ مقالے

مُصَنَّف

مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

— نگاشتن —

ظہارِ اشاعت لٹریچر و فنیف مسٹر محمد بن احمد پاکستان دیوبند

بہائیت کے متعلق

پانچ مقالے



مُصَنَّف

مولانا ابوالعطاء حسنا فاضل مرحوم



ناشر

نظارۃ اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمد پاکستان ربوہ

عرض حال

اسال موسم گرایا میں مجھے تین جہتوں کے لئے کوٹھ جانے کا اتفاق ہوا۔ کوٹھ میں ہائیوں کی ایک مختصر سی جمیت ہے۔ مگو یہ لوگ اپنے پردہ پگندے اور دوسرا انداز میں بہت ہوشیار ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ ہائی صاحبان نے شوکر کھا ہے کہ کوئی عالم سہارا جواب نہیں دے سکتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس عرصہ قیام میں وجاہ کو رہائش کے متعلق مقبول واقفیت ہم پہنچائی جائے اور رہائشوں کے تمام اعتراضات کا قلع قمع کیا جائے۔

جن صاحب جماعت کی مشیت میں میں ہائی مال اور ہائی ٹیری میں گیا بہتے اس مال میں جو ایک غیر معمولی کرہ ہے میں چلے سر کردہ ہائیوں سنگتوں کی اور میں نے یہ تجربہ پیش کیا کہ ہم رہائش کے متعلق چند تحریری مقالے بیان پر پیش کئے ہائی اور دوسرے صاحبائیں اور مقالہ ختم ہونے پر مناسب وقت سوال وجواب کے لئے رکھ لیا جائے اس طرح سے فریقین کے دلائل سامنے آجائیں گے اور اعتراضات جواب ہو جائیں گے۔

ہائی میکر ٹری صاحب نے کہا کہ تحریری طور پر یہ تجویز آجائے تو ہم اپنی عقل میں پیش کر کے جواب دے سکیں گے۔ چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے یہ تجویز ٹھکر بیسی گئی مگر ہائیوں کی طرف سے انکار میں جواب آگیا۔

آخر ہم نے فیصلہ کیا کہ ہائیوں کو عام دعوت دیکر یہ مقالے صاحبہ مسجد کوٹھ کے

صاحب میں پڑے جائیں۔ چنانچہ بذریعہ تحریری اعلان فیصلہ طوع و تمنا اور پورا پروگرام ٹھکر بھیج دیا گیا۔ یہ پانچ مقالے ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶ اور ۱۵ اگست ۱۹۵۵ء کو پڑے گئے۔ اس میں احمدی اصحاب کے علاوہ کئی اور دوسرے مسلمان اصحاب بھی شرکت فرمائی۔ منسور اکیلیے پرکھ سنا اضطراب تھا چند ہائی صاحبان بھی آئے تھے۔ ہفتہ کے بعد انہیں سوال کا موقع دیا جاتا رہا اور اچھے ماحول میں سلسلہ سوال وجواب جاری رہا اور مزین پر حق واضح ہو گیا ہائیوں کی طرف سے بعض اوقات تین تین اصحاب یکے بعد دیگرے سوالات کرتے تھے۔ ایک تنصیل جواب حاضرین کے گوش گزار کئے گئے ان ایک اجتماع کے علاوہ جناب شیخ محمد تقی صاحب نے حرکت کر کے ہائی میکر ٹری صاحب کو محمد و اصحاب کی موجودگی میں حالت پر بھی بٹایا گیا۔ اس قدر پر ان پر تمام جماعت کی گئی۔ انہوں نے یہ سوچتے کا بعد رکھا۔

اب یہ پانچ مقالے علیحدہ علیحدہ پڑا کر ایک سانسے پیش ہیں ان پانچ مقالات کے بعد ہم ایک باب بطور مقدمہ بھی شامل کر دیا ہے جس میں ان تمام ذات قرآنہ کی دعوت کا گچہ ہے جس میں ہائی صاحبان غلط طور پر اپنے خیال کا مایہ پیش کرتے ہیں اس میں سے یہ جو باتیں ناگ میں بہت بڑھ گیا ہے۔ واللہ الحمد۔

یاد رہے کہ ہائی لوگ عامۃ الناس سے اپنی شریعت کو چھپاتے رکھتے ہیں ایسا کہ ہائیوں نے اسے چھپو اگر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا کیونکہ ہائی زعم جناب عبد الہاء آفندی نے انکی اشاعت منوع قرار دے رکھی ہے۔ ہم نے عراق سے انکی ایک کتاب حاصل کی اور ۱۹۵۳ء میں اپنی کتاب ہائی تحریر کیا۔ پڑھنے میں اسے من عن شائع کر دیا۔ مگر اس کے ساتھ علیحدہ دو ترجمہ بھی چھاپ دیا۔ ایک کتاب چل دی نایاب ہو گئی تھی اب ہم فقہ القرآن پر دو طے اس کتاب کو دوبارہ ہائی شریعت اور اس پر تبصرہ کے عنوان کے تحت علیحدہ شائع کر رہے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پہلا مقالہ

بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ

معزز حاضرین! بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ کے سلسلہ میں بہت سے پہلے یاد رکھنا چاہیے کہ بابی تحریک علیحدہ ہے اور بہائی تحریک علیحدہ۔ فرقہ بابیہ کے بانی سید علی محمد صاحب باب ہیں اور بہائی تحریک کے بانی مرزا حسین علی صاحب نوری ہیں۔ بابیوں اور بہائیوں کے عقائد اور اصول پر بحث کرنے سے پیشتر ان کی تاریخ کا جائزہ درج ذیل ہے کسی شخص یا کسی تحریک کی تاریخ سے اس شخص یا اس تحریک کے بہت سے عقائد اور مبادی کا صحیح نقشہ معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ کسی تحریک پر صحیح طور پر تبصرہ نہیں کر سکتے جن تک آپ کو اس کی سرگزشت معلوم نہ ہو۔ اور آپ کسی شخص کے خیالات کا حقیقی جائزہ نہیں لے سکتے جب تک اس شخص کے اعمال اور افعال آپ کے سامنے نہ ہوں۔ پس درحقیقت عقائد خیالات اور اصول کا جائزہ لینے کے لئے بھی تاریخ کا جاننا لازمی ہے۔ علاوہ ازیں کسی شخص یا فرقہ کی تاریخ کا علم فی حد ذاتہ ایک بے تعلل علم ہے جس کی صورت میں غلط انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بابی اور بہائی تحریک مذہب کے نام پر قائم ہوئی ہے اور ظاہر ہے

ان پانچ مقالات کی وجہ سے اس کتاب میں بقدر امکان اختصار کروایا گیا ہے تاہم بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ کا مطالعہ بھی بہائی تحریک کو سمجھنے کے لئے از بس لازمی ہے۔ یہ ایک حقیقی اور محسوس کتاب ہے، اسکے پڑھنے سے آپ پر خلل جائیگا کہ بہائی لوگ اپنی مذہب و شریعت کو کیوں جیسا ہے پھرتے ہیں، اس استفادہ کا رازہ کیا ہے؟ میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر رہا ہوں اگر اس بزرگ جماعت احمدیہ کو رازہ کا علم ہو اور انہیں کوئی شیخ محمد صلیف صاحب، براہم مہدی، جیم غریب صاحب، عمر مہاشیر احمد صاحب، حاجی رفیع الحق صاحب، درجہ شریعت کریم، شیخ صاحب کے تعاون غلوں اور لکھی محبت کا شکریہ ادا کر دیں جو انہوں نے میرے ہر تلمیذ کو تعلیمی تقاضا فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تمام احباب کا فائدہ ہوا اور ان کے لئے دل سے دعا گو ہوں جزا ہما اللہ احسن الجزاء۔

بالآخر مندرجہ ذیل سے دردمندانہ التجا ہے کہ وہ تمام صفحات میں برکت ڈالے اور ان مقالات کو لکھنے کی ہدایت کا موجب بنائے اور اپنے فضل سے اسلام کے زندہ اور کامل مذہب ہونے قرآن کریم کے زندہ اور کامل کتاب ہونے، اور سید الاولیاء والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندہ اور کامل رسول ہونے کو تمام انسانوں پر پوری طرح واضح فرمائے۔ ہمارا ہی دنیا کی شجرہ طیبہ کے اثمار شیریں ہے لذت اندوز ہو اور سب اس شجرہ پر اپنی حیات سے پیرا ہوں۔ اللہم آمین یا رب العالمین۔

ڈاکٹر

ابوالفضل احمد لدھی

پاکستان

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء

کی ایسی تحریکات کے مخالف بھی ہوتے ہیں اور ماننے والے بھی۔ عام طور پر مخالف اپنے بیانات میں معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور موافقین کی ایک بڑی کثرت مبالغہ اور خوش اعتقادی سے کام لیتی ہے اسلئے بالعموم مذہبی تحریکات کی تاریخ میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ اور ایک حق کے لئے صحیح بات معلوم کرنا قدر سے دشوار ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ تحریک ایسی ہو جس میں اخفاء اور کتمان کا پہلو غالب ہو اور اس کے ماننے والے عقیدتاً مبالغہ آمیزی کو ترجیح دیتے ہوں اور اس تحریک کا لٹریچر عام طور پر دستیاب نہ ہوتا ہو۔

بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ لکھنے میں ایک بڑی دشواری ان لوگوں کی کتابوں کی کمیابی ہے۔ چنانچہ قریشی حشمت اللہ صاحب بہائی کو خود یہ شکایت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

عام طور پر حضرت باب، حضرت ہمدان اللہ اور حضرت عبدالبہاؤ کی کتابوں کے کیا بھونے کی وجہ سے بعض تاریخی اور تعلیمی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں۔ (رسالہ حضرت ہمدان اللہ کی تعلیمات مطبوعہ عویری پریس آگرہ ص ۷)

کتابوں کی کمیابی یا کمیابی کے علاوہ بابیوں اور بہائیوں کی تاریخ کے سلسلہ میں ایک اور دقت یہ ہے کہ خود جناب ہمدان اللہ نے بہائیوں کو حکم دے رکھا ہے "اُستَوْذِہِبْکَ وَذِہَابْکَ وَمَذْہِبْکَ" کہ تم اپنے سونے اور آہدہ و رفت اور مذہب کو مخفی رکھو۔ (ہجرت الصدور مطبوعہ ۱۹۳۷ء ص ۲۵)

معتقد میرزا حیدر علی صاحب اصفہانی بہائی مبلغ،

ظاہر ہے کہ ان حملات میں بابی اور بہائی تحریک کی صحیح تاریخ مرتب کرنا ممکن کام نہیں ہے۔ مگر چونکہ کسی تحریک کی تاریخ معلوم کئے بغیر اس تحریک کا صحیح نقشہ سامنے نہیں آسکتا اس لئے ہر حال اس تاریخ کا بیان کرنا تو ناگزیر ہے۔ ان ہم نے ایسی احتیاط کر لی ہے کہ بابی اور بہائی صاحبان یہ نہ کہہ سکیں کہ ہماری یہ تاریخ ہمارے دشمنوں نے لکھی ہے اس لئے ہم پر حجت نہیں ہے۔ ہم نے التزام کیا ہے کہ آج شام کے لیکچر میں خود بابی اور بہائی معمار سے یا کم از کم ان کے سلسلہ معمار سے تاریخی حقیقت کو اخذ کر کے بیان کیا جائے اور کوئی ایسا حوالہ نہ دیا جائے جسے بابی اور بہائی صاحبان اپنے دشمنوں کی تحریر کہہ کر رد کر سکیں۔ ہم آج کے لیکچر میں کوئی ایسا بنیادی تاریخی واقعہ بیان نہیں کریں گے جس کے لئے ہمارے پاس بہائیوں اور بابیوں کا اپنا حوالہ موجود نہ ہو۔ امید ہے کہ اس صورت حال سے جہاں بہائی حاضرین کے لئے وجہ اعتراض نہ رہے گی۔ وہاں ہمارے دوستوں کو بھی بابی اور بہائی مصادر سے ان کی تاریخ کا علم ہو جائے گا۔

بابی فرقہ باب سے منسوب ہے۔ باب کے معنی دروازہ کے ہیں۔ انا عسکری اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ ان کے بارہویں امام حضرت محمد بن حسن عسکری غائب ہیں۔ امام غائب تک پہنچنے کے لئے ان کے نزدیک زندہ انسانوں میں سے ایک دروازہ یعنی باب ہوتا ہے۔ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں:-

بہت پرانے وقتوں سے ایران میں یہ روایت چلی آ رہی تھی۔ کہ

بارہویں امام جو غائب ہو گئے ہیں تو اپنے افضل کی رو سے اپنے
بچے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا
میں اس خدمت کے لئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مقرر کرتے
ہیں۔ اس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے ہیں۔
رسالہ اہل الشیعہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص ۵۹
مشہور شیعہ مصنف ابن بابویہ اٹمی تحریر کرتے ہیں:-

”وَلَهُ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ مِنْ يَدَعِي مِنْ شِيعَتِهِ الثَّقَاتِ
الْمُسْتَوْدِينَ أَنَّهُ بَابُ إِلَيْهِ وَسَبَبُ يُوْدَى عَنْهُ إِلَى
شِيعَتِهِ امْرُؤٌ وَنَهْيَتُهُ“ (اکمال الدین ص ۵۹)
کہ اس وقت تک امام غائب کے معتبر اتباع میں سے ایسے
دعویہ ارب پیدا ہوتے رہے جو کہتے ہیں کہ وہ اس کے لئے باب
یعنی دروازہ ہیں اور اس کا امر و نہی اسکے مرتدوں کو پہنچاتے ہیں۔
شیعہ صاحبان کے اس عقیدے کے نوے ۱۵ اشعبار مشہور ہیں۔ ہجری کو ان کے
چوتھے باب جناب ابوالحسن العمري فوت ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ خیال کمزور
ہوتا چلا گیا اور بارہویں صدی ہجری کے آخر میں ایران میں جہاں سیاسی انقلابات
کا دور دورہ تھا وہاں پر امام غائب کے بارے میں دو بڑے خیال کمزور ہوئے۔ انظر
آتا تھا اور عام طور پر لوگوں میں ہابوسی پائی جاتی تھی جس پر کچھ مذہبی خیالات کے
لوگوں نے عوام کے اس عقیدہ کو سچتہ رکھنے کے لئے سعی کی۔ ان لوگوں میں جناب
الشیخ احمد الاحصائی اور جناب اسید کاظم الرشتی کے نام خاص طور پر قابل

ذکر ہیں۔ بابیت اور بہائیت دراصل شیخ الاحصائی کی تحریک کا ہی ایک غلط
نتیجہ ہے۔ شیخ الاحصائی نے فرقہ شیخیہ کی بنیاد رکھی۔ بہائی عالم ابو الفضل
کہتے ہیں:-

”أَنَّ السَّيِّدَ الْإِحْصَائِيَّ وَلَدَ فِي الْقُرُونِ الثَّانِي عَشَرَ
الْهَجْرِيَّ وَاشْتَهَرَ بِالْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَأَوَّجَدَ مَذْهَبًا
خَاصًّا فِي الْمَعَارِفِ الدُّوْحَانِيَّةِ وَتَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
وَالْإِحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ وَلِذَلِكَ اشتهر تلامذته
فِي حَيَاتِهِ وَحَزْبِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ بِالْفِرْقَةِ الشَّيْخِيَّةِ
..... وَالْفِرْقَةِ الشَّيْخِيَّةِ مَعْرُوفَةٌ فِي بِلَادِ الْعِرَاقِ
وَمِنْهَا اِنْتَشَرَ مَذْهَبُهُمْ إِلَى فَارَسِ وَخِرَاسَانَ
وَسَائِغِ مَمَالِكِ الْإِيرَانِ“ (مجموعہ رسائل مطبوعہ مصر ص ۱۰)
ترجمہ:- شیخ احمد الاحصائی بارہویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے
علم و فضل میں مشہور تھے۔ انہوں نے روحانی معارف اور قرآنی وحی
کی تفسیر میں خاص مذہب ایجاد کیا تھا۔ اسلئے ان کی زندگی میں انکے
شاگرد اور اہل وفات کے بعد ان کا گروہ فرقہ شیخیہ کے نام سے
مشہور ہوا۔ فرقہ شیخیہ عراق میں معروف ہے اور مدین سے فارس

اور خراسان وغیرہ ایرانی علاقوں میں پھیلا ہے۔
الشیخ الاحصائی شیعہ عقائد کی بنیاد نہیں کرتے تھے۔ بہائی مورخ مرزا طہر الخمین
کہتے ہیں:-

”إق الطیحة لم یخالفت الشیعة فی اساس معتقداتهم
وكان بطری أئمة الهدی ویعتقد بخلافه
علی المتصلة و امامة ائمة الهدی من ذریته“
(الکواکب مشرق)

کہ شیخ نے شیعہ کے اصولی معتقدات کی ذرہ مخالفت نہیں کی۔
وہ اماموں کی بے حد تعریف کرتا تھا۔ حضرت علیؑ کو خلیفہ بافضل
مانتا تھا اور آپ کی نسل میں امامت کا قائل تھا۔

اسید کاظم الرشیدی بھی شیخ الاحسانی کے شاگرد تھے۔ اور شیخ مذکور اپنے
شاگردوں کو امام المہدی کے ظہور کے قریب ہونے کی نشانات دیا کرتے تھے۔
لکھا ہے :-

وكان یشیر تابعیة و مرید یه و تلامیذہ
باعترا ب ظہور المہدی و دنو قیام القائم
المنتظر (الکواکب مشرق)

کہ احسانی اپنے اتباع، مریدوں اور شاگردوں کو خوشخبری دیتا
تھا کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے امد قائم منتظر
کے آنے کا زمانہ آج پہنچا ہے :-

جناب الشیخ احمد الاحسانی بحرین کے ملازمین بنی صخر قبیلہ میں ۱۱۵۰ھ ہجری مطابق
۱۷۳۷ء پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام زین الدین الاحسانی تھا۔ پچاسی برس
کی عمر میں ۱۲۰۷ھ ذوالقعدہ ۱۲۰۷ھ ہجری مطابق ۱۸۲۶ء کو مدینہ منورہ

کے راستے میں انتقال کر گئے۔ (الکواکب الدریہ ص ۲۳۳)

شیخ موصوف نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرے جانشین اور میری
جماعت کے زعمیم اسید کاظم الرشیدی ہوں گے۔ اسید کاظم ۱۲۰۵ھ ہجری کو
رشت کے مقام پر پیدا ہوئے تھے۔ ۱۲۲۵ھ میں اپنے استاد کی وفات
پر فرقہ شیخیہ کے رئیس مقرر ہوئے۔ وہ عام طور پر شیخ الاحسانی کے خیالات
کی ترویج کرتے رہے۔ جناب ابو الفضل بھائی لکھتے ہیں :-

”قام بعدہ تلمیذہ الاجل السید کاظم الرشیدی
وسعی فی نشر تعلیمات الشیخ و اقتفی اشرفه و
روج مشربہ و مذهبہ الی ان توفی الی رحمة
اللہ تعالیٰ“ (مجموعہ رسائل مشرق)

کہ احسانی کے بعد اس کا شاگرد و اسید کاظم اس کا قلم مقام
ہوا۔ اس نے شیخ کی تعلیم کو شائع کرنے میں مدد و جہد کی۔ اس کے
مذہب کو رواج دیا اور اس کے نقش قدم پر چلا۔ یہاں تک کہ فوت
ہو گیا۔

اسید کاظم نے فرقہ شیخیہ کے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا سب اہم
گروہ وہ تھا جسے الطبقة الثالثة کہتے تھے۔ بھائی تاریخ الکواکب الدریہ
عربی میں لکھا ہے :-

”و اما الطبقة الثالثة فهم التلاميذ الذين
لازموا القیل والتھار و محبوبوا بالعشق والابکار

وكانوا مستنود ۶ اسرارہ وامناء جواہر افکارہ

(الکواکب الدریۃ ص ۱۷)

کہ اسید کاظم نے اپنے شاگردوں میں تیسرا درجہ ان لوگوں کو دیا تھا جو دن رات صبح و شام اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ ان کو اپنے خاص راز بتایا کرتا تھا اور اپنے خیالات کو ان کے سامنے حقیقی شکل میں ظاہر کیا کرتا تھا۔

سید علی محمد جنوں نے بعد میں اپنے آپ کو باب قرار دیا سید کاظم کے شاگرد اور اسی ہونا طبقہ الطبقۃ الثالثہ کے ایک فرد تھے۔ اسید کاظم کے شاگردوں میں ایک نہایت نیرک خاتون بھی تھیں جن کا نام جنابہ ام سلمیٰ تھا مگر بانی تاریخ میں انہیں قرۃ العین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے جنابہ عبدالہاء لکھتے ہیں:

”سید مرحوم لقب قرۃ العین را با و دادند و فرمودند

بحقیقت مسائل شیخ مرحوم قرۃ العین ہے پردہ۔“

(رسالہ تذکرۃ الوفاء ص ۱۷۷)

سید کاظم سترہ برس تک فرقہ کے پیشوا رہے اور ۱۲۵۹ ہجری مطابق ۱۸۴۳ء میں پچیس برس کی عمر میں کوہا میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ شیخ الاحسانی کی پیدا کردہ امید قرب طور امام ممدی علیہ السلام کی آزمائش کا یہ آخری موقع تھا۔ اسید کاظم کی وفات چھان کے شاگردوں میں اس بارے میں بہت بے چینی تھی۔ لکھا ہے:-

اوراں وقت جمیع شاگردائے شیخ احمد سید کاظم در نہایت اشتیاق و ذوق منتظر طور موعود بودند و کمال وجد و ولولہ داشتند (رسالۃ التبیح عشریہ ص ۱۷)

کہ ان دنوں شیخ احمد اسید کاظم کے سب شاگرد بے حد شوق و ذوق سے موعود کے ظہور کے منتظر تھے اور نہایت بے تابی اور جوش رکھتے تھے۔

بہائی مورخ لکھتا ہے:-

”اما تلامیذ السید بعد وفاتہ فخصاروا

فربقین فریق استثمر القراءة والدرس و فریق

اخذ بحیوب الفیاض والاقطار و برود الاقالیم

والامصار والبرادی والقفار بمشاغ عن المتفطرۃ

(الکواکب ص ۱۷)

کہ سید کاظم کی وفات پر اس کے شاگردوں کا ایک حصہ

تو درس و تدریس میں مشغول رہا اور دوسرا حصہ امام موعود کی

جستجو میں جنگلوں، صحراؤں، کنوئیں، شہروں اور دیروں میں

مارا مارا پھرنے لگا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جناب سید علی محمد جناب السید کاظم کے معتمد علیہ

شاگرد تھے سید علی محمد حکیم مرحوم ۱۲۲۵ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء

کو شیراز میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام سید محمد رضا ہے۔ ان کا

خاندان تجارت پیشہ تھا۔ وہ پندرہ برس کی عمر میں اپنے اموی صاحب کے ہمراہ تجارت میں مشغول ہوئے۔ ان کی تعلیمی حالت کے تعلق بہائی روایت میں لکھا ہے:-

۱۔ وہ (علی محمد باب) تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اس واسطے صرت اتنی ہی تعلیم پائی تھی جتنی کہ حساب کتاب کے واسطے ضروری تھی جیسی کہ ہمارے ہندوستان میں کچھ زمانہ تک دی جاتی تھی۔ اور ایران میں آج تک دی جاتی ہے غالباً اس میں قرآن شریف حفظ کرنا بھی شامل تھا جیسا کہ پرنسے طریقہ کے مسلمان خاندانوں کا طریقہ تھا۔

(بہاداشد کی تعلیمات ص ۱۷)

جناب سید علی محمد صاحب کے اپنے بیان سے ظاہر ہے کہ ان کے استاد کا نام محمد تھا۔ چنانچہ بہائی مؤرخ حیدر حسین لکھتا ہے:-

۲۔ جاء بالبیان من بیانات حضرت الباب ما یبدل علی ان معلمة یسشی بمحمد وھی قوله یا محمد یا معلمی لا تفرینی فوق حد معین (الکواکب ص ۱۷)

کہ بیان میں خود باب کے بیانات سے ظاہر ہے کہ اس کے استاد کا نام محمد تھا۔ چنانچہ باب کتاب ہے کہ اے میرے استاد مجھے مقررہ تعداد سے زیادہ نہ مار۔

بہائی اور بہائی روایات سے ظاہر ہے کہ باب کا دل تجارت میں نہیں لگتا تھا۔ وہ عام طور پر اوراد میں مشغول رہتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

حضرة الباب کان یبدی المثل من ذلك و یؤثر الا عتکاف والانسواء و رغماً عن هذا الشغل المشاغل کان کشیاً ما یدم المتجر ویوقی علی سطح المنزل مشغلاً بالدعاء والابتہال وتلاوة الادواد والاذکار (الکواکب ص ۱۷)

ترجمہ:- کہ باب اس تجارتی کاروبار سے طال کا اظہار کرتا تھا اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا تھا۔ چنانچہ مشاغل کے باوجود وہ دکان چھوڑ کر اس کی چھت پر چڑھ جاتا تھا۔ دعا کرنے رونے اور اوراد پڑھنے میں منہمک ہو جاتا تھا۔

بائیس برس کی عمر میں جناب سید علی محمد کی شادی ہوئی۔ دوسرے سال ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ بچہ کا نام احمد رکھا گیا۔ جو بعد ہی فوت ہو گیا۔ جناب علی محمد اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ گھر چھوڑ کر کربلا چلے گئے اس وقت ان کی عمر چوبیس سال کے لگ بھگ تھی چنانچہ لکھا ہے:-

۳۔ فی اشرد ذلک رحل حضرتہ الی کربلاء وکان عمرہ اذ ذلک ینا ہذا الرابعۃ و

والکواکب مثلاً

کتابت اس حادثے کے مقابلہ قریباً چوبیس برس کی عمر میں
کر بلا بیچے۔

اسی موقع پر جناب سید علی محمد السید کا نظم رشتی کے دروس میں شائع
ہوئے چنانچہ مرقوم ہے:-

ایک سال بعد از تاہل بکولہ تشریف بردہ دو ماہ ہے
در اسما توقت فرمودند گاہے در مجلس و کس حاجی اسید
کاظم رشتی حاضر می شدند و بدرس و مباحثہ طلاب گوش
مے دادند: (الرسالۃ التاسع عشریہ ص ۲)

۱۲۵۹ ہجری میں جب اسید کاظم رشتی فوت ہوئے اور انکے مریدوں
کا بیشتر حصہ امام ہمدی کی تلاش میں سرگرداں تھا تو سید علی محمد نے بوشم
کی دکان بند کردی اور شیراز پہنچ گئے۔ لکھا ہے:-

و علی اثر هذا الحادث طوى الباب لبائل
تجارتہ عانداً راہی شیراز:- (الکواکب ص ۲)
کہ اس نے فوراً دکان بند کردی اور شیراز کی طرف
چل پڑے:-

وہ ان دنوں امام ہمدی کی آمد کے بارے میں نیز دیگر عقائد شیعہ کی تائید
پورے زور سے کر رہے تھے۔ بہائی تواریخ لکھتا ہے:-

افاض فی البیان عن المہدی المنتظر

دار الحی العنات لہر اعہ فی وصفہ و کبجہ عن النقیہ
والتعرض لمقائد الشیخۃ ہل کاوی شیخی علیہا و
یقرب محبتہا و متانتہا حق وجود المنتظر الغائب:-
(الکواکب ص ۲)

کتاب نے امام ہمدی اور اس کی صفات کے متعلق نہایت
تفصیل سے بیان کیا ہے اور اپنے قلم کو شیخہ عقائد کی تنقید سے
بیشمار و کابلکہ شیخہ عقائد کی باب نے تعریف کی اور انہیں عقیدہ
امام غائب سمیت صحیح و درست قرار دیا:-

بہائی تاریخ کے مطابق موقع مناسب آنے پر سید علی محمد صاحب نے ۱۲۶۰
میں ایک رنگ میں باب ہونے کا دعویٰ کر دیا جس کی نوعیت بہائی تاریخ کی
روسے یوں ہے:-

”اسی فرقہ شیخیہ کے ایک نہایت مشہور عالم ملا حسین بشری
کے سامنے رکے پہلے حضرت باب نے اپنے من کا اعلان کیا۔
اس اعلان کا ٹھیک وقت حضرت باب کی کتاب بیانی میں ۱۲۶۰
کے اجمہادی الاولیٰ کی پانچویں تاریخ کو غروب آفتاب کے دو گھنٹے
اور پندرہ منٹ بعد لگایا۔ مطابق ۲۳ مئی ۱۲۶۰ء:-

(عصر جدید اردو ص ۱۷۱)

نیز لکھا ہے:-

ایک روز جمعہ کے دن انہوں نے بوشم کی کتبچہ میں بیان کیا

کہ میں ایک غائب اور بزرگ شخص تک پہنچنے کا دروازہ ہوں اور
وہ شخص بہت جلد ظاہر ہونے والا ہے۔

(ہمارے خدا کی تعلیمات ملبیہ و اگرہ مثلاً)

مذکورہ بالا حالات میں باب کا یہ دعویٰ فرقہ شیعیہ کے سرگردان و ممتا
کے لئے گونہ وجہ تشکی تھا اسلئے ان کا کثرت سے ان کو قبول کر لینا طبعی بات
تھی۔ جناب ہمارے خدا تحریر کرتے ہیں کہ باب کے دعویٰ پر فرقہ شیعیہ کے لوگوں نے
ان کو قبول کر لیا مگر دوسرے شیعوں نے اسے محروم رہے۔ چنانچہ جناب
ہمارے خدا لکھتے ہیں:-

”اے شیخ! اگر وہ شیعوں پر غور کر کہ انہوں نے فلنوں اور
ادام کے ناموں کس قدر عمارتیں اور کتنے شہر بنا ڈالے بالآخر
وہ ادہام گولی کی شکل میں تبدیل ہوتے اور سید عالم (باب) پر
جا پڑتے اور اس جماعت کے سرداروں میں سے ایک بھی یوم ظہر
میں ایمان نہ لایا۔۔۔۔۔۔ شیخ احسانی کی جماعت والے خدائی
مرد سے ان مخالفین کے عارف ہو گئے کہ ان کے علاوہ
اور لوگ ان سے محروم و محجوب نظر آ رہے ہیں۔“

(روح ابن ذئب اردو مطبوعہ دہلی ص ۱۷۷)

باب کے دعویٰ کی نوعیت بہت عجیب ہے بحیثیت نور مجسم ہوائی صاحب
کی تین روایات اس پر درج کرتے ہیں:

(۱) ولدی التحقیق علم الحق ایس یدعی نزول الوحي و

”جہو طالعہ علیہ“ (مقالہ مسیح ص ۱۷۷)
”ترجمہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ باب کا یہ دعویٰ تھا کہ
اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور فرشتہ اترتا ہے۔“

”ما کان المظہور لدی العموم من لفظة (الباب) فی
اوائل قیام حضرتہ انه الواسطۃ بین حجة
الله الموعود المنتظر و بین الخلق۔“
(الکواکب ص ۱۷۷)

”ترجمہ:- باب کے دعویٰ کی ابتدا میں عوام نے لفظ ”باب“
دروازہ سے یہ سمجھا کہ وہ امام مہدی اور حقوق کے درمیان
واسطہ ہے۔“

(۲) وفہم من کلامہ انه یدعی واسطۃ فیض من
حضرة صاحب الزمان ای المہدی علیہ السلام
ثم ظہران مقصودا من لفظ الباب کونہ باب
مدینة اخروی۔ (مقالہ مسیح ص ۱۷۷)
”ترجمہ:- کہ باب کے لفظ سے یہ سمجھا گیا تھا کہ وہ مہدی کیلئے
والہ ہے۔ پھر ظاہر ہوا کہ اس کی مراد باب سے کسی اور شہر کا
دروازہ ہونے سے ہے۔“

ان بیانات سے ثابت ہے کہ باب کو اس بات کا ہرگز دعویٰ نہ تھا کہ ان پر
وحی نازل ہوتی ہے یا ان پر جبرائیل یا کوئی اور فرشتہ نازل ہوتا ہے۔

درحقیقت بایوں اور بیانیوں کے اہل دینی کا تصور اس سے مختلف ہے جو مسلمانوں کے اہل معروف ہے، مگر یہ عقائد کی بحث سے متعلق ہے اسلئے آج اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جناب سید علی محمد کا دعویٰ باب ہونے کا ہو یا واسطہ ہونے کا جو ہر حال وہ اسی دینی کے ملکی نمینہ جو مسلمانوں کے اہل معروف ہے۔

باقی صاحبان کہتے ہیں کہ باب کے دعویٰ کہتے ہی جناب مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ نے قبول کر لیا تھا۔ رسالہ عقربہ میں لکھا ہے:-

عقربہ میں جب حضرت باب نے اعلان امر فرمایا تو اس وقت حضرت بہاء اللہ کی عمر ستائیس سال کی تھی اعلان حضرت باب کی آواز سنتے ہی حضرت بہاء اللہ نے اس سے امر کو لبیک

کہا۔ (عقربہ ص ۱۰۷) باقی صاحبان کہتے ہیں کہ اوائل میں باب نے قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ چنانچہ ۱۲۶۶ ہجری میں بدشت میں بایوں کی جو کانفرنس ہوئی تھی اس سلسلہ میں جناب عبدالبہاء لکھتے ہیں:-

درشبہا جمال مبارک و جناب قدوسی و طاہر و ملاقات می نمود
ہنوز قابلیت حضرت اعلیٰ اعلان لغوہ بود۔ جمال مبارک و جناب
قدوسی قرار بر اعلان نمودن دین و فسخ و فسخ شرائع دادند۔

(تذکرۃ الوفاد ص ۱۰۷)

تذکرہ ص ۱۰۷۔ ملاقات کو مرزا حسین علی، آقا محمد علی، بارفروشی اور ام سلمیٰ

عزۃ العین اکٹھے ہوتے تھے۔ یہ بھی تاک حسین علی محمد باب کے قائم ہو گیا اعلان نہ ہوا تھا۔ بہاء اللہ اور ملا بارفروشی لکھنے لکھنے اعمار اور شریعتوں کے نسخ و فسخ کی قرار داد پاس کی۔

ہماری تحقیق میں مفسر عقائد میں قلعہ ہجرت سے واپسی پر پہلی دفعہ باب نے کہا تھا:- اللہ العہدی المنظر۔ (الکواکب عربی ص ۱۰۷)

حکومت ایران باب کے دعویٰ کو حرم و احتیاط سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ مشاہد ایران کا فیصلہ تھا کہ جب تک یہ تحریک ملکی امن و امان کو خطرہ میں نہ ڈالے گی اور محض عقائد کی تحریک نہ ہوگی۔ اس سے تعین نہ کر سکی۔ جناب عبدالبہاء لکھتے ہیں کہ حکومت کا یہ فیصلہ تھا:-

مادام امورہ متفقاً من الامن العام والراحة
العوامیۃ فلا تنصد الی الحکومتۃ بشیء

(مقالہ سیاح عربی ص ۱۰۷)

کجب تک باب کا معاملہ امن عام میں داخل نہ ہوگا حکومت اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے گی۔

چنانچہ کچھ عرصہ تک یہ حالت رہی کہ فریادیں و خبریاں کے لوگ باہریت میں داخل ہوتے رہے مگر حکومت اس میں مداخلت نہ کرتی تھی۔ نیز ایک وقت تک باقی لوگ بھی اسلامی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ جناب عبدالبہاء کا قول ہے:-

فانظروا کینہ کالوا یحترمون العوامۃ والمقائید

وایظنون انہم یقررون بہا الخدائن فلقد کانت

(۳) باستانشنائی مدد سے بسیار قلیل ہیچ کد ام نامہ باب رنٹ نامتہ بود۔
و فقط چند نفر آں ہا تعلیم باب را اوداک کر وہ بود۔ این نفوس
بواسطہ آں حرارت فطری کہ عامہ خلق را یہ پیروی یعنی دلالت
میکند۔ مجدد باب ہا ہا شدہ بودند۔ بایں عقیدہ کہ امر ضروری
برائے ہمہ ایں بود کہ در تحت لواہ اودر آیند و اذ برائے
اودون خود را انشاء نمایند تا آنکہ عالم تجدید شود و جمیع بلایا
فوری دفع شود و عقیدہ اودر انہی دانستند۔ بیضے اذ آں ہا
گمان میکردند کہ آنچہ قبل از ظهور باب حرام بود اینک عمل
شدہ است۔ زیرا باب دیانت محمد علیہ السلام را تجدید نمودہ بود۔
(تاریخ امر ہنائی مشہور)

ان حالات میں حکومت ایران نے مناسب سمجھا کہ باب کو نظر بند کر دیا جائے
تا اس کی تعلیمات اور اس کے پیروؤں کی حرکات سے ملکی امن خطرہ
میں نہ پڑ جائے چنانچہ قلعہ ماکو میں ان کو نظر بند کر دیا گیا۔

معزز حاضرین! آپ سب جیکے ہیں کہ باب کی تعلیم نو نریزی کے لئے
کھلی دعوت تھی اور دوسری طرف باب کے پیرو بہت جلد مشتعل ہو جانے لگا
گر وہ تھا اور دوسری طرف ان کا امام مہدی کا دعویٰ علما و شیعہ کے نزدیک
ان کی تکفیر کے لئے کافی تھا۔ حکومت نے جب باب کو نظر بند کیا۔ تو
بابیوں پر ایک جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی انہوں نے علامہ خراسان
میں بدشت کے مقام پر شعلہ بھری کہ ایک کانفرنس کی۔ اس موقع پر

بابیوں نے دو اہم فیصلے کئے۔ (۱) قرآنی شریعت کو منسوخ کر دیا جائے
(۲) باب کو برا کرانے کے لئے مختلف دیانات و عقیدات سے باہمی مسلح
کردہوں کی شکل میں قلعہ ماکو پہنچیں۔ قریشی حضرت اللہ صاحب ہائی لکھتے
ہیں۔

اس مصیبت کے وقت میں جو کہ سریر آدردہ تھے انہوں نے
مشورہ کر کے ایک عام مجلس شوریٰ مشفقہ کی تاکہ کوئی فیصلہ
نہیں کریں۔ اور اس موقع پر ایک بابی مرزا حسین علی لوری جنرل
حضرت بابینے بناء اللہ کا لقب دیا تھا خاص طور پر کامیادہ
ثابت ہوئے اور ان کی اور قرة العین کی کوششوں سے
یہ قریب قریب قید ہو گیا کہ نئے اصولوں پر چلا جائے
لیکن بعض پرانی رائے پر جمے رہے۔ (بناء اللہ کی تعلیمات و
دوسری قرارداد کی تعمیل بھی شروع ہو گئی۔ مرزا عبدالحسین ہائی مؤرخ نے
لکھا ہے۔)

۱۔ شمار گسترہم یحسبون السلاح دنیا فروع
۲۔ حجابات لا یقل عددہا عن عشرين نفساً
(الحکام ص ۲۲)

جو کہ ان میں سے اکثر ہتھیار بند ہونے لگے اور میں یا اس سے
تذلیل اور ذلیل صورت میں سفر کرتے تھے۔
علامہ حلی نے اس طرح لکھتے والی مسیحی ماعتوں اور عوام کا تصادم ناگزیر تھا۔

اہل دیات اور حکومت کی پولیس سے تضادم ہوا اور ملک میں لافانوں کی کئی صورت پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف باب نے شیخ شریعت اسلامیہ کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے البیان نامی کتاب قطعہ ماکو میں لکھی شروع کر دی۔ لکھا ہے:-

(۱) ”وكان الباب كتب كتاب البيان أثناء عجمه

في قلعة ماکو“ (تاریخ بہار اشد مت)

کہ باب نے ماکو کے قلعہ میں قید کے عرصہ میں کتاب بیان لکھی ہے۔“

(۲) رتب کتاب البیان علی تسعة عشر اقسام

کل واحد اثنی تسعة عشر باباً (الکواکب ملکہ)

وہ البیان کو ۱۹ حصوں پر تقسیم کرے گا اور ہر حصہ میں ۱۹ باب

لکھے گا۔“

لیکن وہ اس تجویز کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ لکھا ہے:-

”ولکن حضرته لم یکمل بقلمه کتابته جمیع

هذه الابواب وانما تعیم کتابته آحاد ثمانیة و

تسعة ابواب من الواحد التاسع فقط“ (الکواکب ملکہ)

کہ باب اپنے قلم سے البیان مکمل نہ کر سکا۔ اس نے صرف آٹھ

حصے مکمل کر دیے ہیں اور نویں حصے کے صرف نو باب لکھ سکے ہیں۔“

اس جگہ قرۃ العین کے مختصر حالات ذکر کرنا بھی لازمی ہے کیونکہ شیخ قرآن کی یکم میں بدشت کانفرنس میں انہوں نے سب زیادہ پارٹ ادا کیا ہے جناب

قرۃ العین کا اصل نام جناب ام سلمیٰ ہے۔ یہ جناب مولا صالح القزویٰ کی مہجرا کا ہیں۔ سن ولادت ۱۲۸۷ھ یا ۱۲۸۸ھ ہجری ہے۔ سن رشد کو پہنچنے پر قرۃ العین نے شیخینہ میں شامل ہو گئیں۔ نہایت ذہین اور خوبصورت خاتون تھیں۔ سیکہ کالم لڑتی سنے انہیں ”قرۃ العین“ کا مشہور عام خطاب دیا تھا۔ ان کی شادی اپنے چچا کے بیٹے ملا محمد سے ہوئی تھی مگر یہ اپنے خاوند کے گھر آباد نہ ہو سکی تھیں۔ بدشت کانفرنس سے پہلے جب لوگ میان ہوی میں مصالحت کر سکی کہ کشش کر رہے تھے تو وہ اپنے خاوند کے متعلق کہنے لگی کہ لم یکن الخبیث لبقہ کفواً للطیب قطعاً (الکواکب ملکہ) کہ وہ خبیث میرا کفو نہیں ہے کیونکہ میں طیب ہوں۔ بر حال ان کی خانہ آبادی نہ ہو سکی۔

بایں میں قرۃ العین کا خاص درجہ ہے ان کا عملی دستور یہ تھا:-

”وکانت فی مجلس الاحباء مکشوفة الوجه ولكن

فی مجلس الاعیان تکلمهم من خلف حجاب۔“

رسالہ التسع عشر ملکہ

کہ قرۃ العین احباب کی مجلس میں بے پردہ ہوتی تھیں اور غیروں

سے بات نہ کرتی ہو تھیں پردہ کرتی تھیں۔“

بدشت کانفرنس میں جب وہ مقررہ حکیم کے مطابق سب کے سامنے کھڑے تھے

آگسٹ ۱۱ اس پر سب باہمی دنگ رہ گئے۔ لکھا ہے:-

مادہ جمیع حاضرین پریشان شدند کہ چونکہ نسخ شرائع شدہ اس

روزہ کے لئے لکھا گیا ہے پردہ بروں آمد (تذکرۃ الوفاء ملکہ)

سب عامرین حیران ہو گئے کہ شریعت کس طرح منسوخ ہو گئی
اور یہ عورت کس طرح ننگے مندا در بے پردہ باہر آ گئی ہے۔
بدست کا نفرین کی کارروائیوں کا اجمالی نقشہ پر پھر سرناؤن کی
شائع کردہ تاریخ میں یوں درج ہے:-

”دو صحرائے خوش قضاے بدشت جیسے بے خود و گروہ
با خود و طائفہ تخیرو قوت مجنون و فرقہ فراری شدند“

(نقطۃ الکاف ص ۱۵۸)

کتے ہیں کہ قرۃ العین کو طاہر کا لقب اسی موقع پر دیا گیا تھا لکھا ہے:-
”و اما لقب طاہرہ اول در بدشت و اتبع گشت و حضرت
اعلیٰ ابن لقب را القویسیو تصدیق فردند و دالواں مرقم
گشت“ (تخفہ طایر و ص ۶)

کہ قرۃ العین کو طاہرہ ر پاکدامن کا لقب پہلی مرتبہ بدشت
کے صحرائے ہی لاکھا بعد ازاں باہر سے اسکی تصدیق کر دی
اور دالواں میں استعمال ہونے لگت گیا۔

بہائی تاریخ سے ثابت ہے کہ قرۃ العین کا زیادہ تعلق ایک مخلص باہی حاجی
محمد علی یار فرشتی قدوسی کے ساتھ تھا۔ انکو اکہتہ میں لکھا ہے:-

”و اذا شئت ان السیدة ساطرت حقیقة الی
خراسان فلا بد وان یکون ذلک مع حضرة القدوس
فاقه او حید الفرید الذی کانت تملک التواضع

تعتمد علیہ و توکن الیہ فی ث اسرارها و مکتوبات
اطلاعاتها و لم یبتعاش مؤرخوا لها بقیة ذکر هذه
الوحلة الا تفادیا عن و هم الواہمین و قطعاً
لدایر اقوال المفترین و انکار هم الباطلة
المنحطة“ (الکواکب مشرق و مشرق)

ترجمہ: جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرۃ العین بچ بچ بچ سامان گئی
ہے تو یہ منوری ہے کہ یہ سرفردس و طالع بد فرشتہ کی نصیحت میں
ہوا ہو کیونکہ وہی اکیلا شخص مفلوج جس پر قرۃ العین کو بھروسہ تھا
اور جیسے وہ اطمینان سے اپنے ماں اور پلیدیہ مجید تیار کرتی تھی
دوسرے باہی نورخوں نے اسی سفر کا ذکر محض عجب و کی غلط فہمیں کیا
تاکہ وہم کہنے والوں کا وہم اور مفترین کے اقوال کا ازالہ ہو۔
جلے اور ان کے ذاتی افکار کا رد خیالات رک مائیں۔

قرۃ العین بایست کی تبلیغ میں سرگرم تھیں۔ باب کے قتل کے عیاں کے بعد
قرۃ العین نے بھی حکومت کے خلاف ایک کوشش کی تھی مگر فیلد ہوئیں اور
بہائی روایت کے مطابق باب کے دو سہیلی بعد انہیں گلا گھونٹ کر ہک
کر دیا گیا۔ (تذکرۃ الوفاء ص ۱۳۱)

اب ہم پھر باب کے معاملہ کی طرف خود کرتے ہیں حکومت بایوں کی
مستماہ سرگرمیوں سے تنگ تھی اور ہر علامہ نے باب کو واجب القتل
قرار دیدیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ باب کے قتل کے جلسے کا فیصلہ ہوا۔

”بما ان حضرة السيد الباب ادعى مقام
المهدوية وعمل تغييرات عظيمة في الفروع
الاسلامية لذلك وجب ولزم قتله“ (الکواکب ۳۳۱)
کہ چونکہ بابیہ مہدویت کا دعویٰ کیا ہے اور اسلامی شریعت میں
بہت تبدیلی کی ہے اس لئے اس کا قتل واجب ہے۔
اس کیصلہ سے باب بہت فکرمند ہوئے۔ چنانچہ لکھا ہے:-
”کان حضرتہ مقتضی الحال علی خلاف المعتاد
غائبا فی بحر عیق من الافکار (الکواکب ۳۳۲)
کہ اس شب اس کی حالت غیر معمولی طور پر بدلی ہوئی تھی۔
وہ تفکرات کے عمیق سمندر میں غرق تھا۔
اس موقع پر ان کی زبان پر یہ شعر تھا:-
الی الدیان یوم الدین نمضی و عند الله یجتمع المصوہ
انہوں نے اپنے مریدوں سے خواہش کی کہ کوئی مجھے صبح سے پہلے ہی قتل کر دے۔
چنانچہ الکواکب میں لکھا ہے:-

فيا حبذا الموجد من يقتلني هذه الليلة
فی هذا السحری (الکواکب ۳۳۳)

نیز انہوں نے اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا:-
”اے اصحاب! فردا اگر از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ
نمایند یعنی کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما اس است“ (نقطۃ الکاشف۱)

آخر کار باب علیہ السلام کے درمیان آذربائیجان کے دارالخلافہ میں قتل
کئے گئے:-

”۱۸۴۹ء اور ۱۸۵۰ء کے درمیان آذربائیجان کے دارالخلافہ
میں شہید ہوئے“ (ہباء اللہ کی تعلیمات ص ۱۸)

بائی مؤرخ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک بابی نے سازش کی کہ شاہ ایران پر گولی
چلائی جس سے بابیوں کا ایران میں قتل عام ہوا۔

”حضرت باب شہید کئے گئے اور ان کے ایک خادم نے کچھ آدمیوں
سے سازش کر کے بادشاہ پر گولی چلائی اور اس کے بعد بابیوں
کا تمام ایران میں قتل عام ہوا“ (ہباء اللہ کی تعلیمات ص ۱۸)
اسی سلسلہ میں عصر جدید میں لکھا ہے:-

”اگست ۱۸۵۰ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے بابیوں پر
ہاؤں کا ایک ایسا طوفان برپا کیا کہ ہر ایک بابی کی جان خطرے
میں پڑ گئی۔ صادق نامی ایک نوجوان جو خود بھی بابی تھا اور جس کا
آقا بھی بابی تھا۔ اپنے آقا کے عذاب شہادت کو دیکھ کر ایسا متاثر
ہوا کہ بدے کے جوش میں بھر کر اس نے شاہ ایران پر حملہ کر دیا۔
(عصر جدید اردو ص ۳۳)

پھر شاہ ایران محمد شاہ فوت ہو گئے تو بابیوں نے عام مقابلہ شروع
کر دیا جس میں طرفین کا کافی کشت و خون ہوا۔

ان بابیہین احتسبوا وفاة المفقور له محمد شہادۃ

مغفورا عظیماً لهم وشرموا فی المقاتلة والبنزال
 وخرجوا علی الدولة والملة (الحاکم مشک)
 مقال سیراح کامیاب یوں کا دفاع کرتا ہوا لکھتا ہے۔
 چونکہ اس مذہب کی بنیاد پڑنے ہی حضرت ہاشم کی دینی
 گئے تھے اسی لئے یہ گروہ اپنی روش و رفتار و شریعت و طریقت
 کے احکام سے محض بے خبر ہوا۔ ان کے عقائد کی بنیاد صرف حضرت
 باب کی محبت تھی اور یہی ہے غیری بعض مقاموں میں گڑبڑ کا
 سبب ہوئی اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر سخت دباؤ پڑا دیکھا
 تو اپنے بچاؤ کے لئے مجبوراً اللہ اٹھایا۔ (مقالہ سیراح اور وحشت)
 بابوں کی باخیز حرکت سنان کے مشاہیر گرفتار کر لئے گئے جن میں میرا احمد
 بھی تھے جن کو روسی اور انگریزی سفیر نے چھڑایا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔
 ۱۔ اس باخیز حرکت کے ازخواب سے یہ فرقہ بدنام ہو گیا۔ ابتداء
 میں کچھ پوچھ گچھ ہی نہیں تھی مگر اس کے بعد حکومت کی طرف سے تحقیقات
 شروع ہوئی اور اس فرقہ کے تمام مشاہیر محبت کے محال میں
 پھنس گئے۔ (مقالہ سیراح مشک)
 ۲۔ اسی زمانہ میں مرزا حسین علی بلاء اللہ بھی قید کر لئے گئے۔ اور
 صرف ایک مہینے میں ان کے چار سو قصبہ منبسط ہوئے اور اگر انگریزی
 اور روسی سفیر سفارش نہ کرتے تو شاید دنیا کی تاریخ ایک عظیم نشان
 شخص کی زندگی کے حالات سے خالی رہ جاتی۔ بلاء اللہ کی عظیم ملبور

باب نے رمضان ۱۲۶۵ھ ہجری میں اپنی زندگی کو خطرہ میں پا کر مرزا حسین علی
 الملقب بلاء اللہ کے سوتیلے بھائی مرزا یحییٰ مسیح ازل کے بارے میں وصیت
 کردی تھی۔ وصیت یہ تھی۔

اللہ اکبر تکبیر اکبیراً

هذا کتاب من عند الله المهین القیوم قل من عند الله
 الله المهین القیوم قل من عند الله
 مهدون قل قل الی الله یعودون هذا کتاب
 من علی قیل جلیل ذکر الله للعالمین الی
 من یعدل اسمہ اسم الوحید ذکر الله للعالمین
 قل قل من نقطة البیان لیبدؤن ان یا اسم
 الوحید فاحفظ ما نزل فی البیان وامر به فالتک
 لصراط حق عظیم (مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۱۰)

ترجمہ:- اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ خط خدائے مہین و قیوم کی
 طرف سے خدائے مہین و قیوم کی طرف لکھا گیا ہے۔ کہہ دے کہ
 سب اللہ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں
 یہ خط محمد علی کی طرف سے جو ذکر للعالمین ہے یہ بھی کی طرف
 جو ذکر للعالمین ہے۔ کہہ دے کہ سب نقطہ بیان کے شروع ہوتے
 ہیں۔ اسے یحییٰ البیان میں نازل شدہ کی حفاظت کرو اور اس کے
 مطابق حکم دے تو سچا اور عظیم صراط ہے۔

باب نے اسے صبح ازل کا لقب دیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے :-
 "وقد سماه حضرة الباب بهذا الملقب
 ربيع ازل بالحكمة ما" (البہائیت مش)
 اور اس نے چاہا کہ عام بابیوں وغیرہم کی نگاہیں صبح ازل پر مرکوز ہو جائیں۔
 اس بارے میں یہ تجویز کی کہ:-

"ثم امر بعض الاصحاب بان يشهدوا اسماء بين عامة
 الصحب لتتحول الانظار نوعاً اليه" (انکواکب مکتب)
 بعض اصحاب کو حکم دیا کہ عام بابیوں میں مرزا یحییٰ کا نام مشہور
 کر دیں تا ایک حد تک اس کی طرف نظریں متوجہ ہو جائیں۔
 بھائی مؤرخ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ مشہور ہوا کہ:-

"کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ سب کی توجہ حضرت ہمدان اللہ کی
 طرف سے ہٹ کر کسی غائب شخص کی طرف ہو جائے۔ اور اس تدبیر
 ہے بہاؤ اللہ لوگوں کی مزاحمت اور ایذا معفوفا رہیں لیکن
 چونکہ اس امر کے لئے کسی اجنبی آدمی کو منتخب کرنا جسلاف
 مناسبت تھا اسلئے بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحییٰ کو اس کام کیلئے
 منتخب کیا۔ غرضیکہ بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے اس کو
 قیہ کامل مشہور کیا اور اپنوں اور بیگانوں میں اس کو شہرت دی
 اور اسی کی طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ درپردہ
 پہلے اس امر کا ذکر حضرت باب سے ہو چکا تھا اس لئے یہ رائے انہوں نے

بھی نہایت پسند کی۔" (باب الحیاء ترجمہ مقالہ سیاح مشہ)
 گویا بابیوں کے نزدیک صبح ازل باب کا اصل جانشین نہ تھا بلکہ اسے بہاء اللہ
 کے لئے بطور پردہ استعمال کیا گیا تھا۔ ازل یعنی مرزا یحییٰ کے پیرو بابیوں کو
 اس بیان میں غلط کار قرار دیتے ہیں۔ طرفین نے ایک دوسرے کو جہالی وغیرہ
 کے خطرناک القلب سے موسوم کر رکھا ہے۔ مگر اس جگہ بطور ایک مؤرخ کے
 ہم اس قسم کے امور کی طرف صرف اشارہ ہی کر سکتے ہیں۔ تاریخی طور پر ثابت
 ہے کہ یکیم بعد میں سانپ کے منہ میں پھنسی کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔
 باب کے قتل کے بعد بہاء اللہ بھی قید کئے گئے۔ قید خانہ ناریک و تنگ
 تھا۔ چنانچہ بہاء اللہ کہتے ہیں:-

"وہ قید خانہ جو اس مظلوم اور دوسرے مظلوموں کی جگہ تھی،
 فی الحقیقت ایک تنگ و تاریک مُردہ خانہ بھی اسی سے چھا ہوتا
 ہے۔" (روح ابن ذئب ملا)

اسی قید خانہ میں سوچتے سوچتے بہاء اللہ نے بابیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے
 کھڑے ہونے کا فیصلہ کیا۔ لکھا ہے:-

"اس قید خانہ میں دن رات ہم بابیوں کے اعمال و احوال کو
 سوچتے تھے کہ اس قدر بلندی و برتری اور فہم و ادراک کئے
 ہوئے ان سے ایسا کلام ظاہر ہوا۔ یعنی ذات شاہانہ پر جو اس
 حملہ کرنا۔ پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا۔ کہ قید خانہ سے نکل کر
 پوری ہمت و جوش کے ساتھ ان لوگوں کو تہذیب و تہذیبی

سکھانے کھڑا ہو گا۔ راتوں میں سے ایک رات عالم رویا میں
ہرمت سے یہ بلند کلمہ سنائی دیا۔ انا ننصرک بک و
بقلمک لا تحزن عما ورد ملک ولا تخف انک
من الامنین۔ سوف یبعث اللہ کنوز الارض و ہم
رجال ینصرونک بک و ہا صمک الذی بہ احبا
اللہ افشدة العارفین (روح ابن ذئب مشہد)

جب تین ماہ کے بعد رہا ہوئے تو بہاء اللہ مقامات مقدسہ کی زیارت کے
نام سے عراق کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت ایرانی اور روسی حکومت
کے سپاسی ان کی نگرانی کرتے تھے مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے:-
”حضرت بہاء اللہ نے درخواست کی کہ ان کو مقدس مقامات
مذہبی کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی جائے چند مہینے
کے بعد پادشاہ اور وزیر اعظم سے اجازت حاصل کی کہ شاہی
فلاموں کے ساتھ ان مقامات مقدسہ کی طرف روانہ ہوئے“
(باب الحیاة مشہد)

بہاء اللہ صاحب خود لکھتے ہیں:-

”حسب الاذن و الامارة سلطان زمان این مجد از مقرر
سریر شیطانی بعراق عرب توجہ نمود۔ دوازده سند در آن

ارمن ساکن“ (باب الحیاة مشہد)

جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں:-

”خرجنا من الوطن ومعنا فرسان من جانب
الدولة العلیة الایرانیة ودولة الروس الى ان
وردنا العراق بالعزة والاقتدار“

(نبذة من تعالیم البهاء ملبوعہ معرک)

ترجمہ:- کہ جب ہم ایران سے روانہ ہوئے تو ہماری ساتھ
حکومت ایران اور حکومت روس کے سوار تھے یہاں تک کہ
ہم عراق میں عزت و محکم کے ساتھ پہنچ گئے“

اب بہائی تحریک کا آغاز ہوتا ہے۔ بہاء اللہ یعنی مرزا حسین علی صاحب
طهران میں ۱۲ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۲ محرم ۱۲۸۱ھ ہجری کو مرزا عباس نوری
کے گھر پیدا ہوئے تھے لکھا ہے کہ:-

”حضرت بہاء اللہ نے کسی کالج یا سکول میں تعلیم نہ پائی تھی۔

جو کچھ آپ پڑھا تھا وہ گھر میں ہی سیکھا تھا“ (عمر جدید اردو مشہد)

۱۲۸۱ھ میں بہاء اللہ تائبیس برس کی عمر میں باب پر ایمان لائے تھے ۱۲۸۵ھ
میں باب اپنی نئی شریعت ”البدیان“ کو نا تمام چھوڑ کر قتل ہو گئے۔ تب
بہاء اللہ کے سامنے بدشت کافر نس کی تجویز کے مطابق قرآنی مشریت
کے نسخ کا سوال سب سے اہم تھا۔ ایران سے جناب بہاء اللہ محرم ۱۲۸۹ھ ہجری
میں قافلہ سمیت بغداد پہنچ گئے۔ صبح ازل کی مخالفت کا سلسلہ یہاں بھی جاری
تھا۔ اس سے تنگ آکر آپ کسی کو اطلاع میں نہ پڑوسال کے لئے سلیمانہ
کے پیاروں میں چلے گئے۔ روح ابن ذئب میں لکھتے ہیں:-

”یہ مظلوم ہجرت دو سالہ حبس میں پھاڑوں اور بیا بانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب جو مدت تک بیا بانوں میں تلاش کرتے رہے دارالسلام واپس آیا“ (روح ابن ذئب مؒ)، ایک بہائی مؤرخ لکھتا ہے:-

”شاید مراد از اس غیبت اس بود کہ در تنہائی و محسب خالی از جہول و نزاع از برائے تاسیس و بناء کارالہی خود قوت معنوی ذخیرہ فرماید۔“ (تاریخ امر بہائی مؒ)

واپسی پر آپ نے سختی طور پر منظرہ اللہ کا دعویٰ کیا۔ اسی طرح اور بھی چار پانچ بابیوں نے یہ دعویٰ کیا تھا (مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۱) نے شدید مخالفت کی۔ بغداد میں گیارہ بارہ سال انہی اختلافات میں گزرے جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں:-

”یہ مظلوم دن رات قتل یا آیتھا انکار فرودن پکار رہا ہے کہ شاید تعبیر کا سبب ہو۔“ (روح ابن ذئب مؒ)

آخر عثمانی حکومت نے ۱۳ اگست ۱۸۶۶ء کو صبح ازل کو قبرص اور بہاء اللہ کو نکل بھیج دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

”میں آپ نے عام طور سے اپنے طور کا اعلان فرمایا جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا اور بھائی کہہ نے لگے۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے مرزا یحییٰ کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اس کی مخالفت کی اور آپ کے مٹا دینے کی سازشوں میں آپ کے پرانے

دشمن شیعوں سے جا ملے۔ یہ تفسیر روز بروز شدید ہوتا گیا۔ آخر کار حکومت عثمانی نے آپ کو مع آپ کے اصحاب کے حکماً بھیج دیا اور مرزا یحییٰ کو جزیرہ قبرص میں روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۳ اگست ۱۸۶۶ء کا ہے۔“ (بہاء اللہ و عصر جدید مؒ)

صبح ازل نے البیان کو جو کیا اور اپنی نئی شریعت المستیقظہ مرتب کی۔ چنانچہ جناب بہاء اللہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے لکھا:-

”ان دنوں ہم نے سنا ہے کہ تو نہایت ہمت سے بیان کے جمع کرنے اور اسے جو کر دینے میں لگا ہوا ہے۔“

(روح ابن ذئب مؒ)

۴۔ جناب آقا ابوالقاسم کاشی اور کچھ دوسروں کو میرزا یحییٰ کے فتویٰ سے شہید کیا۔ اسے ہادی اس کی کتاب جس کا نام اس نے مستیقظہ لکھا ہے تیرے پاس موجود ہے پڑھ۔“

(روح ابن ذئب مؒ)

بہاء اللہ کی ایک بہن بھی صبح ازل سے مل گئی۔ خود بہاء اللہ لکھتے ہیں:-

”بعد کو میرزا یحییٰ سے جا ملی اور اب طرح طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ معلوم نہیں کیا کہتی ہے اور کیا کرتی ہے۔“

(روح ابن ذئب مؒ)

بہائیوں کے نزدیک البیان منسوخ ہے۔ اس کی حیثیت بہاء اللہ کی دہی کردہ کتاب کی ہے۔ اسے اس کے نسخہ کا اختیار ہے۔ اس بارے میں

لکھا ہے:-

(۱) حضرت باب نے بعض موقعوں پر یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم اس وقت تم کو ملے گا جبکہ من یظہرہ اللہ ظاہر ہوگا اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کر لیا اس پر عمل کر لیا حکم دیا۔ (ہباء اللہ کی تعلیمات ص ۱۷)

(۲) ان البیان قد اوحی الیہ ممن یظہرہ اللہ (عصر جدید عربی ص ۱۷)

کہ باب پر البیان ہباء اللہ نے وحی کی تھی۔

(۳) حضرت مبشر روح ماسواہ فداہ احکامے نازل فرموا اند و لکن عالم امر معلق بود بقبول۔ لہذا میں مظلوم بعضے را اجرا نمود و در کتاب اقدس بعبارات اخری نازل و در بعضے توقف نمودیم۔ (رہنہ من تعالیم الہباء ص ۱۷)

۱۸۷۳ء کے قریب اور نہ میں ہباء اللہ نے صاف طور پر دعویٰ کیا تھا جس سے لوگ بہائی کہلانے لگے۔ عیبیا کہ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں:-

’جب بابیوں کی حالت بے سردار کے بہت نازک ہونے لگی۔ تو ایڈریا فوہل میں ہباء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت تم کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے اپنی جان فدا کی ہے

وہ میں ہی ہوں۔ من یظہرہ اللہ“ میرا ہی لقب ہے۔ اول تو سب کو مکہ سا ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ قریب قریب سب بیہوں نے حضرت ہباء اللہ کو من یظہرہ اللہ تسلیم کیا۔ اور اُس دن سے جنہوں نے حضرت ہباء اللہ کا دعویٰ قبول کیا اُن کا نام بہائی ہو گیا۔

عثمانی حکومت نے ان لوگوں سے نہایت اچھا سلوک کیا۔ ہباء اللہ لکھتے ہیں:-

’در حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان

مظلوموں کی نسبت ظاہر مشہود ہوئی۔‘ (روح ابن ذئب ص ۱۷)

مکالمیں جو حالت تھی اس کا نقشہ عبدالہباء آفندی کی مندرجہ ذیل چار عبارتوں سے ظاہر ہے:-

۱۔ حضرت ہباء اللہ برائے نام قیدی تھے۔ کیونکہ سلطان عبدالعزیز کے فرمان کبھی منسوخ نہ ہوئے تھے۔ مگر حقیقت میں آپ نے اپنی زندگی و سلوک میں ایسی شرافت اور ایسا دبدب دکھایا کہ سب آپ کی عزت کرتے اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ فلسطین کے گورنر آپ کے اثرا و قوت پر رشک کرتے تھے۔ گورنر متصرف اور جرنیل اور بڑے بڑے افسر نہایت عاجزی سے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی درخواست کرتے جو شاذ و نادر ہی آپ منظور فرماتے۔ (عصر جدید اردو ص ۱۷)

۲۔ سلطان عبدالعزیز کے سخت فرمان کے باوجود جس میں مجھے

جمال مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ یہی گاڑی لیکر دوسرے دن دربارک پر حاضر ہوا اور آپ کو ساتھ لیکر محل و محلہ پاشا کا باغیچہ و کوٹھی کی طرف لے گیا۔ اور کوئی ہمارا مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آ گیا۔ آپ دو سال تک اس خوبصورت اور پیاری جگہ رہے۔ تب یہ فیصلہ ہوا کہ آپ بھیجی میں تشریف لے جائیں۔ (عمر جدید اردو ص ۱۱۸)

۳۔ وہاں اصلی حشمت و جلال کے دروازے کھول دیئے گئے۔ (ایضاً ص ۱۱۸)

۴۔ "وكانت هبات مشات الالوف من الاتساع المخلصين قد جعلت تحت يديه اموا لا طائلة كان يدبرها بنفسه" (عمر جدید عربی ص ۱۱۸)

اس فارغ البالی میں آپ کیا کرتے تھے اور آپ کا کیا شغل تھا۔ لکھا ہے:-
"آپ کا وقت زیادہ تر عبادت و ذکر و شغل، دعا و مناجات، کتب مقدسہ اور الواح کے نزول اور احباب کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں گزرتا" (بہاء اللہ اور عمر جدید ص ۱۱۸)

۲۸ مئی ۱۸۹۲ء کو آپ فوت ہوئے۔ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں:-

"۱۸۹۲ء سے لیکر ۱۸۹۶ء تک حضرت بہاء اللہ عجلہ میں قید رہے اور پچھتر سال کی عمر میں چالیس سال کی قید کعبہ

عجلہ سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک باغ بھیجی میں حلت کی۔ (دعوت)

معشقت بہاء اللہ کی تعلیمات نے چالیس سال قید کی مدت بتانے میں بھی مبالغہ سے کام لیا ہے۔ ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۶ء تک چوبیس سال بیتے ہیں نہ چالیس سال۔

جناب بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں ۱۱ محترمہ نوابہ صاحبہ دختر نواب طہران۔ ان سے بہاء اللہ کا نکاح ۱۲۵۸ھ ہجری میں ہوا۔ نوابہ صاحبہ کا لقب ام الکائنات ہے۔ ان کے بطن سے دو لڑکے جانشینی اور میرزا احمدی نیز ایک لڑکی ہائیت پیدا ہوئے۔ میرزا احمدی بہاء اللہ کی زندگی میں ہی چھت سے گر کر فوت ہو گیا تھا۔

(۲) محترمہ مد علیا۔ یہ جناب بہاء اللہ کی دوسری بیوی ہیں۔ ان کے بطن سے چار بچے یعنی تین لڑکے میرزا محمد علی، میرزا بدیع اللہ میرزا منیاد اللہ پیدا ہوئے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) محترمہ گوہر خانم۔ ان سے جناب بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں شادی کی۔ ان کے بطن سے صرف ایک فرخندہ خانم زندہ رہی باقی بچے فوت ہو جاتے رہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو انکوائٹ الدین فارسی جلد ۲ ص ۱۱۸)

بہاء اللہ کی وفات پر ان کے بیٹے عبدالبہاء جانشین ہوئے۔ ان کی لمبی داستان ہے ان کے محادثات اور خطابات نے بہائیت کی شکل ہی بدل دی ہے۔

بہاء اللہ کی وصیت کے مطابق ان کے بعد ان کے بھائی مرزا محمد علی کو

دوسرا خلیفہ ہونا چاہیے تھا۔ مگر عبداللہ نے اپنے نواسے شوقی آفندی کو
 بہائیوں کا زعمیم مقرر کر دیا۔ ابھی تک شوقی آفندی ہی زعمیم ہیں۔ یہ باہی
 اور بہائی تحریک کی مختصر تاریخ ہے۔
 واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

دوسرا مقالہ

بہائیوں کے عقائد اور تحریک احمدیت

معزز حضرات! کل شام ہم نے باہی اور بہائی تحریک کی تاریخ پر
 ایک مقالہ کیے سامنے پڑھا تھا۔ آج کے مقالہ کا عنوان بہائیوں کے عقائد
 اور تحریک احمدیت ہے۔ باہی اور بہائی تحریک کی تاریخ کے سلسلہ میں ہم نے
 بعض مشکلات کا ذکر کیا تھا جنہیں اپنے اور بچکے نے سب محسوس کرتے ہیں۔ ایک
 بڑی شکل باہیوں یا بہائیوں کی کتابوں کی ناپاکی اور کیا بی ذکر ہوئی تھی۔ اسی
 طرح یہ بھی بتایا گیا تھا کہ چونکہ بہائی تحریک کے باہی نے مرزا حیدر علی صاحب
 اصفہانی باہی مبلغ کو تاکید فرمائی تھی: "استقر ذہبک و ذہابک و
 مذہبک۔" (وہیہ الصدور منک) یعنی اپنے سونے، اپنی آمدورفت اور
 اپنے مذہب ہی عقائد کو چھپا کر رکھو۔ اسلئے بہائی تحریک میں بہت سے امور
 غفی رکھے جاتے ہیں اور ایک مؤرخ اور محقق عقائد کے لئے بہت سی دقتیں
 پیش آتی ہیں۔ جناب بہار اللہ نے اپنے اس قول میں مذہب غفی رکھنے کا حکم دیا
 ہے اسلئے آپ حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ بہائیوں کے عقائد کو صحیح طور پر جاننا کچھ
 آسان نہیں ہے۔ جناب عبداللہ نے اپنے ایک پیر شیخ فرج اللہ گدی مہری
 کے ہمہ یک خط میں تقیہ فرماؤ ہے علیکم بالتحقیقۃ "دیکھتا رہو"

"In one of his London talks he said that a man may be a Bahai even if he has never heard the name of Bahaullah"

(Bahaullah and the New Era P. 92)

افسوس ہے کہ بھائیوں نے عصر جدید کے اردو ترجمے سے یہ حوالہ مدن کر دیا ہے۔ عصر جدید غریبی میں اس کا ترجمہ یوں لکھا گیا ہے:-

"یصبر ان یکون الانسان بهائیا ولولم یصبر
بسم بھاء اللہ" (عصر جدید غریبی ص ۹۲)

پس ان حالات میں ایک جو یاے حق کے لئے بھائیوں کے عقائد کا صحیح طور پر جاننا کچھ آسان بات نہیں ہے۔

بھائیوں کے عقائد پر تفصیلی نظر ڈالنے سے پہلے یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ بھائی عقیدہ کی رو سے جناب باب، جناب بھاء اللہ، جناب عبد البہاء بلکہ جناب شوقی افندی تک ایسے مقام پر ہیں کہ ان کے بیان اور قول کو الہام اور وحی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جناب بھاء اللہ اور عبد البہاء کو جب عظمت بکری کے مقام پر مانا جائے گا تو ان کے ہر قول کو بھائی عقائد کیلئے اساس اور بنیاد سمجھنا ضروری ہوگا۔ بھائیوں کے نزدیک انہیں عظمت بکری حاصل ہے اور عظمت بکری والے شخص کے متعلق جناب بھاء اللہ تحریر کرتے ہیں:-

عبد البہاء جزء ۳ ص ۱۲۵) کہ لوگوں کے پردوں، ان کی غند اور ان کی عقلوں کے ضمیمے ہونے کی وجہ سے تمہارا فرض ہے کہ تہذیب کو اختیار کرو جس کے صاف پتے ہیں کہ بھائی مشنیز اور علامہ اس بھائی ہوتے عقائد میں تہذیب اختیار کریں گے۔

اس تہذیب اور اختلاف مذہب کی مشکل کے ساتھ ساتھ ایک دوسری مشکل یہ بھی ہے کہ جناب عبد البہاء نے بھائیت کے میدان کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں:-

"اذا کذبت فی جمعیۃ او ہیئتۃ فلا تضاد
اخوانک فانک یسکنتک انما تکون بھائیا
مسیحیا و بھائیا ماسونیا و بھائیا یھودیا
و بھائیا مسلما" (مفاہات عبد البہاء ص ۱۲۵)

کہ تو جس جمیعت یا انجمن میں ہو تجھے بھائی ہونے کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ تو عیسائی ہوتے ہوئے بھی بھائی رہ سکتا ہے۔ موسوی ہوتے ہوئے بھی بھائی رہ سکتا ہے اور تو یہودی بھائی اور مسلم بھائی بھی بن سکتا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر جناب بھاء اللہ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ بھائی ہونے کے لئے بھاء اللہ کا نام تک منہ ضروری نہیں۔ چنانچہ عصر جدید اور بھاء اللہ میں لکھا ہے:-

لَوْ يَحْكُمُ عَلَى الْمَاءِ حَكْمَ الْخَمْرِ عَلَى السَّمَاءِ
حَكْمَ الْأَرْضِ وَعَلَى النَّوْرِ حَكْمَ النَّارِ حَقٌّ لَا دَيْبَ
فِيهِ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَسْتَوْضِعَ عَلَيْهِ أَوْ يَقُولَ
لَعَنَ دَيْبُكُمْ لِلْعَقْلِ أَنْ يَتَّبِعَ مَوْلَاهُ فِيمَا حَكَمَ
بِهِ اللَّهُ وَالَّذِي أَنْكَرَ كُفْرَ بِلِلَّهِ وَأَيَّانَهُ وَرَسُولَهُ
وَكُتِبَ لَهُ أَنْهُ لَوْ يَحْكُمُ عَلَى الصَّوَابِ حَكْمَ الْخَطَاةِ وَ
عَلَى الْكُفْرِ حَكْمَ الْإِيمَانِ حَقٌّ مِنْ عَهْدِهِ

رَبْدَةُ مِنْ تَسْلِيمِ بَعْدَ الشَّرِّ ص ۹۰

گویا ایسا شخص اگر پانی پر شراب کا حکم لگائے تو بھی رواہے اور اگر
آسمان کو زمین قرار دیدے تب بھی درست ہے اور اگر نار کو نور قرار
دیدے تب بھی اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے اشخاص کے احکام
کی سزا ہی اللہ اور اس کے سارے رسولوں اور اس کی ساری کتابوں کے
انکار کے مترادف ہے۔ وہ اگر نار درست کو درست قرار دے اور کفر کو
ایمان ٹھہرائے تو ایک بھائی اس کے ماننے پر مجبور ہے۔

یاد رہے کہ ہم نے یہ بیان غیر متعلق طور پر ذکر نہیں کیا کیونکہ جیسا کہ
آپ ابھی نہیں گئے اور خود بھائی کتابوں میں مشاہدہ فرمائیں گے ہوا اوقات
ایسا ہوا ہے کہ جناب بعد اللہ نے ایک عقیدہ کا اعلان کیا ہے اور اسے
درست ٹھہرایا ہے لیکن جناب عبد اللہ نے اسے غلط سمجھتے ہوئے اس
کے مخالف دوسرا عقیدہ اختیار کر لیا اور اس کا اعلان کر دیا ہے، یا جناب

بعد اللہ نے ایک عمل کو شریعت کے مطابق ٹھہرایا ہے مگر جناب عبد اللہ نے
اسے نار درست ٹھہراتے ہوئے اس کے مخالف عمل کو اختیار کرنے کی تاکید کی
ہے۔ عقائد کی بحث میں آپ اس کی مثالیں مشاہدہ کریں گے۔ مگر بعض مثال
کے طور پر اعمال کی ایک مثال اس جگہ ذکر کی جاتی ہے تاکہ کوئی یہ سمجھے کہ ہم نے
یہ دعویٰ نار درست طور پر ذکر کر دیا ہے۔ وہ مثال یہ ہے کہ جناب بعد اللہ
نے اپنی شریعت اقدس میں حکم دیا ہے کہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصَّلَاةُ فَرَادَىٰ قَدْ
رَفَعَ حَكْمَ الْجَمَاعَةِ كَمَا أَنَّ بَاجِمَاعَتِ الْكَلْبِ حَكْمُ صَلَاحِهِ كَمَا أَنَّ بَاجِمَاعَتِهِ
الْكَلْبُ الْاَلْكُ نَازِ بَرِّ حَسَّ كَا حَكْمُ دِيَا جَاتَا هُے۔ بھائیوں کی مذہبی دروس کی کتاب
دروس الدیانة نامی کے درس میں لکھا ہے کہ:-

در شریعت ما حکم جماعت نیست۔ ہر کس بایندہ تنہائی نماز بخواند
کہ جماعتی شریعت میں باجماعت نماز پڑھنے کا کوئی حکم نہیں ہے۔
پیشخص کو چاہیے کہ اکیلا نماز پڑھے۔

لیکن اس کے برخلاف جناب عبد اللہ فرماتے ہیں:-

”اس قسم کے خیالی کرنا بیہودگی ہے۔ کیونکہ جہاں بہت سے
لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہاں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ علیہ علیہ سپاہی
اکیلے لڑتے ہوتے ایک متحدہ فوج کی سی قوت نہیں رکھتے ہیں۔
روحانی جنگ میں اگر سب سپاہی اکٹھے ہو کر لڑیں تو ان کے متحدہ
روحانی خیالات ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ان کی دعائیں
قبول ہوتی ہیں۔ (بعد اللہ عمر جدید ص ۹۰)

اس مثال سے ظاہر ہے کہ مذہبی اعمال میں جناب بہاء اللہ اور عبد البہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہمارے اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ برائیوں کے عقائد معلوم کرنے کے لئے خاصی جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور کوئی شخص آسانی سے ان کے حقیقی عقائد کو معلوم نہیں کر سکتا۔

ان مشکلات کے باوجود ہم آپ کے سامنے ہائیوں کے خصوصی عقائد کو خود ان کی اپنی تحریروں سے پیش کر رہے ہیں۔ عقائد کا معاملہ انسان کے دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کوئی شخص دوسرے کے دل کے خیالات سے آگاہ نہیں۔ دل کا حال صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس لئے جس عقیدہ کو انسان اپنے قول یا اپنی تحریر سے ظاہر کرے وہی اس کا عقیدہ سمجھا جاتا۔ ضروری ہے۔ اور کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ دوسرے کی طرف ایسی بات منسوب کرے یا ایسی بات کو اس کا عقیدہ قرار دے جسے وہ شخص نہیں مانتا۔ اہل مذاہب اپنے مخالفین کی طرف ایسی باتیں بھی منسوب کر دیتے ہیں جو ان کی مسئلہ نہیں ہوتیں۔ ہم نے اس امر کی پوری احتیاط کی ہے کہ ہمارے مقالہ میں ان کوئی ایسا عقیدہ یا ایسا مسئلہ منسوب نہ ہو جسے وہ نہ مانتے ہوں۔ ہائی صاحبان کو یہ حق ہے کہ اگر وہ ہمارے مضمون میں کوئی ایسا عقیدہ دیکھیں تو اس کے متعلق مداخلت کر دیں کہ یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں ہے۔ ہاں ہم اس جگہ یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یوں کے اپنے لیڈروں کے بیانات اور عقائد میں جو اختلاف اور تضاد آتا۔ اس کے متعلق کوئی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں البتہ جو

عقیدہ ہم ان کے کسی لیڈر کی طرف منسوب کریں گے اس کے لئے ان کی تحریر کا حوالہ دینے کے ہم ذمہ دار ہوں گے۔

آج کے لیکچر کا عنوان صرف ہائیوں کے عقائد نہیں بلکہ اس سلسلہ میں ان عقائد کے متعلق تحریک احمدیت کے موقف کا ذکر کرنا بھی مضمون کا مقصد ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں ہائیوں کے عقائد کے ساتھ ساتھ احمدی جماعت کے موقف کو بھی ذکر کرتے جائیں گے۔

(۱) بہائی توحید بائی ہائیٹ جناب بہاء اللہ کے دعوے کی نوعیت کل شام کے مقالہ کا مضمون ہے۔ اور اس پر ہم اسی وقت پوری بحث کریں گے انشاء اللہ۔ اس جگہ صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ بہائی لوگ جناب بہاء اللہ کے اندر اسی طرح سے لاہوتی اور ناسوتی طبیعتوں کے معتقد ہیں جس طرح عیسائی لوگ معزت مسیح علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں۔ عیسائیوں کا اس بارے میں جو عقیدہ ہے اس کے متعلق ابوالفضل صاحب بہائی لکھتے ہیں :-

”علماء موریہ و سائر بلاد مشرق حضرت عیسیٰ را دارائے دو طبیعت و مشیت دانستند۔ و اہل عبارت البتہ از مشیت لاہوت و مشیت ناموت یعنی الوہیت و بشریت“

(الفرمانہ مصنفہ ابوالفضل بہائی ص ۱۹)

اسی کے ہیں بہاء اللہ کے متعلق ہائیوں کی مسئلہ کتاب دروس الدیانہ میں بہاء اللہ کی لاہوتی اور ناسوتی طبیعت کا ذکر

بالفاظ ذیل موجود ہے۔

”مقصود از اصل قدیم و یا اصل توہم و یا بحر محیط یا قوام حقیقت نورانیہ الہیہ است کہ مؤثر در وجود و محیط بر عوالم غیب و شہود است۔ حضرت من ارادہ اللہ روح ماسواہ فداء ازلان روئید و ازلان بحر منشعبا شدہ اند۔ و دیگران از اصل حادث کہ مقام ظاہری جماعت روئیدہ و از جنبہ ماسوئی خلق شدہ اند“

(در رس الدیانہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۲ در سنجاء و نہم)

نور جناب بہاء اللہ نے اہل بیان کو خطاب کر کے کہا ہے۔

”قُلْ يَا مُلَّا الْأَسْيَانِ قَدْ أَتَى مَوْلَى الْعِبَادِ فِي يَوْمِ الْمِيْعَادِ“ (مجموعہ اقدس ص ۱۱۲)

ترجمہ۔ اے اہل بیان تمام بندوں کا خدا مقررہ دن میں آگیا ہے۔

انہوں نے اپنے آپ کو تمام انبیاء کا مقصود اور آسمان و زمین کا اللہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔

”فَإِذَا يَوْمَ لَوَادِ رَكَّ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَقَالَ قَدْ

مَرَفْنَاكَ يَا مَقْصُودَ الْمُرْسَلِينَ وَلَوَادِ رَكَّ

الْمُنَايِلُ لِيَضْمَ وَحْمِهِ عَلَى التَّرَابِ خَاضِعًا لِلَّهِ

رَبِّكَ وَيَقُولُ قَدْ اطْمَأَنَّ قَلْبِي يَا اللَّهُ مَنْ فِي

ملکوت السموات والارضین“ (الحاج مبارک ص ۹۲)
یاد رہے کہ بہائی لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو عیسائیوں کا ان کے متعلق ہے جناب عبدالبہاء فرماتے ہیں۔
”حقیقتِ سیحیہ کہ کلمۃ اللہ است البتہ من حیث الذات والصفات والشرف مقدم پر کائنات است“
(مفاہضات ص ۱۱۲)

پھر رسالہ بہاء اللہ در عصر جدید میں لکھا ہے۔

”حضرت عیسیٰ ایک وسیلہ تھے اور عیسائیوں نے آپ کے

ظہور کو خدا کی آمد یقین کرنے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا

آپ کے چہرہ میں انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔ اور آپ

کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سنا۔ حضرت

بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ . . . کہ رب الانوار ابدی کا باب

دنیا کے بنائے اور بچائے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے

بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونے والی ہے

اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل

میں منصفہ شہود پر ظاہر ہوگا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو

یسوع نامری کی ہیکل و جسم کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔

اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کیلئے

یسوع اور تمام پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب تیار کرنے

آئے تھے: (ہمام اللہ و عصر جدید ص ۲۵۳)

گویا قرآن مجید نے سچیت کے جس عقیدہ کو کفر قرار دیا تھا۔ اہل ہمارے اسے صاف طور پر حق اور درست ٹھہرایا ہے۔ قرآن مجید تو عیسائیوں کے عقیدہ انیٹ پر اظہارِ رائے اٹھائی کرتے ہوئے اسے کفر قرار دیتا ہے مگر ہوائی صاحبان اس بارہ میں عیسائیوں کے موقف کو بالکل صحیح روئیہ قرار دیتے ہیں۔ اور ہمام اللہ کی آمد کو اسی طرح انسانی شکل میں خدا کی آمد مانتے ہیں۔ جس طرح عیسائی مانتے چلے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ جناب عبداللہ نے صاف طور پر فرمادیا ہے:-

”واقع ہو کہ مسیحیت کے اصول اور حضرت ہمام اللہ کے احکام بالکل ایک سے ہیں اور ان کے طریقے بھی ایک سے ہیں۔“

(ہمام اللہ اور عصر جدید ص ۳۱)

گویا ہائیٹ اسی قسم کی توحید کو پیش کرتی ہے اور اسی طرح اپنے بانی کو انسانی جامہ میں اللہ ٹھہراتی ہے جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں۔ گویا ہائیٹ کی پیش کردہ توحید بعینہ عیسائیت کی پیش کردہ توحید ہے اسی لئے ابو الفضل ہوائی لکھتے ہیں:-

”خلاصة القول ان تعدد الالهة عند

الوثنيين لا ينافي اذعانهم بوحدة ذات

الله تعالى كما ان تعدد الاقانيم عند النصارى

لا ينافي اذعانهم بوحدة انية الله تعالى وفردانيته:-

(الحج البية معتقداً بالاعتقائ ص ۱۱)

پس ہائیٹوں اور عیسائیوں کی توحید ایک ہی رنگ کی ہے ہمام اللہ کے متعلق ہوائی عقیدہ الفاظ ذیل سے ظاہر ہے:-

”حضرت ہمام اللہ کی کتابوں میں یہ کلام دفعتاً ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ایک انسان کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا خود کلام کر رہا ہے۔“

مقام بشریت سے کلام فرماتے ہوئے بھی ہمام اللہ اس طرح کلام فرماتے ہیں جس طرح خدا کا فرستادہ کلام کرے۔ اور لوگوں کو رہائے الہی کے سامنے کامل تسلیم کا زندہ نمونہ بن کر دکھائے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے بھرپور تھی۔ اس لئے آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری و الہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جاسکتا:-

(ہمام اللہ اور عصر جدید ص ۳۵)

جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ ہمام اللہ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری اور الہی عناصر میں کوئی درمیانی خط نہیں کھینچا جاسکتا تو یقیناً یہی وہ عقیدہ ہے جسے عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہوائی مبلغ مرزا حمید علی صاحب صاف طور پر لکھتے ہیں:-

الوہیت حق لا یزال بے مثال جمالی قدم نذ عن و ملئن گشتیم
(بحجۃ الصدور ص ۳۹)

ان تمام حوالہ جات سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ بہائی لوگ اس توحید کے ہرگز قائل نہیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو بھی ایک رنگ میں الوہیت کے تحت پر مانتے ہیں اور بہاء اللہ کو بھی 'حیو و حقیقی' سمجھتے ہیں۔ معزز حاضرین! بہائیت کی اس مشترکہ تعلیم کے مقابل پر بخیر کیا احمدیت حسب ذیل عقیدہ توحید کی تلقین کرتی ہے۔

والف، 'وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق انکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھائے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔' (دکشتی نور ص ۱۸)

(ب) ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ (ایضاح ص ۹۷)

(۲) **عقیدہ مصلوب مسیح** | بہائی صاحبان قرآن مجید کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق دو متضاد عقیدے رکھتے ہیں۔ جناب بہاء اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر زندہ قرار دیا ہے جس طرح کہ عامۃ الناس مسلمان خیال کرتے ہیں اسی کیلئے جناب بہاء اللہ کی تحریرات کے چار اقتباس بیان کرتا ہوں۔

(۱) چنانچہ در صد و ایذا و تنلی آنحضرت افتادند کہ بفلک چہارم فرار نمود۔ (ایقان ص ۱۱۱)

(۲) 'شمس جمالی عیسیٰ از میان قوم غائب شد و بفلک چہارم ارتقاء فرمود۔' (ایقان ص ۱۱۱)

(۳) 'وارد شد بر آبی جمالی اقدس آنچہ کہ اہل فردوس نوزہ نمودند و بقسمے بر آنحضرت امر صعب شد کہ حق جل جلالہ بارادہ عالیہ بسما چہارم صعودش داد۔' (الروح ص ۲۷۹)

(۴) 'فانظر الی عیسیٰ ابن مریم الشارق قبل خاتم الانبیاء.... کالوالہ الاضطهاد جزا فانی صاقت علیہ الارض بوسعتها الی ان عرجہ اللہ الی السماء۔' (مقالہ سیاح عربی ص ۹۷-۹۸)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام سے بچ کر زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہی عقیدہ ایران کے عام مسلمانوں کا تھا۔ بعد ازاں جناب عبدالبہاء جب بلادِ عربیہ میں گئے اور انہوں نے عیسائیوں کے ساتھ اختلاط اختیار کیا۔ تو انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب و مقتول ہو گئے تھے اور ان کی یہ عیسوی موت بطور فدیہ اور کفارہ کے تھی۔ اس باسے میں جناب عبدالبہاء کے حسب ذیل تین بیان آپ کے سامنے پیش ہیں۔ عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

(۱) در دست یزدان و انوار و اسیر ہر دو ظلم و جہول گردید و عاقبت

مصلوب شدہ (مفاوضات ص ۸۷)

۲۔ البتہ مقتول و مصلوب گردد، لہذا حضرت مسیح در وقتیکہ

اظهار امر فرمودہ نہ جان را فدا کرد نہ و صلیب را سر برافراشتہ و

زخم را مرہم و زہر را شہد و شکر شمر دند (مفاوضات ص ۸۷)

۳۔ حضرت مسیح خود را فدا کرد تا خلق از نقائص طبیعت جسمانی

غلام شوند و بفناء مل طبیعت روحانیہ متصف گردند

(مفاوضات ص ۸۷-۸۸)

گویا عبدالبہاء کے نزدیک حضرت مسیح مقتول و مصلوب ہوئے اور

جناب بہاء اللہ کے نزدیک حضرت مسیح مصلوب و مقتول ہونے سے بچ کر

زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے حضرت مسیح علیہ السلام کو مصلوب مقتول ماننا

نفس قرآنی و مَا قَتَلُوْا وَاَصْلَحُوْا کے مروج خلاف ہے اور حضرت

مسیح علیہ السلام کو زندہ بحمدہ العنصری آسمانوں پر بٹھانا آیات قرآنیہ

۱) يَا عِيسٰی اِنِّیْ مُتَوَلِّیْکَ وَ اِنِّیْ فَعَلْتُ اِلَیْکَ ۲) وَاَمَّا

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ۚ فَکَاۤمَآ

تَوَلَّیْتَنِیْ کُنْتُ اَنْتَ التَّوَلِّیُّ عَلَیْہِمُ کے مروج خلاف ہے۔

گویا بھائیوں کے ہر دو عقیدے قرآن مجید کے دوسے غلط ہیں۔ واقعہ

بھی یہی ہے کہ نہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر جسم سمیت زندہ بیٹھے ہیں۔

اور نہ ہی وہ یہودیوں کے ہاتھوں مصلوب و مقتول ہوئے تھے۔ بلکہ وہ

صلیبی موت سے بچ کر کافی عرصہ تک اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے بعد

طبعی موت سے فوت ہوئے۔

اس جگہ بھائی صاحبان کے لئے عجیب گل درپیش ہے۔ اگر وہ مسیح کو

آسمانوں پر زندہ مانتے جیسا کہ جناب بہاء اللہ کے بیانی کا مفاد ہے تو جناب

عبدالبہاء کا عقیدہ باطل مہر تار ہے۔ اور اگر وہ جناب عبدالبہاء کے عقیدہ

کو درست قرار دیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ بہاء اللہ کا عقیدہ دربارہ

حیات مسیح سراسر نادرست ہے۔

من نہ گویم کہ این مکن آن کن : معلمت ہیں و کار آسان کن

تخریک احمدیت حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتی ہے اور ہر

احمدی قرآن مجید کی روش سے یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی

موت سے بچ کر طبعی موت سے فوت ہو چکے ہیں۔ قرآن مجید کی تیسری

آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے حضرت مسیح

موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

۱۔ تم یقین سمجھو کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور کہ تم

سریک محمدؐ کا خیال میں اس کی قبر ہے۔ خدا قلنے نے اپنی کتاب

عزیز میں اس کے مرجع کی خبر دی ہے۔ (کشتی نوح ص ۱۱)

(۳) مقام محمدیت | بھائیوں کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بارے میں بہاء اللہ کے اس قول سے

ظاہر ہے۔ ہذا یوم ولود رکہ محمدؐ رسول اللہ تعالیٰ

لقد عرفناک یا مقصود المرسلین کہ اگر آج محمد رسول اللہ

ہوتے تو مجھے مقصود المرسلین کے خطاب سے مخاطب کرتے۔ ہائیوں کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اور آپ کی پیروی کے ثمرات کا دور آگے نہیں پیچھے رہ گیا ہے۔ اہل ہمساء کے خیال میں باب اور ہمساء اللہ کا مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بلند ہے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ عقیدہ رکھتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں اور آپ کا لا با ہوا دین ہمیشہ اپنی برکات کے ساتھ زندہ ہے۔ اور آپ کا مرتبہ تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین سے بلند تر ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-
”اس واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر نجات کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقع تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۱)

پھر فرماتے ہیں:-

”یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے۔ جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ حقیقت

پیدا الخ الہی کے خط امتد کی اعلیٰ طرت کا آخری نقطہ ہے جو ارتقاء کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الہی کے ماتھے اونی سے ادنیٰ خلقت سے اور افضل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم“ (توضیح مرام ص ۱۱)

نیز کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں:-

”اور مٹا دے لئے ایک ہزوری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو صبر کی طرح دیکھو۔ دو کہ تہا دی اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوح انسان کے لئے دوٹے زمین پر آب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کو شش کر۔ کہ سچی محبت اس عباد و ممالک کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔

تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات دو چیزیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلائی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں

اور تمام مخلوق میں درمیانی شیعہ ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔
(کشتی نوح ص ۱۸)

پھر حضور فرماتے ہیں:-

”اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدایہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی جس کو کائنات دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی، جس کی تکذیب میں بد قسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اس کے غلاموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطب کرتا ہے“

(تحقیق الوحی ص ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے سید و مولیٰ (۳) خاتم النبیین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ ہماری لوگ انحضرت کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہیں۔ مگر ختم نبوت کی وہ یہ تشریح کرتے ہیں کہ آئندہ کے لئے نبیوں کا دور ختم کر دیا گیا ہے۔ نبیوں کے دور کے لئے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی

ہیں ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ البتہ نئی شریعت آسکتی ہے جو قرآنی شریعت کو منسوخ کر دے۔ نیز خدا تعالیٰ کے مستقل ظہور ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں:-

”ہذا لفظ خاتم النبیین دلالت دارد کہ شریعت دیگر بعد از شریعت نبویہ ظاہر نہ گردد و نہ کلمہ لانیقی بعدی مصرعہ ایک صاحب امر سے بعد از حضرت رسول ظاہر نشود (الفرائد ص ۳۳) کہ ہمارے نزدیک نہ لفظ خاتم النبیین اور نہ ہی کلمہ لانیقی بعدی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آئندہ کوئی شریعت نہ آئے گی یا کوئی شارع بعد از حضرت صلعم ظاہر نہ ہوگا۔ ہندوستانی ہائیوں نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ:-

”اہل بہاد دور نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ اہمیت محمدیہ نہیں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے لئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے اور یہ دور نبوت کے ختم ہوتے کا مکمل اعلان ہے۔ اسی لئے اہل بہاد نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے“ (رسالہ کوکب ہندو ہائی جلد ۱ نمبر ۶ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء ص ۱۹)

ہائیوں کے اس عقیدہ کا واضح مطلب یہ ہے کہ دین اسلام روحانی

برکات سے محروم ہو گیا ہے اور اسلامی شریعت کے تابع اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلامی میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس کے بالمقابل حاجت احمدیہ کا اس بارے میں حسب ذیل عقیدہ ہے حضرت بانی سلسلہ احمد علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

”اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب مقام بنایا یعنی آپ کو اخلاص کمال کے لئے جبروی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین پھرا یعنی آپ کی پیروی کمال نبوت پر ختم ہوتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“ (حقیقۃ الوحی مشرق حاشیہ)

پھر تحریر فرماتے ہیں:-

”عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور رب سے پرہیز کرے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پائی گئی۔ کیونکہ خدام اپنے خدام سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر خدام میں فنا ہو کر خدا سے بیخ کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا فعل انداز نہیں۔“ (رکشتی نور مشرق)

پھر مفسر و تفسیر فرماتے ہیں:-

”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت و احکام نبی کوئی نہیں آ سکتا اور غیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے آتی ہو۔“ (تجلیات الہیہ ص ۲۵)

نیز بانی سلسلہ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

”مجھے دکھایا گیا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں ختم

اسلام ہی حق ہے۔“ (راشید کلمات اسلام ص ۲۵ بحوالہ تذکرہ مشرق)

پس احمدیت کے نزدیک اسلام اندہ مذہب ہے اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں۔ اسلام کی اتباع اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے آج بھی وہ تمام روحانی برکات انسان کو مل سکتی ہیں جو ابتداء سے نسل انسانی کو ملتی رہی ہیں۔

بہائیوں کے نزدیک اسلام اب منسوخ شدہ دین ہے اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کا دور وادہ بند ہو چکا ہے ظاہر ہے کہ یہ دین عقیدے کے کسی طرح اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(۵) بیخ قرآن مجید اور بہائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ قرآن مجید

نسل انسانی کیلئے موجب نجات نہیں ہے۔ بہائی کہتے ہیں کہ علی محمد باب کے آنے سے اور اس کی ناقص کتاب البیان کے ذریعہ سے قرآنی شریعت منسوخ ہو چکی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:-

”شریعت فرقان بطور مہارکش منسوخ شدہ“ (دروس الدیانہ ص ۳۸)
باب کی شریعت کو بانی تو آج تک قائم مانتے ہیں۔ مگر ہائیوں کا عقیدہ یہ ہے۔
کہ البیان بہاء اللہ کی کتاب الاقدس کے ذریعہ سے منسوخ کر دی گئی ہے۔
اس بارے میں دروس الدیانہ میں لکھا ہے۔

”وہا ہائیوں رجوعی با حکام بیان بالقرہ نداریم۔ کتاب مانا کہ
کتاب مبارک اقدس است۔“ (دروس الدیانہ ص ۳۸)
کہ ہمارا کوئی تعلق البیان کے احکام سے نہیں۔ ہمارا کتاب
اقدس ہے۔“

ہائیوں کا یہ عقیدہ ہمارے نزدیک سراسر غلط ہے مگر چونکہ چھٹے قرآنی
شریعت کے داعی ہونے کے موضوع پر اسی سلسلہ محاضرات میں ایک علیحدہ
لیکچر مقرر ہوا ہے اسلئے فی الحال ہم تفصیل سے ہائیوں کے اس عقیدہ
کی تردید میں نہیں لکھنا چاہتے۔ وقت آنے پر اس کی تفصیلی بحث کی جائے گی
مگر بقا ذکر کرنا پھر حالی لازمی ہے کہ ہائیوں کا یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی وحی
یا اس کے کلام پر مبنی نہیں ہے بلکہ جیسا کہ ہم کل کے لیچر میں ثابت کر چکے ہیں۔
اسلئے ہائیوں نے بدشمت علاقہ خراسان میں ایک کانفرنس منعقد
کی کہ کچھ ہی نمازین سے قرآن مجید کو منسوخ کرنے کی حکیم تیار کی تھی۔ ورنہ
در حقیقت بہاء اللہ کے نزدیک قرآنی شریعت اپنی ذات میں ہرگز برگز
قابل نسخ نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ ”اگر اعتراض اسرار اہل فرقان نہ بود ہوجند شریعت فرقان“

”اگر اہل اسلام باب و ہوا کے مانتے سے اعتراض نہ کرتے
اور ان پر اعتراض نہ کرتے تو اس دور میں قرآنی شریعت ہرگز
منسوخ نہ کی جاتی۔“

اس قول سے ظاہر ہے کہ باہیت اور بہائیت کے ظہور پر مسلمانوں کے اعتراض
و اعتراض سے چوک کر حق انتقامی رنگ میں نسخ قرآن کا عقیدہ ایجاد کیا گیا
تھا ورنہ قرآن مجید وہ شریعت خدائے ہے کہ اس پر عمل کرنے سے نیا میں حقیقی
امن قائم ہو سکتا ہے اور روحانی فقر کی عمارت مستحکم ہو سکتی ہے عود بہاء اللہ
اپنی آخری عمر میں ایک خط میں لکھتے ہیں۔

۱۔ لو استغناء اهل التوحید فی هذه الاعصار
الاحیة بشیر اس الشریعة الفراء السخی
تألفت من خاتمة الانبیاء روح ما سوا له
الغدا و تشبثوا باذیالها لما تضعف الارکان
حصن الامر و ما حوت مدق المصورة
و لتطویرات العدا اثن و البلد ان و المشری
بطرا و الامن و الامان و مقالہ سیاح عربی ص ۳۸
۲۔ اگر اس آخر میں تو ہمارے اہل توحید حضرت قائم البیتین
روح عالم تبار ہوا ان پر ہی و فلا کے بعد ان کی روشن
شریعت پر عمل کر کے اور ان کے دامن شریعت کو چھو سکتا

پکڑے رہتے۔ تو قلعہ دین کی مستحکم بنیاد ہرگز نہ ڈگھاتی۔ اور
یسے بسائے شکر بھی ویران نہ ہوتے۔ بلکہ شہر اور گاہل امن و
امان کی زینت ہے مزین اور کامیاب رہتے۔ رہا بحیات ظہر
۳۔ مقالہ سیاح میں بھی قرآن مجید کو الذکر المحفوظ اور المحجۃ
الباقیہ بین سلاک الاکون قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے:-

”يقول المليك الرحمان في الفرقان وهو
الذكر المحفوظ والحجة الباقية بين
الاکوان، فتهنؤا الموت ان كنتم صادقين
فجعل تمنى الموت برهاناً صادقا“

(مقالہ سیاح ص ۱۷)

۴۔ ہائیوں کی مسئلہ حدیث ہے کہ قرآنی معارف و عقائد کبھی ختم نہیں
ہو سکتے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

”ويفتينا في كتاب الدور البهية عبارة عن
كتاب العقيدة المفريد جاء فيه ان سيدنا الوہول
صلی اللہ علیہ وسلم قال في حق القرآن انه
لا تفتنى عما يشبه“ مجموعہ رسائل مؤلفہ ابو الغنائم ص ۱۷
اس پر گزشتہ صفحہ پر بفضل بھائی کا یہ قول بھی ذکر کرنا مناسب ہے:-

”واللہ نکتہ بر اہل دانش پر شیعہ نمائندہ کہ محمد و کتاب و جلال
و کبریا حضرت ذی الجلال در یوم قیام قائم موجود از و موجود

حقینہ الیہ است“ (مجموعہ رسائل ص ۱۷)

ترجمہ:- اہل فہم پر یہ نکتہ محض نہ رہے کہ جمال کی کتاب کا ظاہر
ہونا اور حضرت ذی الجلال کی کتاب کا ظاہر ہونا قائم موجود کے
وقت میں اللہ تعالیٰ کے حتمی وعدوں میں سے ایک وعدہ ہے۔
ان بیانات سے اہل ہما کا یہ عقیدہ ثابت ہے کہ وہ قرآنی شریعت کو
منسوخ قرار دیتے ہیں۔

ہائیوں کے مقابلہ پر تحریک احمدیت جس عقیدہ کو پیش کرتی ہے۔ وہ
حضرت سرخ موجود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل چار بیانات سے ظاہر ہے:-
(الف) ”اب کوئی ایسی وحی یا ایسا اہم منصب اللہ نہیں ہو سکتا جو
احکام و قوانین کی تلخیص یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو
اگر کوئی ایسا کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے
خارج اور ٹھکرا اور کافر ہے“ (ازالہ اوہام ص ۱۷)

(ب) ”تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہی ہے۔
کوئی بھی اب تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں
نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا معتدق یا مکتب قیامت
کے دہ قرآن ہے اور مجھ قرآن کے آسمان کے نیچے اور
کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن نہیں ہدایت دے سکے۔“
(دکشتی نوح ص ۱۷)

(ج) ”قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں

کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب قرآن شریف بیان کر چکا۔ (ترجمہ معرفت ص ۷۷)
(۷) خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرآن دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برعکس چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔ (ترجمہ معرفت ص ۷۷)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ باب اور بہارِ اقدس ایسی جس شریعت کو محمدی شریعت کے خلاف چلانا چاہتے تھے وہ آج تک دنیا میں عمل میں آنا نہ سکا۔ متعارف بھی نہیں ہو سکتی۔ جب جناب فرج اللہؑ کی بہائی نے (ص ۳۳۸) میں جناب عبداللہؑ اشدی سے اقدس یعنی بہائی شریعت کے طبعی کونیکس اجازت چاہی تو انہوں نے جواب دیا۔

کتاب اقدس اگر طبع شود بشرِ خواہ شد۔ در دستِ اراذل
مستعینِ خواہ افتاد لہذا ہائے نہ۔ بے بعثے از محمدین مثل میرزا
مندی بیگ از متر لزلہ بدست آوردند و نشر دادند۔ ولے این
در سائلِ محمدین مندرج چون بعض و عداوتِ شان مسلم و زعموم
قول و روایتِ شان مجہول و مبہم است۔ ولے اگر ہائیاں نشر و ہند
حکم دیگر دادند۔ (جواب نامہ جمعیت لاہوری مدظلہ عنہ ص ۳۳۸)
ترجمہ: کتاب اقدس اگر عجیب گئی تو پھیل جائے گی اور کئی عقوبت
لوگوں کے افعال میں پائی جائیگی۔ اس لئے اس کا پھیلنا آغاز نہیں
بعض بے دین اور متر لزل لوگوں مثلاً میرزا محمدی بیگ کے افعال میں

اقدس کا نسخہ آگیا تھا۔ اور شائع ہو گیا۔ مگر چونکہ اس صورت میں اقدس
محمدین کے سالہ جات میں شائع ہوئی ہے۔ عوام کو ان کی عداوت
دشمنی کا حال معلوم ہے اسلئے ان کی روایت اور بیان مجہول و مبہم
شاہت ہوگا لیکن اگر بہائی لوگ خود کتاب اقدس کو شائع کریں تو اس کا
اور حکم ہوگا۔

پس بہائی لوگ قرآن کو منسوخ قرار دینے کے باوجود اپنی معروف شریعت کی
اشاعت کی توفیق نہیں پاسکے۔ اور اگر کوئی سوچنے والا دل ہے تو وہ اس
سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس بات سے میں مثبت اثر دی کیا جاتی ہے، پھر
کیا یہ ایک عجیب واقعہ نہیں ہے کہ جو نبی باہیوں اور بہائیوں نے ذرا سرگرمی
سے قرآنی شریعت کے نسخے کے خیال کو پھیلانا چاہا خداوند تعالیٰ نے حضرت بائی
سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمادیا۔ اور آپؑ نے
جلال سے یہ اعلان فرمایا کہ قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا اور اس کا
کوئی شوشہ رہتی دنیا تک بدل نہیں سکتا۔

۴۔ لفظی وحی بہائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باب اور بہار اور عبداللہؑ کا
ہر قول اور ان کی ہر تحریر الہامی اور وحی ہے جس طرح عیسائی

لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے کی وجہ سے ان کے ہر قول کو کلامِ خدا
سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بہائی لوگ اپنے ان افعال کے ہر قول اور ہر تحریر کو
الہام اور وحی قرار دیتے ہیں۔ بہائیوں کے نزدیک اب اس قسم کی وحی جو پہلے
انبیاء پر اتی تھی منقطع ہو چکی ہے۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

ہاء اللہ کہتے ہیں: وزینہ بطوار الختم وانقطع بہ نفعات
الوحی۔ (الراح مبارکہ مشرق) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا خاتمہ
برپا ہے۔ اس بناء پر بہائیوں کے نزدیک آئندہ فعلی وحی بند ہے اور ان
کے ہاں فرشتوں کے نزول کا تصور بھی موجود نہیں۔ چنانچہ باب کے متعلق
لکھا ہے:-

”و دعاهذا الكتاب مصحفاً الهامية وكلما فطرته
ولدى التحقيق علم انه ليس يدعى نزول الوحي و
هبوط الملك عليه“ (مقالہ سیلح عربی ملک)
ترجمہ:- باب نے اپنے تصنیفات کو الہامی مصحف و فطرہ کہلاتے
قرار دیے غمختی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ باب نزول و وحی کے
دعویدار نہ تھے اور نہ ہی وہ اپنے اوپر فرشتہ کے اترنے کے
دعی تھے“

بابیوں اور بہائیوں کا یہ عقیدہ اس طرح بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے
 اباں باب اور بہاء اللہ اور عبدالبہاء کی ساری تحریروں کو عالمی سمجھا جاتا ہے
 بطور وفاحت حرم ہے کہیں طرح مسلمانوں کے ان قرآن مجید خدا کا کلام
 ہے اور احادیث حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور
 دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں، بہائیوں کے اباں ایسا نہیں ہے ان کے اباں
 عیسائیوں کے مجبورہ انجیل کی طرح خطوط و الراح اور تمام اقوال الہام
 اور وحی سمجھے جاتے وہ گویا ایک رنگ میں برہو گما جموں کی طرح وحی

ملکہ فطری کو سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ احمدیوں کے نزدیک غلط عقیدہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک انکی روح بھی ہوتی ہے۔ پہلے بھی ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ہوگی۔ حضرت باقیؑ سلسلہ احمدیہ جناب سر سید احمد خان کو خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک مکہ فطرت ہے جو اس قسم کے انباء سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جس کی تفصیل اسی بیان ہوئی ہے۔ اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو عقیدت مسلم شدہ۔ کیونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک مکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیاء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں ماہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔۔۔۔۔ پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بناء پر حدیث کے الفاظ کو اسی چشمہ سے نکالا ہوا قرار نہیں دیتے جس سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں۔“

ذی بركات الدعاء

۷۔ خلافتِ اشدہ | باہیوں اور باہائیوں کے عقیدہ کی رو سے اعلیٰ حضرت نے علامہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم برحق خلفاء منتخبے۔ یہ عقیدہ باہیوں اور باہائیوں میں شیعوں سے آیا ہے۔ اس شخص میں الیقین میں پانچ دھروں کو حروف اثبات قرار دیا گیا ہے اور پانچ دھروں کو حروف نفی قرار

دیا گیا ہے۔ اس سے ان کا تہمایہ ہے کہ آنحضرت حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ، تو حروف اثبات ہیں، جو اعلیٰ علیتین میں ہیں اور حروف نفی کو جنہیں مرزا حاجی کاشانی جلی نے غاصب خلافت قرار دیا ہے تحت الشری میں ٹھہرایا گیا ہے بنیاد الہیاتی قلمی میں لکھا ہے :-

”اگر لغو و زبانی سے نظر در بدر شجرہ قرآن کند متقین مشاہدہ میکند کہ پنج حروف نفی جگہ نہ در آید تحت الشری منقول شد کہ اول ذاتی و ثالث، درایع و خامس باشد و پنج حروف کہ دلالت بر اثبات میکند چہ گو نہ در اعلیٰ علیتین مرتفع شدہ کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشد۔“ (العیان قلمی باب ۱۰ و احد و ۱۱)

یعنی باب نے پانچ حروف اثبات قرار دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ، حروف اثبات ہیں۔ ان کو باب نے حق میں قرار دیا ہے اسکے مقابل پانچ حروف نفی قرار دیئے ہیں اور انہیں جہنم اور سفلی السافلین میں رہنے والا بتایا ہے اس مقام پر باب نے حروف نفی کو دوزخی قرار دیا ہے مگر خود اس جگہ ان کو تعین نہیں کیا۔

علی محمد باب نے لکھا ہے :-

”در مبداء اسلام تا بہت سال غیر از اہل المؤمنین کسی نہیں رسول اللہ نہ شد و اقواما العنا و آنچہ بعد شد اگر ہادی بود

در یوم عروج رسول اللہ نے گفت کہ سہ نفر زیادہ نماز نہ نماں گاہے
گو یا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بعد از ہند میں نہ تھے
مناقی تھے اور پھر مرتد ہو گئے تھے۔

(العیان قلمی باب ۱۰ و احد ۱۲)

دوسرے موقع پر جلی ٹورخ مرزا حاجی کاشانی نے اس کی تصریح یوں کی ہے :-

”بوزے رسول خدا بادشاہ ولایت خلوت فرمودہ و غیر
از امور آئندہ میدادند کہ اسے علی جبرائیل امین مرا خرد دادند کہ
بعد از تو حرف اول از حروف نفی غصب خلافت نماں و حرف
دوم نفرت اور ناماید۔“ (نقطۃ الکائنات ص ۱۲)

ترجمہ :- ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علیؑ کو مستقبل کی خبر دی اور فرمایا کہ اے علیؑ جبرائیل
نے مجھے بتایا ہے کہ سہ سے بعد حروف نفی میں سے حرف اول
خلافت کو غصب کرے گا اور اس بعد سے میں حرف دوم اسکی
بد و کہے گا۔

یہ تحریرات اس بات کو واضح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ خلافت
راشدہ کے معتقدانیت اور بہائیت اسکی مسلک کو اختیار کئے ہوئے
ہے جو البتہ نہ انجاعت کے مقابل پر خدشہ جہنم کا ہے نہ حضرت

علیؑ کے سلسلہ احمدیہ پر خدشہ جہنم کا ہے۔

”حکماء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایک وقت موت

سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مژدہ ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تمام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيَبْكَتُنَّ لَهُمْ دِينَهُم الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خُفْيِهِمْ امْنًا (الاحزاب: ۲۶)

بائیوں کے ان خلافت کے لئے بیٹوں اور نواسوں کو نامزد کیا جاتا ہے مگر ان کے ان آج تک کسی بیٹی یا نواسی کو اس منصب کے لئے نگرانہ نہیں کیا گیا ہے نا اس طرح بائیوں کی مرد و عورت کا علیٰ مظاہرہ ہو سکتا اور نہ ہی ان کے ان خلفاء کا انتخاب اسلام کے طریق انتخاب کے مطابق ہوتا ہے جو اسلامی جمہوریت کا طغرائے امتیاز ہے سلسلہ احمدیہ میں خلافت انتخابی منصب ہے بیٹے اور نواسے کے لئے مخصوص نہیں ہے چنانچہ حضرت بائی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر ۱۹۵۰ء میں ان کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے تھے۔ جو آپ کے اولین مرید تھے لیکن اس وقت کوئی رشتہ نہ رکھتے تھے۔

۸۔ قیامت کا عقیدہ قیامت کا عقیدہ اسلام کا ایک امتیازی عقیدہ ہے۔ قیامت کبریٰ مسلمانوں کی اصطلاح میں اس حشر اکبر کو کہتے ہیں۔ جب دنیا کے خاتمہ کے بعد سب لوگ اپنے اعمال کی پوری جزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اسلامی عقیدہ

کی دوسرے لطیف رنگ میں مجموعی حشر اجماع کا نام قیامت کبریٰ ہے۔ ہر سائی لوگ جناب عبدالہماد کی تعلیمات کے زیر اثر حشر اجماع کے منکر میں لگا ہے۔

بہائی تعلیمات کے مطابق بہشت جسموں کی نہیں ہوگی جسم جب ایک دفعہ مر جاتا ہے تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کا تجزیہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ذرات پھر کبھی بھی اس جسم میں جمع نہیں ہوتے۔ (ربہاد اللہ اور عصر جدید ص ۲۷)

ہم اس جگہ قیامت کبریٰ کے متعلق اسکا فی الدنیا ہی بہشت کو نہ لگائی وقت کے ماتحت نظر انداز کرتے ہیں لیکن یہ ذکر کرنے سے روک نہیں سکتے کہ اہل بہاد اس بارے میں جناب عبدالہماد کی تحریرات کے زیر اثر غلط عقیدہ اختیار کر رکھا ہے وہ خود جناب بہاد اللہ کی مرتجی تحریرات کے خلاف ہے۔ ہم اس جگہ ان کی تحریرات میں سے آٹھ نہایت واضح حوالے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں:-

۱۔ شَمَّ اذْكَو الدُّنْيَا وَمَا تَبَرَّيْ فَيُهَامُنْ شَبَّوْا تَحَا وَ تَغْيِرْهَا وَ اخْتَلَفْنَهَا، تَاللّٰهُ اَتَمَّاء تَدْعُوْنِيْ كُلَّ الْاَيَّامِ اَمْلُهَا وَ تَقُوْلُ نَاعْتَبِرْوْا يَا اُولَئِہِ الْاَبْصَارِ۔ اِنِّہَا تَذْكُرُ الْاَنَامِ وَ تَحْبِرْہُمْ بِقَوْلِہَا وَ فَنَّا نَہَا وَ لَكِنَّ الْقَوْمَ فِیْ سَكْرَتِہَا ۚ (مجموعہ اقدس ص ۶۷)

۲۔ تَسْتَفْخِي الْاَرْضَ وَمَا فِیْہَا وَ عَلَیْہَا وَ یَسْقِي مَا

قدار لاجبائی فی لوحی المحفوظۃ (مجموعہ قرآن مجید)
 ۳۔ ایتاکم ان تموتکم موضعا الاحزاب، ستفتی
 الدنیا و ماترونہ الیوم ویبقی الملوک والملکوت
 للہ العظیم الخبیر۔ (ایضاً صفحہ ۷۹)
 ۴۔ ستوف تغنی الدنیا و ما فیہا ویبقی لك ما
 نزل من لدی اللہ رب العرش والعرش (ایضاً صفحہ ۷۹)
 ۵۔ ان ابذی تمسک بما عندہ لیس لہ ان یتوجہ
 الی وجہ اللہ الباقی بعد فناء الاشیاء (ایضاً صفحہ ۷۹)
 ۶۔ ستفتی الدنیا و ما فیہا من العزۃ والذلۃ
 ویبقی للملک للہ الملک العلی العظیم۔
 (مقالہ مسیح عربی صفحہ ۷۹)
 ۷۔ اے یویدون! لاتسکرو جملہم فی الرکاب وھل
 یرون لہا بہم من آیاب، لادرب الارباب (ایضاً صفحہ ۷۹)
 فی المآب، یومئذ یقوم الناس من الاجداث و
 یتسألون عن الثراث، لھو فی لمن لاتسومہ
 الاقتال فی ذلک الخیور، الذی فیہ تعز الجناح
 و یخضر الحقل لتسوال فی حضور اللہ المتعال
 اے شدید! اقتل الذی و تقال مسیح عربی صفحہ ۷۹
 جناب بہار اللہ

۱۔ لولکان الانسان مسئلاً عن وجدانہ الذی
 ہو خاصۃ روحہ و جناتہ فی ہذا العالم
 فاعی عقاب یبقی للبشر یوم المحشر الاکبر
 فی حیوان العدل الانہی (مقالہ مسیح عربی صفحہ ۷۹)
 الکلمات جناب بہار اللہ

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ جناب بہار اللہ ایک دن ساری
 یا کے فی اور زوال کے قائل تھے۔ وہ لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کا بھی
 نفاذ دیکھتے تھے اور سب کے فنا کے سامنے پیش کئے جانے کا عقیدہ بھی
 لیتے تھے، وہ اس حشر اکبر کے دن کے بھی قائل تھے۔ جب انسانوں کو ان
 یا کے بعد ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ بہائی لوگ ہزار
 و طین کریں مگر جناب بہار اللہ کے واضح بیانات کے بعد ان کا ہرگز حق
 میں ہے کہ وہ قیامت گیری یا حشر اکبر کا انکار کر سکیں۔ حضرت باقی مصلح
 الہی احمدیہ نے جن عقائد کا اعلاٰ فرمایا ہے ان میں حشر اجساد کے حق ہونے
 بھی ظہور کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
 ۱۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہوا کوئی
 معبود نہیں۔ اور مستحضر تاحضر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 رسول اور خاتم الانبیاء ہیں ماورہم ایمان لانے والے ہیں کہ کلمتی
 اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت اور جہنم حق
 ہے۔ اور ہم لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام

میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کو طیب پر ایمان رکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام اہلسیاد اور تمام کفار میں جی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں اور غرض وہ تمام جو حق سلف صالح کا اعتقاد ہی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی دلت سے اسلام کہلاتے تھے ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان و زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگا تا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ چٹکتا ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَی الْكَافِرِیْنَ وَالْمُشْرِكِیْنَ

رِیَاضُ الصَّلَاحِ ص ۹۷

۹۔ کفر و ایمان یا بہائی تحریک کی ابتداء کی شان

جناب شوقی آفندی

یوم بدیع میں تحریر فرماتے ہیں :-
پہلے اعدیان میں دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور ان کا فریقین آج کوئی فرق نہیں ہے۔ کسی کو ایک دوسرے کو کافر سمجھنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ آج اس صفائے سب کو اپنی رحمت کے سمندر میں غوطہ دے دیا ہے۔ (رسالہ اشراق یوم بدیع صف ۱)
اس عبارت میں بائیوں کے موجودہ زعم نے ہائیت کا جو امتیازی عقیدہ پیش کیا ہے وہ محض ظاہر واری کی حیثیت رکھتا ہے۔ بعض دندہائی اس قسم کی تحریرات کو پیش کیے عامۃ الناس کو غلطی میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس بارے میں جناب ہمارا اللہ جو اصل بائی مسئلہ میں۔ کی چند تحریرات اصحاب کے گوش گزار کی جائیں سو وہ یہ بتائیں :-
۱۔ وَهَذَا يَوْمٌ قَدَرِيحٌ فِيهِ الْمَقْرَبُونَ وَالْمَشْرُكُونَ فِي خَسْرَانٍ مِّمِينَ رَجُومُهُ اَقْدَسُ مَاكَ
یہ دور ایسا ہے کہ اس میں مشرک ہونے والے فائدہ مند رہتے ہیں۔ اور مشرک کھلے خسارہ میں ہیں :-
۲۔ قُلْ يَا مَلْعُونُ اِنَّكَ لَوِ اُصْنَتَ بِاللّٰهِ لَمْ كُفْرَتْ بِعِزَّةٍ رَبِّهَائِثُ وَنُورُهُ رَضِيَاثُ
وَسُلْطَنَتُهُ وَكِبَرِيَاثُهُ وَقَدَرَتُهُ وَاقْتِدَارُهُ

وكنتم من المعرضين عن الله الذي خلقكم
من تراب ثم من نقطة ثم من كفت من الطين
..... والله لو يامرکم بالمعروف یا مرمکم بالمتکون
لوانتم من العارفين، اياکم ان لا تقطعوا
به ولا تساعده ولا تقعدوا معه في مجالس
المحبيين (المرح بارکہ ص ۳۳)

۳۔ "یہ مفلونم دن رات قتل یا ایتھا الکافرون پکار رہے
کر شاید تنبیہ کا سبب ہو اور لوگوں کو انصاف کے زور سے
آنا سنا کرے" (روح ابن زب ص ۱۱۸)

۴۔ "والذی اعرض عن هذا الامواته من اصحاب
السعير" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۵۔ "لا تتبعوا کل ناعتی رجیم" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)
ترجمہ۔ اسے لوگو! ہمارے کسی مخالف کی پیروی نہ کرو جو کائنات
کا نہیں کر کے شور کرنے والا اور دھتکارا ہوا شیطان ہے۔

۶۔ "طوبی لمن رأى وقيل وويل لكل معرض
كفار" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۷۔ "طوبی لمن سمع وراى وويل لكل منكركفار"
(مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۸۔ "طوبی لمن شهد بما شهد به الله وويل لكل

منكر مكابر" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۹۔ "ایم الله لا اقدر ان اذكر ما ورد علی نفسي

یما کسبت ایدی الفجار" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۱۰۔ "قل وویل لك یا ایها الخافل الکذاب"

(مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۱۱۔ "یا عید الرحیم قد احاطت المظلمه ذئاب

الارض و اشرارها" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

۱۲۔ "اتقوا الله یا قوم ولا تتبعوا کل جاهل

هودود" (مجموعہ اقدس ص ۳۳)

ابوالفضل ہائی مرزا بھٹی کو دجال قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فلما غابت النقطة وظهر الزوب الابهی جل

اسمه الاعزا الاعلی، وانكره و عارضه ذاك

المحتال المعبر عنه فی الاحادیث الاسلامیه

بالدجال عین هذا الضال تسعة عشر

انسانا لا ضلال الا لایمان ومارفقه

جمال الرحمان" (مجموعہ رسائل مؤلفہ فی الفضائل ص ۳۳)

اس جگہ یہ امر بھی نہایت حیرت انگیز ہے کہ جناب شوقی افندی کے

نزدیک تو اب کافرا و مومن کا کوئی امتیاز نہیں رہا سب کو رحمت

کے سمندر میں غوطہ دے دیا ہے لیکن جناب بہاء اللہ مسلمانوں کے پاس

بیٹھے اور ان کی باتیں سننے سے بھی بائیںوں کو بند کر رہے ہیں لکھتے ہیں:-

‘قُلْ اِيَّاكَ لَا تَجْتَمِعُ مَعَ اَعْدَاءِ اللّٰهِ
فِي مَقْعَدٍ وَلَا تَسْمَعُ مِنْهُ شَيْئًا وَلَوْ يَتَّبِعُ
عَلَيْكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْكَرِيْمِ، لَا ت
الشَّيْطَانُ قَدْ ضَلَّ اَكْثَرُ الْعِبَادِ مِمَّا دَا فَقَهُمْ
فِي ذِكْرِ بَارِئِهِمْ بِالْعَلٰى مَا عِنْدَهُمْ، كَمَا تَجِدُوْنَ
ذٰلِكَ فِي مَلَا الْمُسْلِمِيْنَ بِجَهْمٍ يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهُ بِقُلُوْبِهِمْ وَالسَّنَتِهِمْ وَيَعْمَلُوْنَ كُلَّ مَا
اَمَرُوْا بِهِ، وَبِذٰلِكَ ضَلُّوْا وَضَلُّوْا النَّاسُ
اِنْ اَنْتُمْ مِنَ الْعَالَمِيْنَ ‘ (المرآۃ ۱۲۷-۱۲۸)

آخر میں بھی اس مختصر مقالہ کو پیش کرتے ہوئے ہوائی صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے ان عقائد پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانا ہوں کہ وہ ہسائیوں کی محض ابھری ہوئی تلویل اور ان کے مبہم بیانات پر اعتماد کرنے کی بجائے ان کے اصل بانیوں کی تحریرات کا مطالعہ کریں۔ ان کی روشنی میں انہیں فوراً سمجھ آ جائے گا کہ ہوائی تحریک اسلام کے لئے کس قدر خطرناک تحریک ہے اور ایسا ہی وہ مجاہد احمد کے قائد پر چھپتی ہوئی نظر ڈالنے سے ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہوائیت کے نہر کا تو باق صرف احمدیت میں ہے۔ جب ہوائیت کی طرف سے قرآن کو منسوخ کرنے اور اسلام کیلئے

ایک ناسخ مسیح کو پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو عین چودھویں صدی کے سرپرست الاسلام بنا کر مبعوث کیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

”آخر جبکہ بڑے بڑے ہدایت اسلام پر وارد ہو کر تیرھویں صدی پوری ہوئی اور اس منحوس صدی میں ہزار اقسام کے اسلام کو زخم پہنچے اور چودھویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو وہ زوہد تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدیم ہمت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے کوئی پیدا ہوتا۔ اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحفیر کی نظر سے دیکھا جائے مگر خدا نے قائم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھہرایا۔“ (شہرہ معرفت ۱۳۱)

پھر تحریر فرماتے ہیں:-

”مجھے عین چودھویں صدی کے سرپرست یا مسیح کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سرپرست آیا تھا مسیح الاسلام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے۔ اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکے اور خدا کا مہم بلکہ عاجز اور ذلیل انسان کیسے کر سکے۔ یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکیگا۔ مگر یہ اینٹ جب اس پر پڑے گی۔ تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے

کودست گی۔ لیونجرائیٹ خدا کی اور ناقص خدا کا ہے۔

رکستی نوح منہ

حضرات! جب ہمارا خدا اور بہائیوں نے اپنے مخالفوں کو ملعون، کافر، جہنمی، دھتکارا ہوا شیطان، مکار، فاجر، کذاب، شریر، بھیڑیے، جاہل، مردود اور دجالی تک لکھا ہے تو اب جناب شوقی افندی کا یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ اب کسی کو کافر کنارہ انہیں ہے یہ بعض مفاسد ہے۔

برہمائی بائیت کے عقائد اور تحریک احمدیت کا موقف آپ کے سامنے ہے خود انصاف کر کے فیصلہ فرمائیں۔ واخود عدولنا ان الحمد للہ رب العالمین

تیسرا مقالہ

جناب ہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت

ہاء اللہ کے مدعی الوہیت ہونے کے واضح ثبوت

معزز حاضرین! آج رات کے لیکچر کا عنوان جناب ہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت مقرر کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اپنی ذات میں نہایت اہمیت رکھتا ہے اس کی اہمیت بائیت کے نقطہ نگاہ سے بھی واضح ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہاء اللہ ہی وہ چود ہے جو ب کچھ ہے۔ سب اقبیاء کا وہی مقصود ہے اور مہاری کائنات کا وہی محمود ہے۔ اس کے انکار سے انسان مشرک، عروم ازلی اور حق جہنم قرار پاتا ہے۔ ہائیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے نقطہ نظر سے بھی یہ مضمون غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ہاء اللہ کا دعویٰ ہی بھائی تحریک کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

ہم نے بانی اور بھائی تحریک کی تاریخ کے مضمون کے سلسلہ میں اپنی اس مشکل کا ذکر کیا تھا کہ باہیوں اور بہائیوں کی کتابیں "کم یاب" بلکہ نایاب ہیں اور غیر باہیوں کے لئے ان کتب کا حصول کوئی آسان کام نہیں اس لئے بھائی تحریک کی تاریخ مرتب کرنا بھی خاصہ مشکل کام ہے۔ تاہم ہم نے سارے واقعات

بہائیوں کی مسئلہ کتب سے ذکر کئے تھے۔ دوسرے مضمون بہائیوں کے عقائد کے بیان کے موقع پر بھی ہم نے باقاعدہ حوالہ دیکر عرض کیا تھا کہ چونکہ بہائیوں اپنے عقائد چھپانے کی ہدایت ہے اس لئے ان کے عقائد کی چھان بین بھی کافی حد تک محنت طلب ہے بالخصوص اسلئے کہ ہم یہ جان نہیں سمجھتے کہ کسی شخص یا فرقہ کی طرف وہ عقیدہ منسوب کر دیں جسے وہ تسلیم و کرنا ہو۔ ایسا کرنا ہمارے نزدیک سراسر ظلم اور ناروا ہے۔ معزز سامعین سن چکے ہیں کہ ہم نے بہائیوں کے عقائد میں سے ہر ایک عقیدہ کے لئے ان کی مسئلہ اور متنبہ کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں۔ اور کوئی بات اپنی طرف سے پیش نہیں کی۔ لیکن چونکہ بہائی صاحبان اپنے اصل عقائد کو چھپاتے ہیں اور عوام میں اور نئے نئے بہائی ہونے والوں پر صرف عمومی صلح کی باتیں اور حکمت کے کلمات ذکر کرتے رہتے ہیں اسلئے ہمارے گوشہ متناہ میں واضح حوالہ جات اور بہائی عبارتوں کو سنکر بہت سے احباب کو تعجب ہوا ہے۔ بلکہ ایک نئے بہائی صاحب کے منہ سے یہ فقرہ بھی مجلس میں نکل گیا کہ آپ نے تو بہائیوں کے عجیب و غریب عقائد پیش کر دیئے ہیں۔ میں کتنا بتوں کہ بلاشبہ بہائیوں کے یہ عقائد عجیب و غریب ہیں مگر حق یہی ہے۔ کہ بہائی ہی عقائد رکھتے ہیں اور ہمارے ذکر کردہ تمام حوالہ جات اور اقتباسات ان کی کتابوں کے ہیں اور وہ ان کے مسئلہ ہیں۔ مگر چونکہ وہ کتمان حقیقت اور اخفاء سے کام لیتے ہیں اسلئے غیر بہائی تو کجا خود مبتدی بہائیوں کی نظر میں بھی یہ باتیں عجیب و غریب ہیں۔

آج کا مضمون اس پہلو سے بہت خصوصیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ بہائی عقائد میں مرکزی عقیدہ ہے اور جناب عبداللہاء کی ہدایت ہے کہ بہائیوں کو چاہیے کہ غیر بہائیوں سے مذاکرہ میں عمومی مسائل پر گفتگو کرتے رہیں۔ مگر عقائد کو زیر بحث نہ لایا کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے:-

مسائل کلیہ و اساس مذاکرہ قرار دہید نہ عقائد

(مکاتیب عبداللہاء جلد ۳ ص ۴۹)

کہ لوگوں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات علوم و فنون اور حکمت کی دوسری باتوں پر کرنا چاہیئے نہ کہ بہائی مذہب کے عقائد پر۔ پھر جناب عبداللہاء انندی میرزا یوحنا داؤد کے نام اپنے خط مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۲۷۵ میں تحریر کرتے ہیں:-

جناب یوحنا حکمت شرط است و احتیاط لازم۔ پردہ دری نمائید۔ محبت کینید و باہر کس صحبت مدارید۔ بنوعین مستقده محاکمہ کینید و از عقائد صحبت ندارید۔ از تعالیم جمال مبارک روحی لا جہا ثمر العدا، بیان کینید و از وصایا و نصائح او دم نید۔ (مکاتیب عبداللہاء جلد ۳ ص ۴۹)

کہ جناب میرزا یوحنا! لوگوں سے ملاقات اور گفتگو کیے کیلئے احتیاط اور محنت دو چیزیں بڑی ضروری ہیں۔ لوگوں سے محبت کے ساتھ گفتگو کر دیکر بہائی مذہب کے عقائد کا ذکر نہ آئے

بلکہ ہمارا اللہ کی عام تعلیمات اور نصائح کا بیان ہونا چاہیے۔
 ظاہر ہے کہ ان ہدایات کی موجودگی میں اہل ہمارے متیلا حکام ان اپنے عقائد کو
 چھپائیں گے اور عامۃ الناس میں انہیں غلط فہمی پیش کریں گے۔ بلکہ ایسا
 کرنے کو تعمیلِ حکم کی وجہ سے ثواب بھی دیں گے۔ اور یہ امر واضح ہے
 کہ ان عقائدِ مکتومہ میں سے جناب ہمارا اللہ کے اصل دعویٰ کا حقیقہ
 سرِ فرست ہو گا۔ یہی پُر زور الفاظ میں کہنا ہوں کہ ہمایوں کے اس رویہ
 کا ہی نتیجہ ہے کہ بڑے بڑے غیر ہائی عالم آج تک اس مغالطہ میں مبتلا
 ہیں کہ جناب ہمارا اللہ نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ اسی
 طرح دعویٰ وحی و انعام میں جس طرح دیگر انبیاء ہوتے تھے آپ حیران ہو
 کہ جماعت احمدیہ کے محقق علماء کو دیگر اہل علم کی اس غلط فہمی کے ذرا لکھنے
 بہت عہد و جد کوئی پڑی ہے اور مینو زبست سے لوگ اس طلسمِ ہامی کا
 شکار نظر آتے ہیں۔

حضرات! آئیے اس تمہید کے بعد اور اس مشکل کے ذکر کے بعد ہم آپ کے
 سامنے باقی ہدایتِ جناب ہمارا اللہ کے دعویٰ کی حقیقت پیش کر لیں۔ ہم آج
 بھی یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس ذیل میں ہمایوں پر محبت
 طور پر صرف ہمایوں کی مسئلہ کتابوں اور ان کے مسئلہ عقائد کو ہی پیش کیا ہے
 اور ہم خوش نہیں کہ اگر باقی ان حوالہ جات میں سے جو ہم ان کی کتابوں کے
 پیش کر رہے ہیں کسی حوالہ کو اپنا غیر مسلم یا غلط قرآنِ دین ہم غلط فہم کیا
 ہے کہ باقی صاحبان کی طرف سے یہی عقائد اور وہی باتیں منسوب کی جائیں جو

انہیں بلا چون و چرا مسلم ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مسلکِ تقیہ کے
 ماتحت ان عقائد کے اظہار کو ناپسند کریں۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ وہ
 ان کی صحت کا انکار نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمارا ظہار حقیقت کے فرض کو
 ادا کرتے ہوئے ان کے ان عقائد و مسائل کی پیش کرنے میں محذور ہیں
 جناب ہمارا اللہ ۱۲ نومبر ۱۹۷۷ء کو ایران کے دارالسلطنت
 طہران میں پیدا ہوئے تھے۔ ہمایوں کا بیان ہے کہ:-

”آپ کے والد ماجد کا نام میرزا عباس ذری تھا جو گورنر
 طہران کے ایک وزیر تھے۔ آپ کا خاندان بہت دولت مند اور
 آپ کے متعدد درشتہ دار حکومت کے مختلف عہدہ داروں کے بول اند
 ملز میں مغرز خندوں پر ممتاز تھے۔“ (عہدِ جدید اردو مشن)
 آپ کی بائیس برس کی عمر میں آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ آپ نے
 ستائیس برس کی عمر میں جناب ہمارا اللہ سے جناب علی محمد باب کے دعویٰ
 بابت پران کو مان لیا اور باقی بن گئے۔ باب کی زندگی میں بھی اور ان کے
 قتل کئے جانے کے بعد بھی جناب ہمارا اللہ کو بابیوں میں خاص محبت حاصل
 تھی۔

ہمائی تاریخ کشتی ہے کہ باب کے قتل کے گیارہ بارہ سال بعد آپ نے
 پہلے تولدِ آدم میں اپنے پیچیدہ احباب کو اپنے دعویٰ کی ”خوشخبری“
 سنائی اور پھر کچھ عرصہ بعد ایڈریانوئل میں عام طور سے اپنے ظہور کا
 اعلان فرمایا جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا اور ہمائی لکھنے لگے

ایک چھوٹی سی جماعت نے میرزا یحییٰ کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اس کی مخالفت کی اور آپ کے مکتبے کی سازشوں میں آپ کے پُرانے دشمن شیعوں سے بھاگے: (معر جدید اردو صفحہ ۷۷)

اس وقت ہم صرف جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کی چھان بین کرنا چاہتے ہیں۔ آج کے اس مقالہ کا مدعا صرف یہ ہے کہ جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کا تعین کیا جائے۔ اسلئے اس وقت ہم اس دعویٰ کے دیگر نتائج و اثرات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ سو عرض ہے کہ جہاں تک ہم نے بہائی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت خواہ کچھ متعین ہو وہ بہر حال نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ بہائی صاحبان بھی اس کو نبوت کا دعویٰ قرار نہیں دیتے بلکہ نبوت سے بالاکوئی اور چیز ٹھہراتے ہیں چنانچہ بہائی مبلغ ابو الفضل صاحب لکھتے ہیں:-

”ایک جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید آدھے ایشیاں آدھے نبوت باشند بعض وہم و گمان خود جناب شیخ استاد ہر کس با اہل بہاء معاشرہ یا از کتب این طائفہ مطلع باشند میدانند کہ درالوارج مقدس آدھے نبوت دارند و نہ براسنہ اہل بہاء لفظ نبی برآں وجود اقدس اطلاق گشتہ“ (الفرائد صفحہ ۷۷)

ترجمہ:- شیخ (عبدالسلام) کا یہ خیال کہ باب اور بہاء نے دعویٰ نبوت کیا ہے مراسر وہم و گمان ہے ہر شخص جو بہائی

سے واقف ہے یا ان کی کتابوں پر اطلاع رکھتا ہے خوب جانتا ہے کہ نہ الراج میں دعویٰ نبوت پایا جاتا ہے اور نہ اہل بہاء نے کبھی باب یا بہاء اللہ کے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔

بہائی رسالہ کو کتب ہند میں لکھا ہے:-
”ذوق آیت مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے نہ فرقان کے موجد کو نبی کہا گیا۔ نہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ علی ذکرہ الاعظم کو نبی مانتے ہیں۔ اور کو کتب ہند میں بار بار اس کا اعلان کیا جا چکا ہے۔“
رسالہ کو کتب ہند دہلی جلد ۷ صفحہ ۱۸۷ میں لکھا ہے:-
”بہائیوں کی کتاب البہائیت“ مطبوعہ معر میں لکھا ہے:-

”ان حضرة البهاء وحضرة عبد البهاء و حضرة الباب لم يدع احد منهم النبوة“ (البہائیت صفحہ ۷۷)

المحدثوں کے بہت بڑے عالم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے پہلے لکھا تھا کہ بہاء اللہ دعویٰ نبوت تھے۔ اس پر جب انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے توجہ دلائی گئی اور ان کے سامنے اہل بہاء کے حوالہ عطا رکھے گئے اور ادھر سے بہائیوں کے رسالہ کو کتب ہند نے بھی اعلان کر دیا کہ ہم بہاء اللہ کو نبی نہیں مانتے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں لکھا کہ:-

”ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ کسی انسان کے لئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور

رسالت ہے اسلئے ہم آج تک کہتے رہے کہ شیخ بہاد اللہ نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج ان کی جماعت کے ارکان کو کتب ہند نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی۔

راخبار المحدث جلد ۲۵ صفحہ ۲۵ جولائی ۱۹۲۴ء

اسی سلسلہ میں مولوی صاحب نے پھر لکھا:

”ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے جیسے سے ان کی مدافعت کریں کہ شیخ بہاد اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ پس صابری صاحب نے دونوں (قادیانیوں اور بہائیوں) کو چھوڑ دیں کہ باہمی منکب لیں۔ ہم کا ہے کو کسی کا ستر عقیدہ تبدیل کریں یا تبدیل کرنے پر زور دیں بلکہ ہم وہی کہیں گے جو خود بہائی اپنا عقیدہ ظاہر کریں گے۔“

راخبار المحدث جلد ۲۵ صفحہ ۲۵ خرداد جولائی ۱۹۲۴ء

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس جگہ مولوی محفوظ اسحق صاحب علی بہائی مبلغ کے وہ الفاظ بھی پیش کر دیں جو انہوں نے کو کتب ہند دہلی میں شائع کرتے ہوئے جناب بہاد اللہ کے دعویٰ نبوت کا انکار کیا تھا اور ان کے ظہور کو مستقل خدائی ظہور تسلیم کیا تھا وہ لکھتے ہیں:-

”اہل بہاد دور نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔“

اسلئے خدا کی قدرت کے لئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دور نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے اسی لئے اہل ہمارے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موجود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔“

کو کتب ہند جلد ۶ صفحہ ۲۹-۳۰ جولائی ۱۹۲۴ء

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاد اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بہائی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں معنی خاتم النبیین مانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ ان کے نزدیک اب انبیاء کا دور ہی ختم ہو چکا ہے۔ نبیوں کی کسی قسم کی نبوت کے بہائی لوگ قائل نہیں۔

پس ماننا پڑے گا کہ جناب بہاد اللہ کا دعویٰ اور خواہ کچھ ہو وہ نبوت کا دعویٰ بہر حال نہیں۔ ہاں مندرجہ بالا حوالہ کو کتب ہند سے عیاں ہے کہ بہائیوں کے نزدیک وہ دعویٰ نبوت سے بالاتر دعویٰ ہے اور وہ مستقل خدائی ظہور ہے۔

آئیے اب ہم جناب بہاد اللہ کے دعویٰ کی مثبت تعیین کریں۔ ہمارے نزدیک ہر قسم کی جلیبہ داری سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے وہ ماحول مد نظر رکھیں جس میں جناب بہاد اللہ نے دعویٰ کیا پہلا پھر ان کے ان عقائد کو بھی مد نظر رکھیں جو دعویٰ کے وقت ان کے دل و ماغ پر حاوی

تھے ان دونوں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب بہاء اللہ کے ادعا کے لحاظ کو سامنے رکھ کر ہم صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ تحقیق کا یہ طریق درست طریق ہے اور کوئی منصف مزاج بہائی بھی اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے کہ جناب بہاء اللہ شیعہ گھراؤ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ امام غائب کے منتظر تھے۔ فرقہ شیعہ کی جس شاخ میں بہاء اللہ کے پیشوا باب نے تعلیم و تربیت پائی تھی وہ سب اعتقاد رکھتے تھے کہ امام المنتظر فوری طور پر ظاہر ہونے والا ہے۔ شیعہ صاحبان کا یہ بھی ہے کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ اس کے کسی قسم کی اجتہاد یا تعبیری غلطی نہیں ہو سکتی۔ باب کی زندگی میں بہاء اللہ کو باب کے خاص مرید ہونے۔ درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ ہم جانتے ہیں اور بہائیوں کو مسلم ہے کہ بابی تحریک میں بدعت کا نفوس میں قرآنی تعلیم اور اسلامی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت قائم کرنے کا خیال و حقیقت جناب بہاء اللہ اور قرة العین کا ایجاد کردہ ہے ان حالات میں باب کے نئی شریعت کو پیش کرنے کی سکیم میں ناکام قتل ہو جانے سے جناب بہاء اللہ کو بے انتہا افسوس پہنچنا ضروری تھا۔ اس بلکہ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ بابی اور بہائی عقیدہ کے مطابق لفظی الہام وحی اور فرشتہ کے نزول کا کوئی سوال نہیں بلکہ اپنے امام کے مرقوم و تحریر کو وہ لوگ وحی خیال کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ چنانچہ باب کے متعلق لکھا ہے:-

”وہی (الباب) ہذا الکتب صفحا الہامیۃ
وکلما فطریۃ ولدی التحقیق علم انہ لیس
بیدعی نزول الوحی وھبوط الملائک علیہ“

(مقالہ سیاح عربیہ)

کہ باب اپنی کتابوں کو الہامی سمجھتے تھے مگر وہ وحی کے نزول اور فرشتہ کے اترنے کے قائل نہ تھے۔ گویا وہ اپنے الفاظ کو ہی وحی ٹھہراتے تھے۔ جناب بہاء اللہ باب کے مرید تھے۔ بہائیوں کا عقیدہ تو یہاں تک ہے کہ باب نے جو البیان لکھی ہے وہ حقیقت بہاء اللہ نے وحی کی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:-

”وقد نمر الباب کما ذکرنا ان البیان قد
اوحی الیہ من ینظرہ اللہ“ (مصرعہ عربیہ)

کہ باب نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اس پر البیان کی وحی من ینظرہ اللہ کی طرف سے ہوئی ہے۔

اس جگہ چھٹی لطیفہ بھی ذکر کرنا مناسب ہے کہ بہائی لوگ نہ صرف اپنے عقائد کو چھپاتے ہیں، اپنی کتابوں کو چھپوانے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے دل اپنی کتابوں میں کثرت بیروت بھی کرتے رہتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے اس بیان سے بہائی صاحبان کو تکلیف ہوگی مگر افسوس ہے کہ ہم بھی نہایت رنج کے ساتھ حقیقت ذکر کرتے ہیں ہم اس اعلان کی ذمہ داری کو بخوبی سمجھتے ہوئے اس بلکہ اسی زیر نظر حوالہ کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

بائیوں نے عصر جدید اور بہاء اللہ کتاب کو پہلے انگریزی میں شائع کیا ہے۔
اس کا اردو اور عربی میں ترجمہ محافلِ بھائیہ نے شائع کرایا ہے۔ زیرِ نظر
اقتباس انگریزی میں باپِ الفاظ موجود ہے۔

"The Bab as we have seen, declared that his Revelation, the Bayan, was inspired by and emanated from "Him whom God shall make manifest"

(Banallah and the new era P. 55)

عربی ترجمہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے لیکن اس کتاب کا اردو ترجمہ جسے
محفلِ ملی بھائیاں ہندوستان نے شائع کیا ہے اس میں یہ حوالہ اسلئے کا سارا
حذف کر دیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو اردو عصر جدید ص ۷۵)
اس ضمنی افسوسناک لطیفہ کے ذکر کے بعد ہم پھر اصل مضمون کی طرف
عود کر کے کہتے ہیں کہ بھائیوں کے نزدیک بابِ پرالیمان بہاء اللہ نے نازل
کی تھی۔ باپِ ان کا دعویٰ جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جناب
بہاء اللہ ادبِ بھائی تریہ اذکار کہتے ہیں اسلئے ان کے اس خیال سے انکا عقیدہ
دریادہ وحی ظاہر ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی یاد رہے کہ بہاء اللہ اپنی تحریرات
کو شروع سے وحی اور الہام قرار دیتے رہے ہیں۔ انہوں نے بعد ازاں قیام کے

عصر میں باب کے ایک شاگرد کی حیثیت سے کتاب "ایقان" لکھی تھی۔ جس
کے متعلق مسلم ہے کہ۔

"ہذا میں کتاب (ایقان) بہاء اللہ مینوز از مقام خود صحیفے
نمیدارد، بلکہ خود را چون تلخیص از باب جلوہ سے دیدہ
تاریخ امربائی ملت"

لیکن اس کتاب کے آخر پر بہاء اللہ خود لکھتے ہیں:-

"المنزول من الباء والہاء"

کہ یہ کتاب الباء والہاء معنی بہاء اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے
گویا بہاء اللہ خود وحی نازل کرنے کے دعویٰ کرتے تھے۔ بھائی تاریخ میں لکھا
ہے کہ عکائیں جب جناب بہاء اللہ کو ہر طرح کی سہولت اور فراخی بھی تو رہ
الروح اتارنے اور کتب مقدسہ لکھنے میں وقت صرف کیا کرتے تھے مصنف
عصر جدید لکھتے ہیں:-

لے عربی زبان میں نزولِ فعل لازم ہے۔ اس سے اسم مفعول "منزول" کے
وزن پر نہیں آتا۔ اس لئے عربی دان اصحاب سے معذرت کے ساتھ اسے درج کیا جا رہا ہے۔
مگر یاد رہے کہ اہلِ بہاء کے ان اس قسم کی مدعا فطیلاں موجود ہیں۔ مزید برآں قابلِ
تعبث امر یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان فطیلاں کے صحیح ہونے پر امر ہے۔ نہ

"The time of Bahau'llah was spent for the most part in prayer and meditation, in writing the sacred books, revealing tablets, and in the spiritual education of the friends." (P. 55)

ترجمہ:- آپ کا وقت زیادہ تر عبادت و ذکر و شغل، دعا و
ذبحا کتب مقدسہ اور انوار کے نزول اور احباب کی اخلاقی اور
روحانی تربیت میں گذرتا رہا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرما۔
خود جناب ہمارا اللہ نے شریعت اقدس میں اپنے آپ کو رب مایوسی و
مالایوسی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :-

قد حضرت لدى العرش عرائض شتى من
الذين امنوا و استلوا فيها الله رب مایوسی
وما لا یوسی و رب العالمین لئلا انزلنا
الروح و زینا لا بطوانا لا مزلنا الناس باحکام
و تبهم یسلون و کذلک مثلنا من قبل فی
منین متوالیات و امسکنا القلم حکمة من
لنا الی ان حضرت کتب من انفس محدودا
فی ثلاث الایام لئلا یجبناهم بالحق بما تعی
به المقلوب (نمبر ۲۰۹ و نمبر ۲۱۰)

اس شہیم عربی کا فکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بہت سے لوگوں نے خطوط کے
ذریعہ بارگاہ رب العالمین (ہمارا اللہ) میں درخواستیں کیں اور سوالات
پوچھے تھے اسلئے اب سالہا سال کے بعد ہم نے یہ کتاب (اقدس تصنیف)
کردی ہے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔

اس سے ظاہر ہے کہ جناب ہمارا اللہ کا عقیدہ یہی تھا کہ وہ وحی نازل
کرتے ہیں اور ان کا ہر قول اور ہر تحریر وحی و الہام ہے۔

جناب ہمارا اللہ کے اس عقیدہ کے ساتھ ساتھ ہمیں اس ماحول کو بھی
مذہن رکھنا چاہیے جس میں آپ نے دعویٰ کیا تھا جناب باب کے قتل کے بعد
شاہ ایران پر بابیوں کے حملے کے سلسلہ میں ہمارا اللہ کو قید کیا گیا۔ اس
قید سے ان کی ذہنی اور دماغی قوتوں پر بہت برا اثر پڑا تھا وہ سمجھتے ہیں :-

والف، ارض طارطہ ان کے قید خانہ میں ٹھہرنے کے ایام میں
یڑیوں کی تکلیف اور بدبودار سواہری کے باعث نیند بہت ہی کم
آتی تھی لیکن بعض اوقات جب نیند آتی تو ایسا محسوس ہوتا تھا
کہ سر کے اوپر سے کوئی چیز سینہ پر گر رہی ہے۔ جیسے کوئی بڑی
نہرند پہاڑ کی اونچی چوٹی سے زمین پر گر رہی ہو۔ اور اس سبب
سے تمام اعضاء میں سے آگ کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور اس
وقت زبان وہ کچھ پڑھتی تھی جسے سننے کی کسی کتاب طاقت نہیں
(روح ابن ذئب اردو میں)

رب، اس قید خانہ میں دن رات ہم بابیوں کے اعمال و احوال کو

سوچتے تھے کہ اس قدر بلندی و برتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوستان سے ایسا کام ظاہر ہوا یعنی ذات شاہانہ پر جرات سے حملہ کرنا۔ پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا کہ قید خانہ سے نکل کر پوری بہت کے ساتھ ان لوگوں کو تہذیب و دانشتگی سکھانے کھڑا ہوگا۔ (روح ابن ذئب مثلاً)

گویا بہاء اللہ نے طہران کے قید خانہ میں ہی بایوں کی سرداری کے لئے کھڑا ہونے کا غزم کر لیا تھا۔ لیکن بغداد میں جا کر سازگار حالات کی وجہ سے وہ اپنے خیال کو دبائے رہے اسی دوران میں وہ سلیمانہ کے پساڑوں میں اچانک چلے گئے اور دو سال تک نہایت خستہ حالت میں پھرتے رہے خود لکھتے ہیں:-

”یہ مظلوم ہجرت دو سالہ سے جس میں پہاڑوں اور بیابانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب جو مدت تک بیابانوں میں تلاش کرتے رہے دارالسلام (بغداد) واپس آیا۔“

(روح ابن ذئب اردو مثلاً)

اب معزز صاحبین خود غور فرمائیں کہ وحی کے متعلق مندرجہ بالا عقیدہ رکھنے والا انسان جب ان حالات سے دوچار ہوگا اور وہ دعویٰ کرنا چاہیگا تو کیا دعویٰ کرے گا؟

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بایوں میں سے کم از کم پانچ آدمی بہاء اللہ سے پہلے من ینظہرہ اللہ کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ پروفیسر براؤن نے ان کے

نام و حالات لکھے ہیں۔ وہ نام یہ ہیں:-

(۱) مرزا اسماعیل تبریزی

(۲) مرزا عبداللہ غفرار

(۳) حسین میلانی

(۴) سید حسین ہندیانی

(۵) مرزا محمد زرنندی (مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۱۶)

جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت کے سلسلہ میں ان کی کتاب ”الیقان“

کا یہ حوالہ بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جناب بہاء اللہ یقیناً میں لکھتے ہیں:-

”وقتنا اللہ وایاکم یا معشر الروح لعلکم

بذلک فی زمن المستغاث توفقون ومن

لقاء اللہ فی آیامہ لا تحتحبون۔“ (الیقان ص ۱۲)

ترجمہ:- اسے روحانی جماعت (یعنی بای ہا جان) اللہ

ہم کو اور تم کو زمانہ مستغاث میں توفیق بخشے کہ ہم اللہ کے

ظہور کے ایام میں اس کی ملاقات سے حجاب میں نہ رہیں۔“

لفظ المستغاث کے عدد ۲۰۰۱ ہیں۔ اسلئے بای لوگ بہاء اللہ کو اس

کاستحی نہیں مانتے۔ مگر ہمارا مدعا یہ ہے کہ جناب بہاء اللہ اپنے مخصوص عقائد

کے ساتھ ساتھ اپنے دعویٰ کے لئے میدان تیار کر رہے تھے۔ لیکن بغداد

کے ایام میں اعلان دعویٰ کو ذرا مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے۔ لکھا ہے۔
 "کسے کہ باب بنطورش چون منظر کلی الہی بشارت دادہ خود او
 میداشت و این را خدا مقرر فرمودہ کہ مادی و قائم آنها گردد۔
 و لکن تا اکنون تشہیر این مسئلہ مصلحت نہ دیدہ زیرا
 اجباء ہنوز استعداد ادراک آنرا نداشتہ اند و بجلاوہ
 وقت تعدیل و تجدید این نصیحت نہ رسیدہ بودہ۔"

(تاریخ امربائی ص ۷۹)

ترجمہ۔ باب نے جس شخص کے طور کی منظر الہی کلی کے نام سے
 بشارت دی تھی بہاء اللہ اپنے آپ کو اس کا مصداق جانتے تھے
 لیکن بھی تک اس مسئلہ کی تشہیر کو خلاف مصلحت سمجھتے تھے
 کیونکہ دوستوں میں ابھی تک اس کے ادراک کی قابلیت نہ تھی۔
 علاوہ ازیں اس تحریک رہائیت کی درستگی اور تجدید کا بھی
 وقت نہ آیا تھا۔

بہر حال ان مشکلات کے باوجود اور اس ماحول میں جناب بہاء اللہ نے
 دعویٰ کر دیا۔ ان کے اس دعویٰ کی نوعیت کو جاننے کے لئے یہ بھی جاننا
 ضروری ہے کہ اہل بہاء خدا کے انسانی جامہ میں آنے کے بارے میں کیا
 عقیدہ رکھتے ہیں؟ بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے
 نزدیک حضرت مسیح میں ماسوتی اور لاموتی طبیعت تھی اسی طرح بہاء اللہ
 کے اندر ہے مسیح کی دو طبیعتوں کا ذکر بہائیوں نے ان الفاظ میں

کیا ہے کہ۔

"علماء سورہ و سائر بلاد شرق حضرت عیسیٰ را داراست
 دو طبیعت و مشیت داشتند و ال عبارت امت از مشیت
 کما ہوت و مشیت کما سوت یعنی الوہیت و بشریت
 را افزائند مصطفیٰ ابو الفضل بہائی ص ۱۹۹

بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ میں ان طبیعتوں کے پائے جانے کے متعلق
 ذیل کی عبارت گواہ ہے۔

"مقصود از اصل قدیم دیا اصل تویم دیا بحر محیط با قوام
 حقیقت نورانیہ الہیہ است، کہ مؤثر در وجود و محیط بر
 عوالم غیب و شہود است۔ حضرت من ارادہ اللہ روح
 ماسواہ فداہ، الا ان روئید و از آل بحر منشعب شدہ اند۔
 و دیگران از اصل حادث کہ تمام ظاہری جسمانیست
 روئیدہ، و از جنبہ ماسوتی خلق شدہ اند۔"

(دروس الدیانہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۲ درس پنجم)

بہائی صاف مانتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ کہ حضرت مسیح انسانی ہیکل میں
 خدا کی آمد تھی بالکل صحیح ہے۔ لکھا ہے کہ۔

"حضرت عیسیٰ ایک وسیلہ تھے اور عیسائیوں نے آپ
 کے طور کو خدا کی آمدیقین کو نے میں بالکل صحیح رویہ اختیار
 کیا۔ آپ کے چہرہ میں انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔"

اور آپ کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سنا حضرت
ہمارا اللہ فرماتے ہیں..... کہ رب الافواج دنیا کے بنائے اور
بچائے دالے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری
ایام میں واقع ہونے والی ہے اس سے سوائے اس کے اور
کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصہ شہود پر ظاہر
ہو گا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو مسیح ماضی کی
مسیح (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب اس مکمل تر
اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کے لئے مسیح اور تمام
پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب تیار کرنے آئے تھے۔

ہمارا اللہ وعصر جدید ص ۲۵

پھر ان کے نزدیک ہمارا اللہ کی زندگی میں بشری اور الہی عناصر
کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جاسکتا۔ لکھا ہے۔

”حضرت ہمارا اللہ کی کتابوں میں یہ کلام دفعتاً ایک مقام
سے دوسرے مقام میں تبدیلی ہو جاتا ہے ابھی تو ایک انسان
کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ابھی ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ خدا خود کلام کر رہا ہے۔

مقام بشریت سے کلام فرماتے ہوئے بھی ہمارا اللہ اسی
طرح کلام فرماتے ہیں جس طرح خدا کا فرستادہ کلام کرے
اور لوگوں کو رضائے الہی کے سامنے کامل تسلیم کا زندہ نمونہ

نہیں کر دکھائے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے بھرپور
تھی۔ اس لئے آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری و
الہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا
جاسکتا۔ ہمارا اللہ وعصر جدید ص ۲۵

۳۴ ہوائی لوگ ہمارا اللہ کو جمال غیب درمیکل ظہور مانتے ہیں۔ لکھا ہے۔
”جمال غیب درمیکل ظہور میفرماید۔ اسے احمد نعمت از عرف گستان
قدس روحانیم بر عالم ہستی و زید جمیع موجودات و بطراز قدس
ہمدانی مزین فرمودہ۔“ (الواح ص ۳۱)

اس سلسلہ میں جناب عبدالہاء کا قول بالکل فیصلہ کن ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

”واقع ہو کہ مسیحیت کا اصول اور حضرت ہمارا اللہ کے احکام

بالکل ایک سے ہیں اور ان کے طریقے بھی ایک سے ہیں۔“ ہمارا اللہ وعصر جدید ص ۲۵

حضرات! آپ نے اس ماحول کو بھی اندازہ لگا لیا جس میں جناب ہمارا اللہ
نے دعویٰ کیا تھا۔ اور پھر آپ نے ان عقائد کا بھی ایک سہ تار کا جائزہ لے لیا۔

ہے جو اس وقت جناب ہمارا اللہ کے دل و داغ پر مستولی تھے۔ آئیے اب

ہم آپ کو جناب ہمارا اللہ کا دعویٰ ان کے اپنے الفاظ میں سنائیں۔ یاد

رہے کہ یہ چند اقتباسات ان صد اقتباسات میں سے بطور نمونہ ہیں جو

ہمارا اللہ کی تحریرات میں اس قسم کے پائے جاتے ہیں:-

(۱) اپنی کتاب میں ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:-

قد ظهرت الكلمة التي سترها الابن انما
قد نزلت على هيكل الانسان في هذا الزمان
شهادتك الرب الذي قد اتي بمجده الاعظم
بين الأمم

کہ وہ کلمہ جسے بیٹے نے پردے میں دکھا تھا وہ ظاہر ہو گیا
ہے اور وہ اس زمانہ میں ہیکل انسانی پر اتر آیا ہے مبارک
وہ رب جو اپنی عظمت کے ساتھ آسمانوں کے درمیان آیا ہے۔

(۲) مجوس مقدس ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:-

ذكرى الاعظم ينادى من في الامكان الى الله

مالك الاديان انا بعثنا على هيكل الانسان

ميراد کہ سب ممکن الوجود کائنات کو خدا مالک الاديان کی
طرف بلارہا ہے۔ ہم نے اسے انسانی ہیکل میں مبعوث کیا ہے۔

(۳) ہمارا تقدس ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:-

يا قوم طهروا قلوبكم ثعابا بصارا كم لعنكم

تعرفون بآدمكم في هذا القيص المقدس

الليحي

کہ اے لوگو! اپنے دلوں کو پاک کرو۔ پھر اپنی آنکھوں کو

پاک کرو تاکہ تم اپنے خالق و باری کو اس پاک اور چمکدار قمیص

میں پہچان سکو۔ (میتین ص ۳)

(۴) الواح میں ہمارا تقدس لکھتے ہیں:-

انا لمونخرج من القميص الذي لبسناه

لضعفكم ليفد بيني من في السماوات والارض

بانفسهم وربك يشهد بذلك ولا يسمعه

الا الذين انقطعوا عن كل الوجود حبنا لله

العزیز القدیر:-

ترجمہ:- اگر ہم اس قمیص کو اتار دیں جو ہم نے تمہاری

کودری کے خیال سے اوڑھ رکھی ہے۔ تو مجھ پر سب بین و ایمان

والے اپنے آپ کو قرآن کر دیں۔ تیرا یہ یہ شہادت دیتا ہے

لیکن اس شہادت کو صرف وہی لوگ سنتے ہیں جو خدا سے جوڑے ہوئے ہیں۔

کی عبت میں سب موجودات سے منقطع ہو گئے ہیں۔ (الواح ص ۱۹)

(۵) اپنے ایک شاگرد کو اپنے سے یوں دیکھنے کی تلقین کرتے ہیں:-

اسألك بجمالك الاعلى في هذا القميص

الدرى للمبارك الالهي بأن تقطعني عن كل ذكر

دون ذكرك:-

میں تیرے اس جمالی اعلیٰ کا جو اس روشن اور پاک چمکدار قمیص

میں روشن ہے واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے ذکر

کے علاوہ ہر ذکر سے منقطع کر لے۔ (الواح ص ۱۹)

(۶) اپنی کتاب اقتدار میں اپنا مقام باری الفاظ ذکر کرتے ہیں:-

اذا يراة احد في الظاهر يحيد على هيكل
الانسان بين ايدي اهل الطغيان واذا يتعكر
في الباطن يراة مهيمتا على من في السماوات و
الارضين :

و كجب كوئي اسكظا هر كو ديكفتا ہے تو اسے ظالموں کے سامنے
انسانی ہیكل نظر آتی ہے مگر جب وہ باطن میں سوچتا ہے تو اسے
وہ آسمانوں اور زمینوں کا کارساز اور مبین نظر آتا ہے :

راقتدار مملک

بتایا جائے کہ کیا کبھی کسی انسان نے ان الفاظ سے زیادہ واضح الفاظ
میں الوہیت کا دعویٰ کیا ہے ؟

(۷) لوح ملکہ دس میں بلند اللہ نے لکھا ہے :-

"قد اتي الالب والابن في الوادي المقدس"

کہ باپ اور بیٹا دونوں اس وادی مقدس میں آگئے ہیں :-

(مبین ص ۷۷)

گو یا جن معنوں میں نصاریٰ حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں انہی معنوں

میں بہاد اللہ کو باپ ہونے کا دعویٰ ہے ۔

(۸) مجموعہ اقدس میں بہاد اللہ کا قول ہے کہ :-

"قد كان المظلم معكم يسمع ويؤي و

هو السميع البصير" (مجموعہ اقدس ص ۱۳۵)

ترجمہ :- یہ مظلوم (بہاد اللہ) تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری
باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے حالات کو دیکھتا ہے اور وہ
سمیع و بصیر ہے :

(۹) اپنے حاضر ناظر ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے بہاد اللہ لکھتے ہیں :-

"يا اهل الارض اذا غربت شمس جمالی و

سیرت سماء هیکی لا تضطربوا قوموا علی

تصرۃ امری دارتفاع کلمتی بین العالمین

انا معکم فی کل الاحوال وتنصرکم

بالحق انا کنا قادرین" (راقتدار ص ۷۷)

ترجمہ :- اے اہل زمین! جب میرے جمال کا سورج غروب

ہو جائے اور جب میری ہیكل کا آسمان چھپ جائے تو تم مضطرب

نہو، بلکہ میرے امر کے پھیلاتے ہوئے اس کی تائید کیلئے کمر بستہ

کھڑے ہو جانا۔ ہم ہر حال میں تمہارے ہوں گے اور تمہاری

نصرت کریں گے۔ ہم قادر ہیں :-

(۱۰) جناب عبدالبہاد بہاد اللہ کے حاضر ناظر ہونے کے دعویٰ کی تائید

کرتے ہیں چنانچہ بدائع الآثار جلد ۲ ص ۲۷ میں لکھا ہے کہ جناب عبدالبہاد

نے لکھا کہ :-

"لجمالی مبارک بنم مریج در کتاب دعدہ فرمودند و نواکم

من اخفی الابهی وتنصر من قام علی نصرة امری

بمحمود من الملائع الاعلى وقبيل من الملائكة
المقربين " نوید فرمودند "

یعنی بہاء اللہ نے اپنی کتاب میں یہ بشارت دی ہے کہ میں
تم کو اپنی اتنی اعلیٰ سے دیکھتا ہوں۔ جو شخص میرے دین کی تائید
کیئے کھڑا ہوگا۔ میں اس کی مدد ملّا اعلیٰ کے لشکروں اور مقرب
فرشتوں کی جماعت سے کروں گا۔

(۱۱) بہائی لوگ بہاء اللہ سے ہی دعائیں کرتے ہیں اسی کو تحیبات الدعوات
ماتے ہیں۔ اس کے لئے چند حوالہ جات پیش ہیں۔

(الف) بہائیوں کی کتاب دروس الدیانہ کے درس نمبر ۱ میں لکھا ہے۔
وچنانچہ ذکر شد در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم عظیم
ہاشم۔ زیرا انما جات و راد و نیاز با اوست
و شوقندہ جزا و نیست و اجابت کنندہ غیر اوست۔
کہ ملائکے وقت ہمارا دل بہاء اللہ کی طرف متوجہ
رہنا چاہیئے کیونکہ ہماری دعائیں اور ہمارے کام ازو
نیاز اسی سے ہیں۔ اس کے سوا ہماری دعاؤں کو سننے والا
اور قبول کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔

(ب) مکاتیب عبدالبہاء جلد ۱ ص ۳۳ میں عبدالبہاء ایک بہائی کو لکھتے ہیں۔
"نظر بالطاف بجمال ابی نمائی زیرافوضات ہے پایاں
است و فضل دی بقیش ہے حضور کران..... پس جمیع

توجہ را بایند بالطاف و نمائیم آنچه می طلبیم ازو طلبیم و
آنچہ ازو داریم ازو جوئیم "

کہ اپنی نظر جمال ابی بہاء اللہ کی طرف انہوں پر رکھو
کیونکہ ان کے فیوض ہے ہر ہیں اور ان کے فضل اور بخشش
سے حساب ہیں ہمیں چاہیئے کہ اپنی ساری توجہ ان کی رہائیوں
پر رکھیں۔ ہم جو چاہتے ہیں ان سے مانگیں اور ہماری جو
آرزو ہے ان کے حضور سے ان کے پورے ہر شے کی توفیق

کو ہے۔

(ج) برآئع اکامرحلہ ص ۳۳ میں عبدالبہاء کا ایک ماز شائع ہوا ہے۔
جو دراصل ان کی دو دعوتوں کے نام اسوئے بھیجا تھا۔ اس میں
وہ لکھتے ہیں۔

من عبدالبہاء ہاشم حضرت بہاء اللہ ہے شمل
و نظیر است کل باید توجہ بہاء اللہ غیب بند در
دعا۔ ایسے صحت و صمیم عبدالبہاء۔

کہ میں بہاء اللہ کا بندہ ہوں حضرت بہاء اللہ کی
دانت ہے شمل و ہے نظیر ہے سب کو چاہیئے کہ دعائیں اپنی
توجہ بہاء اللہ کی طرف رکھیں۔ محمد عبدالبہاء کا یہی فریاد ہے۔

(د) مکاتیب جلد ۱ ص ۳۳ میں بہاء اللہ کی تائید سے آسمانی کی نسبت
عبدالبہاء لکھتے ہیں۔

ما حفظ نمودید کہ تأییدات جمال مبارک چگونہ اعلان ہووے۔
کہ اسے اہل بہادار تم نے دیکھا کہ جمال مبارک دہلہ شدہ
کی تأییدات آسمانی نے کس طرح احاطہ کر لیا ہے۔

(۱۲) مکاتیب جلد ۲ ص ۱۱۱ میں عبد الہاء نے تعلیم دی ہے۔
یقین برائید کہ در ہر محفل داخل شوید و راجع آن
مغل روح القدس موحی فی ذلک و تأییدات آسمانی
جمال مبارک احاطہ می کند۔

کہ اسے اہل بہادار جس شخص میں تم داخل ہوتے ہو کہ
اس شخص میں روح القدس موج ماورائے ہے۔ اور جمال مبارک
دہلہ اللہ کی آسمانی تأییدات اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔
(۱۳) مکاتیب جلد ۲ ص ۱۱۱ میں عبد الہاء بیان کرتے ہیں۔
"ہواریہ بدرگاہ جمال مبارک التجاء نماشیم و آن
یاران رحمانی را سببت آسمانی خواہم۔"

کہ میں ہمیشہ جمال مبارک دہلہ اللہ کی درگاہ میں
رُعا مانگتا ہوں اور ان رحمانی دوستوں کے لئے آسمانی
بخشش کا طالب ہوں۔

(۱۴) بتائع الاثمار جلد اول میں لکھا ہے۔
یقین است کہ حضرت بہادار اللہ شہداء و تائید

کہ میں عبد الہاء یقین رکھتا ہوں کہ بہادار اللہ تم سب کی درگاہ میں
پھر اسی جلد ۲ ص ۱۱۱ بتائع الاثمار میں لکھا ہے۔
"از ملکوت بہادار اللہ بھت شما تائید و توفیق می طلبم
تا روز بروز مؤید تر شود۔"

کہ میں عبد الہاء بہادار اللہ کی جناب سے تمہارے
لئے تائید چاہتا ہوں تاکہ دن بدن تم کو زیادہ سے زیادہ
اس کی جناب سے مدد پہنچے۔

(۱۵) بتائع الاثمار جلد اول ص ۱۱۱ میں لکھا ہے۔

انراستان حضرت بہادار اللہ می طلبم کہ جمیع
شہداء را سرور ابدی بخشید و در ملکوتش عزیز فرماید۔
کہ میں عبد الہاء تم سب کے لئے بہادار اللہ کی درگاہ
سے ابدی خوشی کا طالب ہوں اور چکودہ دہلہ اللہ

تم کو اپنی بادشاہت میں عزت عطا فرمائے۔
(۱۶) مکاتیب جلد ۲ ص ۱۱۱ میں عبد الہاء ایک اور شخص کو لکھتے ہیں۔

جمال ابی از ملکوت غیب و جبروت لا ریب تائید
میرمائید و افواج عون و مسون ادچوں تتابع افواج
میرسد۔ اگرچہ ضعیف و ذلیل و حقیر کم لکن لمجاؤنچاہ
آستان آل حق توانا است۔

کہ جمال ابی دہلہ اللہ، اپنی غیبی عظمت اور طاقت

سے تائید فرماتے ہیں اور اپنی مدد اور حفاظت کی فوجیں مسلسل فوجوں کی طرح بھیج رہے ہیں۔ اگرچہ ہم کمزور اور ذلیل اور حقیر ہیں لیکن ہماری پشت پناہ وہی زندہ اور طاقت ور جمال الہی (ہمارا اللہ) ہیں۔

(حق) بدائع الآثار جلد ۱ ص ۳۳ میں لکھا ہے کہ:-

قدر این عنایات جمال مبارک را بدانیم و بشکراں
قیام بر خودویت نمائیم کہ در ملک و ملکوت نصرت و حمایت
ذمہ داریت و اعانت نمود

کہ عبدالبہاء نے فرمایا کہ جمال مبارک (ہمارا اللہ) کی ان قربانیوں کی ہم کو قدر کرنی چاہیے اور اس کے شکریہ میں کہ جمال مبارک (ہمارا اللہ) نے ہماری ہر طرح تائید اور حمایت کی اور ہمیں ہدایت دی جو ہماری مدد فرمائی۔ ہم کو ان کی اطاعت کرنے لگے کھڑا ہونا چاہیے۔

(حق) بدائع الآثار جلد ۱ ص ۳۳ میں لکھا ہے کہ:-

”قدام حضور را اخطار فرمودہ بزرگو
تائیدات و مواسبات جمال قدم اسم اعظم مشغول و ناطق
گذاشتن و عنایت از قدرت او، دایم تائیدات
بصرت جو فضل اوست، ورنہ ما جز بندہ ضعیف نیستیم
..... پس بایں و اسم بزرگو یا متشن پرداخت“

کہ عبدالبہاء نے اپنے قدام کو اپنے حضور میں بلوایا اور جمال قدم کی تائیدات اور بخشش کا ذکر شروع کیا اور سنوایا کہ یہ مدد اور عنایت ہمارا اللہ کی قدرت سے ہے اور یہ تائیدات محض اس کے فضل اور بخشش سے ہیں۔ ورنہ ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ ہمارا اللہ کی عنایات کا شکر ادا کرتے رہیں۔

(ط) بدائع الآثار جلد ۱ ص ۳۳ میں لکھا ہے:-

”پس از جلوس در شکر تائیدات جمال قدم و نصرت و حمایت اسم اعظم نقطے مختصر فرمودہ“

کہ عبدالبہاء جب سفر یورپ سے واپس آئے اور اپنے گھر پہنچے تو انہوں نے بیٹھنے کے بعد جمال قدم (ہمارا اللہ) کی تائیدات فرمانے اور اسم اعظم (ہمارا اللہ) کی مدد اور حمایت کے فکر میں مختصر سی تقریر فرمائی:-

ان بارہ حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ جناب ہمارا اللہ نے اپنی قوم کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا تھا کہ میں موت کے بعد بھی حاضر ناظر ہوں گا اور تمہاری مدد کروں گا۔ تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ ہائیوں نے اسے درست قرار دیکر اسی کو اپنا معبود اور منبع الخیرات مان رکھا ہے وہ اسی سے دعائیں کرتے ہیں اور اسی کو اپنا حامی مانتے ہیں۔

(۱۲) جناب ہمارا اللہ لکھتے ہیں کہ میں ہی سب شایا کا خالق ہوں:-

وَالَّذِي يُنْطِقُ فِي الْمَجْنِ الْأَعْظَمِ أَنَّهُ الْخَالِقُ
الْأَشْيَاءِ وَمَوْجِدُ الْأَسْمَاءِ قَدْ حَمَلَ الْبِلَايَا
لأَحْيَاءِ الْعَالَمِ۔ (مجموعہ اقدس ص ۲۷۵)

ترجمہ: جو اس عظیم قید خانہ سے بول رہا ہے وہی سب
چیزوں کا خالق ہے اور سب کو جو شخصہ اللہ تعالیٰ نے دنیا
کو زندہ کرنے کی خاطر یہ بلائیں برداشت کی ہیں۔

(۱۳) بھاء اللہ اپنے آپ کو نبیوں اور رسولوں کا خالق قرار دیتے
ہیں۔ اپنے صاحبہ استقامت مریضوں کو اس قول کی تلقین کرتے
ہیں۔

قَالَ وَمَا جِدَّ الْأَسْقَامَةُ الْكَبِيرَى الْمُؤْمِنِ
بِالْبَهَاءِ۔ نَاقِلٌ، وَقَوْلُهُ الْحَقُّ لَا يَمْنَعُهُ
ذِكْرُ النَّبِيِّ عَنِ الَّذِي يَقُولُهُ يَخْلُقُ
النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ۔ (مجموعہ ص ۲۷۴)

ترجمہ: میرے یعنی بھاء اللہ کے صاحبہ استقامت مریض
کہا اور اس کا گناہ درست ہے کہ انحضرتؐ کا ذکر اسے اس وجود
(بھاء اللہ) سے نہیں روک سکتا۔ جس نے اپنے قول سے نبیوں
اور رسولوں کو پیدا کیا ہے۔

(۱۴) بھاء اللہ اپنے آپ کو فیصل ماہیشاء اور عصمت بکری کے
مقام پر قرار دیتے ہیں جس میں کوئی شریک نہیں رہی اور رسول

خاتم النبیین اور نہ ملائکہ۔ بھاء اللہ کہتے ہیں:-
لَيْسَ لِمَطْلُوعِ الْأَمْرِ شَرِيكَ فِي الْعَصَةِ الْكَبِيرَى

انہ لمظہر بفعل ما يشاء في ملكوت الانشاء
قد خمن الله هذا المقام لنفسه وما قدر
لاحد نصيب من هذا الشأن العظيم المبتع۔

ترجمہ: عصمت بکری میں مطلع الامر یعنی بھاء اللہ کا کوئی شریک نہیں۔
ہے، وہ کائنات میں بفعل ما يشاء کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے یہ مقام مرتب اپنے لئے مخصوص رکھا ہے اس بلند و رفیع قابل
ارتقاء شان میں سے کسی کو کوئی حصہ نہیں ملا۔ (مجموعہ اقدس ص ۲۷۴)
(۱۵) جناب بھاء اللہ علم ما کان وما یكون کے مدعی تھے۔ اقدار
میں جناب بھاء اللہ کہتے ہیں:-

وَنَفْسِي عِنْدِي عِلْمٌ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ۔

کہ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ مجھے گزشتہ اور آئندہ سب کا
علم ہے۔

(۱۶) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَنْزِلُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ

مَنْشُورٍ دَرَجَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ۔ (سورہ یونس: ۶۱)
کترے رب سے کوئی چیز نازل نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں بھاء اللہ کہتے ہیں:-

قَدْ ظَهَرَ مِنْ لَا يَعْزِيبُ عَنْ عِلْمِهِ شَيْءٌ۔ (اشراقات ص ۲۷۴)

کہ وہ شخص ظاہر ہو گیا ہے کہ جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

گویا بھاء اللہ ضابطہ علم غیب کے مدعی تھے۔
 (۱۷) بھاء اللہ زندگی میں اپنے آپ کو قبلہ نماز قرار دیتے ہیں اور مرنے کے
 بعد اپنی قبر کو قبلہ اور سجود پڑھاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔
 "اذا اردتم الصلوة وقلوا وجوہکم شطری
 الاقدس المقام المقدس۔۔۔ وعند غروب
 شمس الحقیقة والتبیین المقدر الذی قدرناہ لکم"
 (الاقدر)
 کہ میری زندگی میں مجھے اور میرے مرنے کے بعد میری قبر کو قبلہ بنانا
 بھائی بھی عملاً اس قبر کو قبلہ ٹھہراتے ہیں۔ لکھا ہے:۔
 "قبلہ ما اہل بھاء روضہ مبارک است در مدینہ عسکرا کہ در
 وقت نماز خواندن باید رو بہ روضہ مبارکہ باستقیم و قلباً متوجہ
 بجمال قدم جل جلالہ و ملکوت ابجد باستقیم رافیت آن مقام
 مقدس و در کتاب اقدس از قلم اعلیٰ نازل شدہ"
 (ردوس الایمانہ۔ درس ۱۹)
 مطلب یہ کہ بھائیوں کا قبلہ بھاء اللہ کی قبر ہے جو جگہ میں قرار دی گئی ہے۔
 پھر یہ بھی یاد رہے کہ بھائیوں کے حج و طواف کی جگہ بابت اور ہندو کے
 گھر میں کتاب الکواکب الذریہ فی آثار الہمائیہ کے مشہور ۳۱ علی لکھا ہے:۔
 "عمل طواف و حج اہل بھاء کے بیت نقیضہ اولی و در شیراز
 است دفنانی میں بیت جمال ابھی کہ در ہندو است"

کہ بھاء اللہ نے جن دو گھروں کے حج اور طواف کرنے کا کتاب
 اقدس میں بھائیوں کو حکم دیا تھا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ گھر
 ہے جو شیراز (ملک ایران) میں علی محمد باب کا گھر ہے اور دوسرا
 یہ گھر جس میں بھاء اللہ بغداد میں رہتے تھے۔
 پھر علاوہ ان میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بھائی لوگ قبر بھاء کو
 سجدہ کرتے ہیں۔ ہجرتہ العسور ۲۵۴ میں بیان ہوا ہے کہ:۔
 "ذاثرین زیارت و طواف و تقبیل و سجدہ متبعہ قدراش
 نوادہ و نمایندہ اندہ"
 کہ بھاء اللہ کے مقدس آستانہ پر زیارت کرنے والوں کو
 سجدہ کرتے اور بوسہ دیتے اور طواف کرتے تھے اور اب بھی
 ایسا ہی کرتے ہیں۔
 میں خود اپنی آنکھوں سے سجدہ میں دیکھ آیا ہوں کہ بھائی لوگ بھاء اللہ
 کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔
 جناب عبد البھاء نے روضہ مبارکہ کو ہی مسجد قرار دیا ہے۔ چنانچہ
 جناب عبد البھاء نے سفر لیرپ سے واپس آکر ۸ محرم کی صبح کو جو کام کیا تھا،
 وہ یہ تھا:۔
 "جبین مبین را بر تراب آستان مقدس سودندہ
 کہ عبد البھاء کرمل پہاڑ پر گئے۔ اور انہوں نے علی محمد باب کی قبر پر
 جا کر اپنا ماتھا رکھا۔"

پھر بیان کیا کہ ۱۔

۱۔ مسجد نبیؐ کتاب اللہ مخصوص مقام اعلیٰ دروضہ مبارکہ علیا
و بیت مبارکہ ملت۔ دیگر سجدہ بجتے جائز نہ۔

کہ خدا کی کتاب میں جس سے مراد ہباء اللہ کی کتاب ہے، سجدہ
کرنا تین جگہوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ایک مقام اعلیٰ کا عمدہ (جو
علی محمد باب کی قبر کی جگہ ہے) دوسرے ہباء اللہ کے روضہ کا سجدہ
تیسرے ہباء اللہ کے گھر کا سجدہ۔ اور یہ کہ ان تینوں جگہوں کے سوا
کسی اور طرف سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔
ہائی دیوان نوش میں ہباء اللہ کی قبر کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے ۵

”جو خاک آستان تو مسجد و خلق نیست

اے سجدہ گاہ و جان دروان روضہ ہباء“

کہ اے روضہ ہباء جو میری سجدہ گاہ ہے۔ تیرے آستانہ کی

خاک کے سوا اور کوئی آستانہ نہیں ہے جس کو مخلوق سجدہ کرے

پھر لکھا ہے ۵

”مگر دید انبسیلا ہر ساحلہ بر این تراب

اے قبلہ گاہ کہ وہاں روضہ ہباء“

کہ اے روضہ ہباء جو تمام مقرب فرشتوں کا قبلہ گاہ ہے

تمام انبیاء نے بھی تیرے اس آستانہ کی مٹی پر سجدہ کیا ہے۔

پھر اسی دیوان نوش کے صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے ۵

اے متعدد و مقصور زمان روضہ ابھی

اے معبود و معبود جہاں روضہ ابھی

اے معنی اسرار نماں روضہ ابھی

اے سجدہ گاہ عالمیاں روضہ ابھی

کہ اے ہباء اللہ کے روضہ جو زمانہ کا مقصود اور مراد ہے۔

اور جہاں کی عبادت گاہ اور لوگوں کا معبود ہے اور اے روضہ جو

تمام پوشیدہ اسرار کی مراد اور مطلب اور دنیا کا سجدہ گاہ ہے۔

پھر ایک اور بات دیکھنے والی ہے کہ اس بارے میں بہائی کیا تعلیم دیتے ہیں
بالٹی مور اور کولینڈر کے بہائیوں سے عبد اللہ اس نے کہا تھا:-

والف، چوں بارض مقدسہ رسم سر بر آستان روضہ مبارکہ انعم و

مویہ کنناں از برائے شما نا طلب تا ئید کنم“

کہ جب میں واپس عکہ جاؤں گا تو میں ہباء اللہ کی قبر کی چوکنٹ

پر سر رکھ کر اپنے بال نوچے ہوئے تمہیں کے لئے مدد مانگوں گا۔

ربائع اکاثر جلد ۱ ص ۳۶

دب، چوں روضہ مبارکہ رسم سر بر آستان لذارم و بخت

ہریک از دوستان رجائے تا ئید کنم“

کہ جب میں ہباء اللہ کے روضہ پر پہنچوں گا تو اپنا سر اس کے

دروازہ پر رکھ کر تم سب دوستوں و مہائیان کولینڈر کے لئے

مدد کا خواستگار ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہجرت کی یہ قبر ہمارا اللہ کی قبر ہونے کی وجہ سے مسجد بن گئی ہے۔ مرزا عبدالحسین بہائی اپنی کتاب انوار کب الدریہ فی آثار البہائیہ میں لکھتے ہیں:-

”اولین زیارت گاہ مسمیٰ اہل بہاء کہ بسیار نزد شاہ محترم است ہماں مصلح مطہر حضرت بہاء اللہ در ہجرت عکا است و اہل مصلح مقدس محل توجہ اہل بہاء شد از ہماں وقتیکہ حضرتش در آنجا مدفون گشت۔“

کہ سب سے مقدم اور ضروری زیارت گاہ جو اہل بہاء کے نزدیک بہت بڑا احترام اور اعزاز رکھتی ہے وہ زیارت گاہ ہے جو بہاء واقع عکا میں بہاء اللہ کا دفن ہے جو بہاء اللہ کے دفن دفن ہونے کے وقت سے اہل بہاء کا قبلہ نماز ہے۔

حضرات! آپ خود ان تمام محالہ جات سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل بہاء بنابہاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق ان کو مسجد حقیقی سمجھتے ہیں اور ان کی قبر کو مسجد کرتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ صورت حال ہے، دوسری طرف ہمارے سید مولیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبورا انبیاءہم مساجد۔ کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد گاہ بنالیا۔ حضرت سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وفات کے وقت دعا فرمائی ہے۔ اللہم لاتجعل قبری وثنًا یعبد۔ خدا یا! میری قبر پر نہ بن جائے کہ لوگ اس کی عبادت کرنے لگ جائیں۔

یہ ہے اسلامی توحید کا مقام اور وہ ہے بہائیت کی مشرکانہ تعلیم۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہاء اللہ کا کیا دعویٰ ہے اور ان کے دعویٰ کا کیا اثر پیدا ہوا ہے معاف ظاہر ہے کہ وہ بہائیوں کو پھر اسلام سے پہلے کی بُت پرستی اور انسان پرستی کے گڑھے میں گرا رہے ہیں۔ اتنا

لکھ داتا الیہ راجعون۔

بہائیوں کو بچپن سے تعلیم دی جاتی ہے کہ:-

”وَرَأَى یَوْمَہِمْ اِلٰہَ اَقْدَسَ اِلٰہِی بَرَعِش رُبُوبِیَّتِ بَکْرِی مَسْتَوِی، وَبَکْلِ اَسْمَاءِ حَسَنَی وَصَفَاتِ عَلِیَا بِرِاِہْلِ اَرْضِ وَسَمَاءِ حَسَبِی فَرَمُود۔“

دور و کس الدیانہ ملے

گویا بہاء اللہ کو برعش الوہیت و ربوبیت پر نامہ تمام ہسائیوں کے لئے لازمی ہے۔

خود عبدالبہاء پہلے نبیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”جمیع آیات کہ آمدہ ورفند است آیات موعی بودہ، آیات

مسیح بودہ، آیات ابراہیم بودہ و بچپن آیات سائر انبیاء بودہ،

و اما آئی یوم اقدس است۔ (مفاہات فارسی ص ۱۱۱)

گویا انبیاء سابقین کے عہد اور دور کو تو ان کے دور تھے مگر بہاء اللہ کا

زمانہ، یہ آیام اللہ کسلائے گا۔

پس ہدایت کا ہر عمل اور ہر قول بہاء اللہ کو مدعی الوہیت قرار دیتا ہے۔

بائیوں کا تو باہمی سلام بھی بہاء اللہ کی الوہیت کا اعلان ہے باب نے سلام کے لئے چار لفظ مقرر کئے تھے۔ عبدالبہد کہتے ہیں کہ ان الفاظ سے مقصود۔۔۔ جمال قدم۔۔۔ بہاء اللہ ہے۔ مرزا حیدر علی اصفہانی نے بھی بوجہ الصدور صفحہ ۲۲۶ میں یہی بات لکھی ہے۔ دیکھئے یہ ۱۔

تحتیات و کتاب مستطاب بیان اللہ اکبر و اللہ ابی
واللہ اعظم، واللہ اجمل، بود۔ دور آیام اشراق مالک آیام
وانام۔ عصر بہ اللہ ابی اللہ، محبتاً لهذا الاسم
المبارک المہیمن علی العالمین و از حق منیع
ہم تصدیق و اعنائے فعلی ظاہر شد۔

کہ علی محمد باب کی کتاب البیان میں سلام کے چار کلمے مقرر تھے۔ جو اللہ اکبر، اللہ ابی، اللہ اعظم اور اللہ اجمل تھے لیکن بعد میں جب تمام مخلوق اور زمانہ کے مالک (بہاء اللہ) نے اپنی روشنی اس عالم پر ڈالی تو سلام و جواب کے ان چاروں کلموں مجتذہ علی محمد باب میں سے صرف اللہ ابی پر مصر ہو گیا اور سلام میں اللہ ابی پر مصر کرنے کی فعلی تصدیق خود بہاء اللہ نے بھی کر دی تھی ۵۔

مکاتیب عبدالبہاد علیہ السلام ۲۲۵ء لکھا ہے ۱۔

”ابن چار تحتیت از حضرت اعلیٰ، روحی لہ العذا، است۔ و مقصد از ہر چہاں جمال قدم روحی لہ العذا است نہ دون حضرتش۔۔۔۔۔۔ دے الیوم ہائیک ملا علی اللہ ابی است و روح ابی عبد ازین ندا تتر“

یعنی حضرت اعلیٰ (علی محمد باب) نے جو یہ چار کلمے سلام کی غرض سے مقرر کئے ہیں ان چاروں کلموں سے مقصود صرف جمال قدم کی ذات ہے نہ کوئی اور۔ وہی اللہ اکبر ہے، وہی اللہ اعظم ہے، وہی اللہ ابی ہے، وہی اللہ اجمل ہے۔ اور اس وقت میں جو بہاء اللہ کا وقت ہے (جو کہ ملا علی یعنی فرشتوں کی خاص جماعت کی برآہان ہے وہ اللہ ابی ہے اور میری روح بھی اس سے خوش ہے اسلئے سلام میں میں اسی کلمہ اللہ ابی“

کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں“

امریکہ میں بھائی ہوسٹے دے لوگوں سے جو فارم بیعت پڑھ کر لیا جاتا ہے۔ اس کا متن یہ ہے۔

"Material for study of the Babi religion" پر درج ہے۔ اس فارم کا
مکمل اردو ترجمہ یہ ہے۔

میں نے عظیم و عباد الہیہ میں عاجزی سے حلفیہ اقرار
کتابوں میں مذکورے قادرِ مطلق کے ایک اور نیکانہ ہونے کا جو
میرا سید کر لے گا وہ ہے میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل
میں ظاہر ہوا۔ اور یہی یقین ہوں کہ اس نے اپنا ایک کذبہ
قائم کیا۔ اور یہ یقین رکھتا ہوں اس دنیا سے نصرت ہو جانے
پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت
تجہ کو دیدی ہے۔ اسے عین عظیم اجماع کا سب سے پیارا
بیٹا اور رانا ہے جو درخوست کرنا ہوں کہ مجھے اس روحانی
بادشاہت میں جہول کیا جائے اور میرا نام بھی ایسا رکھ دیا جائے
جو میری مدح کیا جائے۔ لیکن ان اور اس دنیا کی ہر کات
کے لئے درخوست کرتا ہوں، اپنے لئے اور اپنے قریبی
و دور عزیز کے لئے۔ آپ مجھے ان روحانی تحفوں اور دیگر طاقتوں
سے نوازا جائے کہ میں ان سے اہل ہوں۔

ایک کا عاجز و غلام۔۔۔۔۔
فرشتہ کہ اس سے بڑھ کر ہمارا اندر کے مددگار الٰہیت ہونے کا کیا
ثبوت ہو گا؟

"To The Greatest Branch,

In God's name, the Greatest Branch, I
humbly confess the Oneness and singleness of
the Almighty God, my creator, and I believe
in his appearance in the human form; I be-
lieve in His establishing His holy household,
in his departure, and that He has delivered
His kingdom to thee, O greatest Branch His
dearest son and mystery I beg that I may be
accepted in this glorious Kingdom and that
my name may be registered in the, 'Book of
Believers;—I also beg the blessings of worlds
to come and of the present one for myself and
for those who are near and dear to me (the
individual may ask for anything he like) for
the spiritual gifts which Thou seest I may
be best fitted, for any gift or power for which
thou seest me to be best fitted.—Most hum-
bly thy servant,

پھر خود بانی مبلغ کہتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں۔ مرزا حیدر علی بھائی مبلغ لکھتے ہیں:-

”الوہیت حق لا يزال ہے مثال جمال قدم نعلی و محفل گشتیم“
(ہجرت العدد و رقم ۳۶)

کہ ہم جمال قدم معنی بہاء اللہ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں۔

عبداللہاء ہر جگہ بہاء اللہ سے دعائیں مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔ چنانچہ برائے الائنار جلد ۱ صفحہ ۳۶۹-۳۷۰ میں لکھا ہے کہ ایک زمانہ انجمن (امریکی) میں تقریر کرتے ہوئے عبداللہاء نے فرمایا:-

”ایں انجمن دختران میں امت و فغانہ دخترین مجلس کرد کہ۔
لہذا ایہا اجتماع بسیار مسرور و غریب مجلس است۔ غیبی
نہانی است۔ محفل روحانی است و انجمن آسمانی نظر عنایت
شمال ہاں محفل است و ملا علی ناظر اس مجلس مناجات کے
خواہد شد شنیدند و از استماع مناجات شما مسرور اند و شکر
حضرت بہاء اللہ نمایند و گویند اے بہاء اللہ شکر تو کہ ایں
کثیران بمنجربا تو نزد تو جہاں ملکوت تو مقصد جزو عنایت
تو ہزارند و مقامے جزو خدمت امیر تو بخویند اے بہاء اللہ
ایں کثیران عزیز را تائید فرما و ایں دختران ناسوت را
ملکوتی نما۔ ایں غریب را بہم کن و ایں ارواح را بہ بشر خوا۔“

اے بہاء اللہ تیرا تو شیخ روشن نما و ایں جاں باہار شکب
گلزار۔ نفوس را بہا آہنگی مشغول کن و ملا علی را بہ جہ طرب
آور۔ ہر یک را ستارہ و خورشیدہ نما تا عالم وجود پر نورش
منور شود۔ اے بہاء اللہ تیرے آسمانی دہانام ملکوتی فرما۔
کامیڈ رہائی مانا تا تمام بندہ مست تو پروازند۔ تیری رؤف و
مہربان و صاحب فضل و احسان۔“

یعنی عبداللہاء کہتے ہیں کہ یہ میری دو کیوں کی انجمن ہے جس
کے لوگ کے گھر میں اسلئے ہیں اس اجتماع سے بہت خوش ہوں یہ
خوب مجلس ہے۔ نہانی ہے، روحانی ہے، انجمن آسمانی ہے۔
مہربانی کی نظر اس مجلس کے ساتھ ہے ملا علی (و شعری) کی خاص
جماعت، اس مجلس کو بخشتی ہے اور جو مناجات (دعائے خاص)
اس انجمن نے پڑھی ہے اس کو اس نے سنا ہے اس مناجات
کے کلمات سے خوش ہے اور بہاء اللہ کا شکر کرتی اور کہتی ہے
کہ اے بہاء اللہ تیرا شکر ہے کہ یہ لڑکیاں تیری طرف سے مل گئی ہیں
اور تیری بادشاہت کی طرف متوجہ ہیں تیری رضا کے سوا ان کا
کوئی مقصد نہیں ہے تیری خدمت کے سوا اپنے لئے کوئی چیز نہیں
چاہتیں۔ اے بہاء اللہ ان پیاری لڑکیوں کی مدد فرما۔ ان کو
یعنی سے آسمانی نما۔ ان کے دلیلی میں اللہ کہ ان کے دھڑوں کو
نجات دے۔ اے بہاء اللہ ان کو شیخ روشن کر انکو رشک گلزار

بنائے رب کو ایک راہ پر لگا دے۔ ہم کو بھی وحید و روحانی میں لے کر لے کر چلنے والے تارہ بنائے تاکہ ان کے نور سے یہ سارا عالم منور ہو سکے۔ ہمارے ہمارے آسمان سے قوت ہے اور آسمانی الہام فرما! خدا کی تائید دیکھا تاکہ سب تیری خدمت میں مشغول ہو جائیں توڑی ڈالنے والا اور جہان افسوس والا اور احسان والا ہے۔

ان تمام بیانات سے ظہور میں آتا ہے کہ ہمارے اللہ نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے انسان کو بطور الٰہ و معبود تسلیم کیا ہے۔ یہاں پر کبھی مجاہدی اور استعارۃً اطلاق کا سوال ہی نہیں ہے۔ یہ تو حقائق اور واضح طور پر ان اور معبود ماننے کی صورت ہے۔ علامہ شیخ رشید رضا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العالیہ مصر نے بھی آخر تمام درجات کا ملاحظہ کرتے ہوئے ہمارے ہمارے کہہ دیا۔

الْبَهَائِيَّةُ حَسْمُ اخِر طَوَائِفِ الْبَاطِنِيَّةِ بِعَدْوَنِ الْبَهَائِ عِبَادَةِ حَقِيقَتِهِ وَبِدَرَسَتِهِ بِالْوَحْيَانَةِ وَرُبُوبِيَّتِهِ، وَلَهُمْ شَرْعِيَّةٌ خَاصَّةٌ بِهِمْ۔

(المناہر جلد ۳، صفحہ ۱۰۱۔ سوال ۱۳۲)

جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں حضرت مسیح کی عبادت کرتے ہیں، اُن سے دعائیں مانگتے ہیں بعینہ اسی طرح بنائی بنا اللہ کو رب مانتے ہیں۔ اس سے دعائیں مانگتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں، اس کی قبر کو بچا کرتے ہیں اور اسی کو جاننا ناظر حقین کرتے ہیں۔ اگر یہ الوہیت کا دعویٰ ہیں اور اگر یہ معبود ماننے کی صورت ہیں تو ہمیں بتایا جائے کہ کہاں یہاں

عیسائیوں کے عقیدہ اور عمل میں کیا فرق ہے؟ نیز بتایا جائے کہ اگر یہ دعویٰ الوہیت نہیں ہے تو اگر کوئی انسان ہو کر رب ہونے کا دعویٰ کرنا چاہے تو کس طرح کرے گا؟

بعض دفعہ ہمائی لوگ ہمارے اللہ کی ایسی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں اس نے اپنے انسان ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ آج تک کسی نے بھی اپنے انسان ہونے کا انکار کر کے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ فوجیں معرعتے بھی ایسا نہ کیا تھا اور حضرت مسیح کے متعلق بھی عیسائی ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ ان کو کامل انسان اور کامل خدا مانتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ہمائی لوگ بھی ہمارے اللہ کو ایک طرف کامل انسان کہتے ہیں اور دوسری طرف اسے کامل خدا مان کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پس ہمارے اللہ کا دعویٰ الوہیت ثابت ہے اور قرآن مجید کے دوسرے کسی شخص کا دعویٰ الوہیت ہونا ہی اس کے جھوٹا اور کذاب ہونے کی روشن ترین دلیل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا كَانَ لِیْسَیْرٍ اَنْ یُّؤْتِیْہِ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَہُ وَالتَّوْحِیْدَ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلنَّاسِ کُونُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُونُوْا رَبَّیْنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تُذَرِّسُوْنَہُ وَلَا یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوْا اَلْمَلٰئِکَۃَ وَالتَّحِیِّیْنَ اَرْبَابًا ؕ اَیٰیَا مَرْکُظٍ بِالْکُفْرِ یَبْدَا اِذَا اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ؕ (آل عمران: ۷۹-۸۱)

ترجمہ: کسی ایسے انسان کے لئے بھی روا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب، حکمت اور نبوت دی جو کہ وہ لوگوں سے کتنا بھرے کہ اللہ کی بجائے میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ تمہیں چاہیے کہ کتاب الہی کے علم اور درس کے ذریعے تم ربانی بن جاؤ۔ کوئی یہ بھی حکم نہیں دے سکتا کہ فرشتوں اور نبیوں کو خدا مان کر کیا نبی تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے؟ یعنی ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔

حضرات! آپ قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں ہائیوں کے مندرجہ بالا حوالہ جات پر ایک نظر ڈالیں گے تو آپ پر کھل جائے گا کہ بھاء اللہ کا دعویٰ الوہیت مرتجع کفر ہے پس میں کتنا ہوں آیا مگر کفر یا کفر یا کفر اذ انتم مشرکون۔ اے مسلمانو! کیا تم مسلمان ہونے کے بعد اس کفر کو اختیار کر سکتے ہو کہ ایک انسان کو خدا مان لو۔ حاشا دکا اللہ تعالیٰ واحد و شریک ہے اور اسلام کی بنیاد توحید پر ہے انسان پر حق یا قبر پرستی پر نہیں ہے۔ و اخذوا حوثنا ان الحمد للہ رب العالمین :

چوتھا مقالہ

قرآنی شریعت دائمی ہے

قرآنی شریعت کو مختصر الزمان قرار دینا غلط ہے!

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ مَرَّبَّ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي
السَّمٰوٰتِ تَوَقَّيْ اُكْلُهَا كُلُّ حَيٍّ بِاٰذِنِ
رَبِّهَا وَ يَنْسِرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ
خَبِيثَةٍ لِجَنَّتٍ مِّنْ تَوَقَّيْ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ
قَرَارٍ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ
الَّذِيْ نَزَّلَ فِي الْغُلُوْبِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝ وَ
يُضِلُّ اللّٰهُ الْغٰلِيِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اَلَمْ تَرَ اَنِي الْذِيْنَ يَدْعُوْنَ اَنِيمَتِ اللّٰهِ كُفْرًا وَ
اَحَلُّوْا كُفْرَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۝ يَضِلُّوْنَ عَنْهَا
وَيَنْسُوْنَ الْقَوَارِ ۝ (سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ آیت ۲۲ تا ۲۹)

ہست فرستال طیب و طاهر شجر

از نشانی دہد پر دم شمر

مہر نشان ہستی در مے پدید

نے چو دین تو بنایش بر شہید

(در شہین فارسی)

معزز حاضرین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے مقالہ کا عنوان یہ ہے کہ قرآنی شریعت دینی ہے۔ قرآنی شریعت کو غرض الزمان قرار دینا غلط ہے۔ ہمارے سلسلہ مضامین میں یہ چوتھا لیکچر ہے۔ تین مقالے اس سے پہلے آپ کے سامنے چلے آئے ہیں اور ایک پانچواں مقالہ حسب اعلان کل پڑھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرات! یہ مضمون بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ قرآن مجید کامل شریعت ہے، محفوظ شریعت ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت ہے۔ جب تک یہ زمین اور یہ آسمان قائم ہیں تب تک یہ شریعت قائم و دائم ہے۔ دینی دنیا تک قرآنی شریعت کا ریکہ جاری رہے گا۔ اور آدم زاد اپنا روحانی نجات کے لئے اسی سرچشمہ سے انجیات پینے کے محتاج رہیں گے۔ اپنی سیاسی، اخلاقی اور تمدنی مشکلات کا حل اور اپنی تلم بیماروں کے علاج کے لئے انہیں قرآنی شریعت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ ہمارے نزدیک قرآن پاک ایک زندہ کتاب ہے اور جب تک انسان باقی ہیں اس شریعت کا بقا اور اس کا نفاذ مقدّر ہے۔ ہمارے

اس واضح عقیدہ کے برعکس بہائی صاحبان کا خیال ہے کہ قرآنی شریعت بے شک خدا کا کلام تھی مگر اب یہ شریعت رمذا اللہ ناکارہ اور بے اثر ہو چکی ہے، اب یہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے، اب اس کی پیروی سے روحانی فیضان اور آسمانی برکات حاصل نہیں ہو سکتے۔ ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کا مذکورہ بالا عقیدہ اور بہائیوں کا مؤخر الذکر خیال بالکل متضاد اور ایک دوسرے کے نفی میں ہیں۔ قرآن مجید کے منسوخ قرار پانے سے تحریک احمدیت صحیح نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اگر قرآن مجید منسوخ نہیں ہوا اور ہمیں یقین ہے کہ ہرگز منسوخ نہیں ہوا۔ تو کس صورت میں بہائی تحریک کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں۔ مالمنا من قواد۔ کیونکہ بہائیت کی اساس اس خیال پر ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو چکا ہے۔ اور اب نئی شریعت آچکی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو تلقین فرمائی ہے:-

”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مجبور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوح انسان کے لئے رُسنے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کو شش کرو کہ سچا محبت
اس جاہ جہول کے بچے کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی شے
کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ بکھے جاؤ۔ اور یاد
رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی
نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھاتی ہے۔
نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا پرست ہے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں دینیانی نفع ہے
اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور
نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے
نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے
زندہ ہے۔ (کشتی نوح ص ۱۱)

پس احمدیت کے عقائد کی چٹان، قرآن مجید کا دامن شریعت ہونا ہے
اور ہدایت کی بنیاد یہ ہے کہ نعوذ باللہ قرآن مجید ایک محدود زمانہ،
ہزار بارہ سو سال کے لئے تھا اور اب قرآن مجید منسوخ ہو چکا
ہے۔

معزز حاضرین! ہمارے اس بیان سے آپ آج کے مضمون کی
اہمیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ممکن کہ مسلمانوں کے کسی دوسرے
فرقے کے علماء اپنی کم نظری کے باعث قرآن مجید کی کچھ آیات کو منسوخ
مٹھراتے ہوں اگرچہ اہل احمدیہ تخریک کے زیر اثر قریباً سبھی سمجھدار

مسلمان یہی عقیدہ اختیار کر رہے ہیں کہ فرقان مجید میں کوئی منسوخ آیت نہیں
ہے تاہم جماعت احمدیہ تو ہر حال یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ
خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح
قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور
اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔ (چشم معرفت ص ۳۲)

اندریں صورت یہ کہنا بالکل مجاہد ہے کہ ہدایت اور احمدیت دو متضاد
تحریکیں ہیں۔ ان میں آگ اور پانی یا زہر اور تریاق کی نسبت
ہے۔

اب ہم بغض اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید دینی
شریعت ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید دنیا میں پہلی کتاب یا
پہلی شریعت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے سید و مولے حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پہلے رسول ظاہر ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہلے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذر چکے ہیں اور
شہر آن سے پہلے متعدد کتابیں اور صحیفے اتر چکے ہیں۔ نسل انسانی
اپنے آغاز سے ہی الٰہی ہدایت اور آسمانی شریعت کی محتاج رہی ہے
نسل انسانی نے بھی ارتقائی منازل طے کی ہیں اور الٰہی شریعت بھی مختلف
ادوار اور طبقات میں سے گذر کر اپنے کمال کو پہنچی ہے۔ جس طرح انبیاء
سلف حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور آپ
کے بلند ترین مرتبہ کے پیش نظر اپنی اپنی امتوں کو آپ کی آمد کی بشارت

قرار دیتا ہے اور گندی اشیاء کو حرام ٹھہراتا ہے۔ ان کے ناز و ابھجوں اور پابندیوں کو دور کرتا ہے۔ پس جو اس پیغمبر پر ایمان لاتے ہیں، اس کی تائید و نصرت کرتے ہیں اور اس نورِ قرآن مجید کی پیروی کرتے ہیں۔ جو اس پر نازل ہوا ہے وہ ضرور کامیاب ہونے والے ہیں۔“

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي
يَجِدُونَهُ مَكْنُوزًا عِنْدَهُمْ فِي الشَّوَارِبِ وَ
الَّذِي يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ بِالْمَعْرِفِ وَيُنَهِّيكُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُعَلِّمُكُمُ الْحِكْمَةَ وَيُخْرِجُكُمْ
عَنِ الظُّلُمِ الْأَعْبَثِ وَالَّذِينَ كَانَتْ عَلَى
أَعْيُنِهِمُ الظُّلُمَاتُ فَجَعَلَهُمْ سَوَاءً
وَعَرَّزَهُمْ حَتَّى تَصُودَ الْأُكُوفُ فَظَلَمَ
أَلْفًا مِمَّنْ سَاءَ مَا يَكُونُ جَزَاءً لِّلْمُتَكِبِينَ
(الأنعام: ١١٠)

کدیری رحمت ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو اس عظیم الشان
اُمّی پیغمبر پر ایمان لائے ہیں جس کی مشگرگی وہ تورات و انجیل
میں پڑھتے ہیں۔ یہ پیغمبر انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے۔ ناپسندیدہ
امور سے منع کرتا ہے، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال

اس پیشگوئی میں ایک مثیل موسیٰ نبی کی پیشگوئی کی گئی جسے کام خداوندی
 یعنی مصلحت دیکھ بھال جانے کا اور وہ ساری شریعت لوگوں تک
 پہنچائے گا۔
 اسی پیشگوئی کو ایک دوسرے انداز میں اس الفاظ ذکر کیا گیا ہے۔

خداوند مینا سے آیا اور شیر سے اُن پر طوع ہوا۔ فاران
ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے
ساتھ آیا۔ اور اس کے دلہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت
(شریعت غلام) ان کے لئے تھی۔ (استغفار ۳۳)

ان الفاظ میں صاف طور پر موعود کے مقام اور اس کی حالت اور
اس کی شریعت کا ذکر موجود ہے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہی وہ پیغمبر ہیں۔ جو فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوئے اور
دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے۔ اور پھر آپ کے پاس ایک
روشن شریعت تھی۔

یاد رکھنا چاہیے کہ بعض دفعہ پادری صاحبان کہہ دیا کرتے ہیں کہ
مثیل موسیٰ کی اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح ہیں۔ مگر ان کا یہ
زعم خود بائبل سے سراسر باطل ثابت ہوتا ہے چنانچہ جناب
پولوس لکھتے ہیں:-

”وہ (خدا) اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے

یعنی یسوع کو بھیجے۔ مقرر ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت
تک رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا
ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شر سے
سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے
بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔“ (اعمال ۳: ۲۱)

اس عبادت سے ظاہر ہے کہ میسائیوں کے سیکڑہ امامی کلام کے دوسے
حضرت مسیح مثیل موسیٰ والی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں۔ بلکہ مسیح کی آمد اولیٰ
اور آخر ثانی کے درمیانی زمانے میں آئے والا نبی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔
اور اسی کی پیش کردہ شریعت (قرآن مجید) وہ نورانی شریعت ہے جس کا
تورات میں ذکر ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں قرآنی شریعت کو نور کہا
گیا ہے۔

(۲) یسعیاہ نبی نے خدا کا کلام سننا یا کہ:-

”عرب کے صحرائیں تہرات کا ٹوٹے۔ اسے دو اینوں کے ظفروں
پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اسے تیما کی سرزمین کے باشندے
روٹی لیکے بھاگنے والے کے طے کو نکلے۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے
سے تنگی تلوار سے اور گینچی برقی کمان سے اور جنگ کی شدت سے
بھاگے ہیں کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا بنوہ ایک برس لان
مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حثمت جانی ہوگی
اور تیرا نڈا زوں کے جو باقی رہے قیدار کے بعد مدگٹ جائیں گے۔“

(یسعیاہ ۳۳: ۱۱)

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا صاف ذکر ہے اور اس کے نتیجہ
میں ہونے والی جنگ بدد کے لئے واضح اشارہ ہے جس میں قیدار یعنی بنو قیدار
قریش (قیدار حضرت اسماعیلؑ کے ایک بیٹے کا نام ہے) عرب حضرت اسماعیلؑ ہی کی نسلیں
ہیں) کی حثمت خاک میں مل گئی۔

(۳) یسعیاہ نبی کی معرفت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم اگلی چیزوں کی یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو بھول نہ ہو۔
دیکھو میں ایک نئی چیز کروں گا۔ اب وہ ظاہر ہوگی۔ کیا تم اس پر
ملاحظہ نہ کرو گے۔ ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں
بنادوں گا۔ جنت کے بہائم، گیدڑ اور شیر مرغہ میری تعظیم کریں گے
کہیں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود ہوں گی گا کہ وہ میرے
لوگوں کے، میرے برگزیدوں کے پینے کے لئے ہوں گی۔ میں نے
ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا۔ وہ میری ستائش کریں گے۔“

(یسعیاہ ۴۰: ۵)

(۴) پھر فرمایا:

”خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اسے تم جو سمندر پر گزرتے ہو اور
تم جو اس میں رہتے ہو۔ اس بحری ممالک کے باشندے اور قومین
پر متراہنہ کی ستائش نہ کرو۔ بلکہ ان لوگوں کی ستائش قیصر
کے آباد و بیاتہ ہی کا از بلند کریں گے۔ سلطنت کے لئے دابے
ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے لٹکاریں گے
وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں ان کی شہنائی
کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیں گے۔ وہ جنگی مرد کی مانند
اپنی غیرت کو اٹھائیں گے۔ وہ چمکائیں گے۔ ہاں وہ جنگ کے لئے
بڑھیں گے۔ وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کریں گے۔“ (یسعیاہ ۴۱: ۱-۱۰)

(۵) اسی ضمن میں خبر دی کہ:

”وہ کس کو دانش سکھائے گا؛ کس کو عقل کر کے سمجھائے گا؟
ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا۔ جو چھاتیوں سے جدا کئے گئے کیونکہ
حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون پر قانون ہوتا
جاتا۔ غصہ ڈالیں، غصہ ڈالیں۔ ہاں وہ وحشی کے سے برتر ہوں
اور اجنبی زبان سے اسی گروہ کے ساتھ باتیں کرے گا۔“

(یسعیاہ ۴۲: ۹)

ان تینوں عبارتوں پر مفسر سی نظر ڈالتے ہیں کہ کمال خداوند تعالیٰ
نے ایک نئی شریعت، ایک نیا گیت اور نئے قانون والی کتاب کی خبر دی ہے
یہ نئی شریعت عالمگیر ہے۔ تمام دنیا کے لئے ہوگی۔ سلطنت دینیہ کی پہاڑی
کے باشندے پہلے یہ گیت گائیں گے۔ اذانیں دیں گے، کھلے سینوں
تبیخ کریں گے، جنگوں تک نوبت آئے گی۔ آخر مورا اپنے دشمنوں پر غالب
آئے گا۔ قرآن مجید کا نزول تدریجاً ہوگا۔ غیر عملی زبان میں ہوگا۔ اور
اس کا نزول غصہ ڈالیں، غصہ ڈالیں۔ مکی اور مدنی ہوگا۔
قرآن مجید کے آنے سے صحرا میں آپ حیات کی ندیاں بہنے لگیں گی اور ساری
دنیا میں خدا کی ستائش قائم ہو جائے گی۔

(۶) حضرت مسیح فرماتے ہیں:

”مجھے تم سے اور میری بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی
بدانت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا

تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ ہے گا وہی کہے گا اور تمہیں اُنہی کی خبر دے گا۔

دیجیگا: (یوحنا ۱۷: ۱۷)

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و المائدہ، کہ آج اس قرآن مجید کے ذریعہ میں نے تمہارے سامنے تمام سچائی کی راہ پیش کر دی ہے۔

(۷) حضرت مسیحؑ نے انگھری باغ کی مشہور قشیل کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی کی ہے کہ:-

”جب باغ کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا ان بڑے آدمیوں کو بڑی شجہ ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اس کو پھل دیں بیسویں نے ان سے کہا۔ کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو مہماروں نے روک دیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لئے دے دے وہی جائے گی اور جو اس پتھر پر گئے گا اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے“

مکس پر وہ گرسے گا آسے پس ڈالے گا۔ (متی ۲۱: ۲۱)

اس پیشگوئی میں نبی اسرائیل سے آسمانی حکومت چھین کر بنی اسرائیل کو دیئے جانے کا

ذکر ہے اس میں آنے والے نبی اور اس کی لائی ہوئی شریعت کو کونے کا پتھر قرار دیا ہے۔

(۸) مکاشفہ یوحنا میں اُنہی ہونے والے واقعات کے سلسلہ میں خبر دی گئی ہے کہ:-

”جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور آسے سات قبریں لگا کر بند کیا گیا تھا۔ پھر میں نے ایک ندا اور فرشتے کو بلند آواز سے یہ منادی کرتے دیکھا کہ کون اس کتاب کے کھولنے اور اس کی قبریں توڑنے کے لائق ہے:-“

دیکھا شہ یوحنا ۱۹: ۱۵

یہ پیشگوئی بھی نہایت واضح ہے۔ اس پر نظر کرنے سے عیاں ہے کہ اس کو مصداق مرنے والا قرآن کریم ہے۔ اور سات قبریں سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں۔ جو اُس کتاب کی حیثیت رکھتی ہے جس میں قرآن مجید کے ساتوں معانی جمع کر دیئے گئے ہیں۔ پھر قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جس کے بارے میں فرشتوں نے منادی کی ہے۔ قل لئن اجتمعت الافئس والبد علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لایأتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ (نبی اسرائیل ۱۸۱)

کہ یہ وہ بے نظیر و بے مثال کتاب ہے جس کی مانند کوئی شخص نہیں بنا سکتا۔ (۹) یہ عقائد ہوتی اسی مکاشفہ میں فرماتے ہیں:-

پھر میں نے ایک اور زور آور فرما کر بادل اور سے
آسمان سے اترتے دیکھا اس کے سر پر دستک تھی اور اس کا
چہرہ آفتاب کی مانند تھا اور اس کے پاؤں آگ کے ستروں کی مانند
اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب تھی
اس نے اپنا دھنا پاؤں سمندر پر رکھا اور بایں خشکی پر
(مکاشفہ یوحنا ۱۱)

دیکھئے! کتنی واضح پیش گوئی ہے! چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب یہ سورہ فاتحہ
ہے۔ ہاتھ آیتوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کا نام بھی فاتحہ ہے۔ جو
کھلی ہوئی کتاب کے مفہوم پر صاف دلالت کر رہا ہے۔ اس کا نزول
میں فعلی اور معنوی طور پر تہ بار ہوا ہے۔ پھر یہ قرآنی پیغام بردار کے لئے
ہے۔ سفیر و مترجم رب سلیس اس کی مٹا طبع ہے۔ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب
سب کے لئے عام کتاب ہے۔

۱۰) قرآن مجید صبیح کلام خدا اور ہمارے نبی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم کے بارے میں مکاشفہ یوحنا کی واضح پیش گوئی الفاظ ذیل میں
ہے۔

”پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ
ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک صحابہ جو بچا اور برحق
کہلاتا ہے۔ اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا
اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کے سر پر

بہت سے تاج ہیں۔ اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے۔
اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی ہے
پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے۔ اور آسمان
کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف زمین کمان
کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کو مارنے
کے لئے اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے۔ اور وہ
لبے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا اور قادر مطلق خدا
کے سخت غضب کی نئے کے حوزہ میں انکو روندے گا اور اسکی
پوشاک اور ان پر یہ نام لکھا ہوا ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ
اور خداوندوں کا خداوند۔ (مکاشفہ یوحنا ۱۱: ۱۹)

یہ پیش گوئی بھی صرف سید الانبیاء حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر
جسپان ہوتی ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید ایسی بینات پر مشتمل
کتاب عطا فرمائی جو باطل کے لئے تیز تلوار کا حکم رکھتی ہے۔
ان دنوں پیشگوئیوں سے ثابت ہے کہ تورات داغیل ہو کر ان مجرم
کی پیش گوئی موجود ہے اور اسے کامل شریعت اور مکمل آئین قرار دیا
گیا ہے۔ یہ نوشتہ الہی پورا ہوا اور قرآن مجید اپنی پوری شان میں
ظاہر ہوا۔ و تمنت کلمۃ ربک صدقاً و عدلاً لا یبدل
لکلمۃ۔

پس ہمارا اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک واضح برہان یہ ہے کہ

نستب ما یقرئ القرآن فی اللہ تعالیٰ نے اسے دے دیے مثیل موسیٰ کو جس شریعت کے دیئے
جائے کہ غیروہی ہے اسے محفل، دائمی اور لازوال متراویا ہے۔
قرآن مجید نے آیت اَنَا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً
عالم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً میں صاف طور
پر بیان کیا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور
شہید بھیجا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔

قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مِمَّنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي
وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ قَسَاكُتُهُمَا الْكَافِرِينَ
يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۚ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ
الْمُسْلِمَ الَّذِي يَخْلُفُ فِي سُلُوكِهِمْ مَّا كُنْتُمْ
بِهِ ۚ هُمْ فِي السُّبُورِ ۚ وَلَا تَجْعَلِ يَأْمَهُمْ
بِالْمُشْرِكِينَ كَيْفَ كُنْتُمْ فِي الْمَنَافِرِ وَلَا تَجْعَلِ
لَهُمُ الْوَلَايَةَ وَيُؤْمِرُوا عَلَيْهِمُ الْخَبِيرُ ۚ
يُضْمِعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَلَا تَحْمِلُ الْغَنَى ۚ كَأَنْتَ
عَلَيْهِمْ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ أَتُزَلُّ عَنْهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ ۚ وَن ۚ (الاعراف ۱۵۷-۱۵۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے عذاب کا مورچہ

چاہوں گا بناؤں گا اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے میں
چھرت ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دوں گا جو تقویٰ شعار ہیں
زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ اس
علیم الشان نبی اور امی رسول اعظم کی پیروی کرتے ہیں جن کا ذکر
انہیں تورات و انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ ان کو معرفت
کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ان کے لئے رب
طیبات کو حلال ٹھہرتا ہے اور تمام خبیث چیزوں کو حرام قرار
دیتا ہے۔ ان کے بوجھوں کو دور کرتا ہے اور ان کے دیرینہ
بندھنوں کو کاٹتا ہے یعنی ان کے سامنے کامل شریعت پیش
کرتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی مدد
و نصرت کرتے ہیں اور اس نور شریعت پر ایمان لاتے ہیں۔
جو اس کے ساتھ آتا ہے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرات! قرآن مجید کے اعلان سے ظاہر ہے کہ وہ ان تمام پیشگوئیوں
کا مصداق ہونے کا دعویٰ کر رہے جو انے والی کامل اور دائمی شریعت کے
متعلق تورات و انجیل میں موجود تھیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مثیل موسیٰ ٹھہرا کر اپنے شریعت گزار اور دائمی قانون ہونے کا بھی
اعلان کرتا ہے۔ مبارک دے جو ہر قسم کے بغض و کینہ سے صاف دل
لے کر خداوند تعالیٰ کے کلام پر غور کریں۔

معزز حاضرین! چونکہ ہوائی صاحبان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن مجید

کو کلام اللہ مانتے ہیں اور اسے برحق جانتے ہیں اسلئے وہ آیاتِ شریعت کو اپنے ادھر بھرت گودانتے ہیں اسلئے ہم اس جگہ قرآن مجید کی آیات سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے کامل اور دائمی شریعت ہرنے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ آیات ذیل پر تدبر کرنے سے یہ دعویٰ پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۱) قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا

بَعْدَ ذٰلِكَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَكَوْذُكَ اَنْ تَقْضُوْهُمْ لِبَعْضٍ مِّنْ ظُلُمٰتِہٖمْ وَاَقْلَدَ صِرْفًا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِیْنُ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (ہنہ اسرائیل: ۸۸-۸۹)

کہ جسے پیغمبر اذاعلان کر دے کہ اگر تمام انسان چھوٹے اور بڑے اتفاق کر کے بھی اس قرآن مجید کا مثل نہ لایا جائے تو ایک دوسرے کے مددگار ہونے کے باوجود وہ قرآن مجید کی مثل نہیں لاسکتے۔ یقیناً ہم نے اس قرآن میں تمام عمدہ تعلیمات اور قطعی دلائل بیان کر دیئے ہیں مگر اکثر لوگ ازراہِ ناشکری انکار کر رہے ہیں۔

اس آیت میں قرآن پاک کو بے مثل قرار دیا گیا۔ اسے تمام عمدہ تعلیمات پر مشتمل ٹھہرایا گیا اور اس کے بے نظیر دلائل و بیانات کی وجہ سے اسے بے مثل قرار دیا گیا ہے لفظ 'مِثْل' کے معنی لغت کے رُوسے عمدہ تعلیم،

اچھی صفت اور زبردست دلیل کے ہوتے ہیں۔ چونکہ جملہ دلفندہ مَوتِنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِیْنُ كُلِّ مَثَلٍ مثل قرآن مجید کی بے نظیری کے اثبات میں حیلچ کے بعد ذکر ہوا ہے اسلئے اس جگہ من کلّ مثل کے ہی معنی ہیں کہ چونکہ قرآن مجید ہر قسم کی اعلیٰ تعلیم پر مشتمل ہے اس لئے سب لوگ مل کر بھی قرآن کی مثل بنانے سے عاجز ہیں۔

آج تک دنیا کے فرزند قرآن مجید کی مثل بنانے سے عاجز ہیں۔ جو اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ قرآن مجید اپنی تعلیمات و ہدایات میں کامل ہے، چونکہ یہ حیلچ ساری نسلِ انسانی کو ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے کسی مخصوص زمانے کے لئے نہیں ہے اس لئے اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید بطور ایک کامل اور بے نظیر شریعت کے دائمی ہے۔

(۲) اَمْ یَكْفُرُوْنَ اَنْ تَنَزَّلَ عَلٰی فَا تَوَّابٍ یَّحْشُرُ

مَسُوْرٍ مِّثْلِهِمْ مُّفْتَرِیْنَ وَاَدْعُوْا مَنۢ بَدَّلْتُمْ مِّنۢ دِّیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُّذِقِیْنَ ؕ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّہٗمَ اِلٰہُ الْاَزْلِ یَعْلَمُ اللّٰہُ وَاَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ فَهَلْ اَنْتُمْ

مُتَسَلِّمُوْنَ ؕ (ہنود: ۱۱۳، ۱۱۴)

کیا یہ کافران قرآن کریم کو آنحضرتؐ کا افسر و قرار دیتے ہیں؟ ان سے کہہ دے کہ تم قرآن کی مانند خود ساختہ مورتیں

بنا کر دکھاؤ خواہ اس کے لئے اپنے ملک سے عبودان باطل سے
بھی دعائیں کر لو اور ان سے مدد حاصل کر لو اگر تم سچے ہو فرمایا کہ
اگر یہ سکرین اس چیلنج کو منظور نہ کر سکیں تو یقیناً جانو کہ قرآن کریم
کا نزول علم الہی کے مطابق ہے اور وہ خدا واحد لا شریک لہ
تم کو مسلمان ہونا چاہیے۔

اس آیت میں بھی قرآن کریم کی بے نظیری کے چیلنج کو دہرا کر قرآن کریم کو
علم الہی پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے علم کے مطابق یہاں شریعت
سے پہلے قرآن مجید ہمیشہ کے لئے بے نظیر و بے مثل کتاب ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ
نے آخر آیت میں نوسل انتم مسلمون فرمایا یعنی اب سب کافرن ہے
کو اسلام کو قبول کر کے مسلمان بن جائیں۔ پس قرآن مجید کا بے مثل اور کامل
کتاب ہونا جو تمام ضروریات انسانی پر علم الہی کے مطابق مشتمل ہے ظاہر
و باہر ہے۔

(۳) وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ الْكِتَٰبَ وَآلِهَٰكُمْ وَالتَّوْرَٰةَ
وَرَفَعْنَاهُمْ مِنَ الطُّبَٰغِاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ
وَآتَيْنَاهُمُ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِّنْ
بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۖ بَيِّنَاتٌ مِّن رَّبِّكَ
يَقْبِضُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَا كَانُوا بِشَيْءٍ خَافِقِينَ
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِّ ذُرِّيَّتِهِ مِنَ الْأُمَمِ تَابِعَهَا وَلَا
تَكْلِمُ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَفْقَهُوا

عَنكَ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّٰلِمِينَ لَبَعْضُهُمْ
أَوْلَىٰ بِنِعْمَةِ اللَّهِ مِن لِّبِيٍّ الْمُتَّقِينَ ۚ هَٰذَا بَصَٰوُتُ
لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝
(انعام: ۱۶-۲۰)

ترجمہ:- یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت دی
اور انہیں طہیات بخشے اور انہیں لوگوں پر فضیلت دی ہم نے انکو
بینات شریعت دیئے۔ مگر علم آئے کے باوجود باہمی حما کے باعث
انہوں نے اختلاف کیا۔ تیرا رب ان کے تمام اختلافات کا قیامت
کے دن فیصلہ کرے گا۔ بعد ازاں ہم نے تجھ کو اپنے خیمہ اعظمیٰ نشان
شریعت پر قائم کیا ہے۔ پس تو اس قرآنی شریعت کی پیروی کرنا رہ
اور بے علم لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کر۔ وہ لوگ اللہ کے مقابلہ
میں تجھے کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے۔ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے
دور ہیں اللہ تعالیٰ متقینوں کا درست و مددگار ہے۔ یہ
تعلیمات سب لوگوں کے لئے سامان بصیرت ہیں اور اہل یقین
کے لئے ہدایت و رحمت ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ اسرائیلیہ کے بعد قرآنی شریعت کے
قائم کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر تاکید فرمائی ہے کہ مومن کافرن ہے۔ کہ ہمیشہ
اس کامل شریعت پر عمل کرنا رہے۔ ”شریعتہ من الامر“ میں تنکیر تفہیم
شان کے لئے ہے۔ پھر فرمایا کہ کچھ ظالم لوگ دوسروں کو قرآنی شریعت سے

برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے لیکن ارشاد خداوندی کے مطابق مومنوں کا فرض ہے کہ ان جاہل اور بے علم لوگوں کے ہوا و نفس کی پیروی نہ کریں۔ اور پرتو قرآن مجید سے بعیرت، رحمت اور ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

(۴) وَيَوْمَ مَرَعُصُ الظَّالِمِينَ يَسْمِعُونَ يَوْمًا يَقُولُ يَلِيَّتَنِي
اَتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا هَؤُلَاءِ يَكْفُرُونَ
لَمَّا اتَّخَذْنَا خُلَافًا نَفَقَهُ اَصْلَحْنِي
الَّذِي بَعَثْنَا اِذَا جَاءَ فِي هَؤُلَاءِ الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ
تَخَذُوْلَاهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَرْبُّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ
بِئْسَ عَمَلًا اَمِنَ الْمُجْرِمِيْنَ هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ
مَا دِيَا وَنَمِيْرًا هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ
نَزَّلَ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ جُمْلَةً وَّاحِدَةً هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ
لَقَدْ كُنْتُمْ يَوْمًا فَرَقًا هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ
يَا قَوْمُ لَوْ كُنْتُمْ عٰقِلِيْنَ اَلَا جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَآخِصْنَ
تَفْسِيْرًا هَؤُلَاءِ يَكْفُرُوْنَ (الفرقان: ۲۸-۳۴)

ترجمہ:- اس دن (روز قیامت) کو یاد کرو جب ظالم اپنے اعمال کو کاٹتے ہوئے چلائے گا۔ کہ کاش میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھلا اور تقویٰ رکھتا رہتا۔ افسوس کاش کہ میں فلاں (کفارین) کو اپنا دوست نہ بناتا۔ اس نے تو مجھے الذکر (قرآن کریم) سے

برگشتہ کر دیا حالانکہ وہ مجھ تک پہنچ چکا تھا۔ شیطان انسان کو بھٹو میں بھٹو ڈال دینے والا ہے۔ اس وقت پیغمبر علیہ السلام عرض کر رہے تھے کہ اے خدا! میری اس قوم نے اس قرآن کو مجبور و متروک کر دیا تھا۔ اسی طرح ہم نے مجرموں میں سے ہر نبی کے دشمن کھڑے کئے ہیں اور تیرا رب ہادی اور نصیر ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن اس پیغمبر پر اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوا۔ ہر روز اس میں سے نئے نئے معانی کیوں نکالے جاتے ہیں؟ فرمایا۔ یہ اس لئے ہوا ہے۔ تاہم تیرے دل کو مضبوطی عطا کر دی اور ہم نے اس کتاب کو بڑی ترتیب سے نازل کیا ہے جن پنجہ جب تک بھی لوگ کوئی عمدہ تعلیم پیش کریں گے ہم اس سے بہتر قرآن مجید سے پیش کر دیں گے۔ جو حق اور قرآن کی تفسیر ہوگی۔

اس آیت میں ان لوگوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے جو محمدی راستہ سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ پھر بتلایا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ ایزدی میں شکایت کریں گے کہ کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو متروک، بھٹو یا منسوخ قرار دیا تھا۔ فرمایا کہ یہ لوگ درحقیقت انبیاء سابقین کے ان دشمنوں کی لگ پر چل رہے ہیں جو ان لوگوں نے پیدا اختیار کا تھی۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی شریعت دائمی ہے اے مجبور قرار دینے والے ظالم اور اعلاء حق ہیں۔

(۵) اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۳)
 کہ آج یعنی قرآنی شریعت کے نزول کے ساتھ میں نے تم تمام
 انسانوں کے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی
 نعمت کو تم پر مکمل کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے دین
 اسلام کو بطور دائمی دین انتخاب کر لیا ہے۔

یہ آیت واضح طور پر بتلا رہی ہے کہ پہلی کتاب کے نزول کے وقت
 دین اپنی ساری جزئیات کے لحاظ سے مکمل نہ ہوتا تھا۔ خود تورات و انجیل
 کے بیانات اس پر شاہد ہیں۔ اب قرآنی شریعت کے نزول کے وقت دین
 کی تکمیل کی گئی اور اب ابداً لا باد تک نسل انسانی کے لئے دین اسلام کو منتخب
 کیا گیا ہے۔

اسی کی تائید میں دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ
 دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ
 (آل عمران: ۸۵) کہ جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کسی مذہب کو بطور
 دین اختیار کرے گا۔ تو اس کا یہ عمل مقبول نہ ہوگا۔ اسے آخرت میں خسارہ
 پانے والوں میں شامل ہونا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آیت ۱۹ میں اس کی وجہ یہ قرار دی ہے۔
 إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ کہ اللہ کے نزدیک مقبول دین
 صرف اسلام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں دوسرے ادیان کو اختیار

کرنے والا مقبول بارگاہِ ایزدی نہیں ہو سکتا۔

ان آیات سے بھی ظاہر ہے کہ اب دین اسلام ہی ہمیشہ کا دین ہے۔
 اسے اور اس کی شریعت کو دوام حاصل ہے۔ پس شریعت قرآنی دائمی
 شریعت ہے۔

(۶) أَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتَغَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ
 إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا
 أَلِهَةً غَيْرَ اللَّهِ يَحْكُمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ مِنْ رَبِّكَ
 بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ وَكَتَبْتَ
 كَلِمَةً رَبِّكَ صِدْقًا وَعِدْلًا لِمُتَّبِعِيهِ
 وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (الانعام: ۱۱۳-۱۱۵)

ترجمہ: کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کو حکم مان لوں حالانکہ وہی
 ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تمام تفصیلات پر مشتمل بنا کر نازل
 کی ہے جن کو ہم نے اس کتاب کا فہم عطا کیا ہے وہ جانتے ہیں
 کہ یہ تیرے رب کی طرف سے اٹل قانون کے ساتھ اتری ہے
 تو شک کرنے والوں میں سے مت بن۔ اس کتاب پر صدق و ثبوت
 کے لحاظ سے تیرے رب کی شریعت مکمل ہو گئی اس کے کلمات کو
 کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔ وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو انسانی ضروریات کے لئے
 مفصل کتاب قرار دیا ہے۔ اور اسے منزل بالحق کہہ کر اٹل ٹھہرایا ہے۔

پھر اسے ہر پہلو سے کامل قرار دیا ہے اور اس میں تبدیل و ترمیم کی تردید فرمادی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس آیت کے رو سے بھی قرآن مجید ایک دائمی شریعت ثابت ہوتا ہے۔

(۸) اِنَّ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهُٓ
بَعْدَ حَتِيْنٍ ۝ (ص: ۸۷-۸۸)

یہ قرآن مجید مائے جہاں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے نصیحت نامہ ہے اور تم اس کی اس عظیم الشان خبر کو غنیمت جان لو گے۔ مگر کی زندگی میں کفار یہ بھی مانتے تھے کہ قرآن مجید مکہ والوں میں بھی مقبول ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے اور رہتی دنیا تک ذکر ثابت ہوگا۔ فرمایا۔ تم ابھی اس صداقت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہ ہو گے مگر جب ہر زمانہ میں مٹو جاتی اُکھلا اُکل جاتیں پھر دین و ربہا کے مطابق قرآن مجید کے پھل دیکھو گے تو تمہیں اعتراض نہ پڑے گا کہ واقعی قرآن کریم ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ہے صدق اللہ العظیم۔

(۸) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ۚ وَاِنَّا لَهٗ لَخٰفِضُوْنَ ۝ (الجموعہ)
ترجمہ اہم نے ہی اس الذکر یعنی قرآن مجید کو نازل کیا ہے

اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
اس آیت میں قرآن کریم کو الذکر یعنی انسانوں کے لئے موجب عزت و شرف اور نصیحت نامہ قرار دیکر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ

فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قرآن مجید دائمی شریعت نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اِنَّا لَهٗ لَخٰفِضُوْنَ نہ فرماتا۔ یہ مجید اسمیہ دوام اور ثبات پر واضح طور پر دلالت ہے۔

عملاً بھی جب ہم دیکھتے ہیں تو واقعات زمانہ قبلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی غیر معمولی حفاظت فرمائی ہے۔ دنیا میں کوئی اور الہامی کتاب نہیں ہے جس میں اس طرح محفوظ رکھا گیا ہو۔ جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کی گئی ہے۔ قرآن پاک دست و دشمن کی شہادت کے مطابق ہر قسم کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے اور یہ اتنی واضح بات ہے کہ سر ولیم مور کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا۔

"There is otherwist every security internal and external that we possess that text which Mhhammad Himself gave forth and used."
(Life of Mohammad)

کہ ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی شہادت سے ثابت ہے کہ جو قرآن مجید ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ عین ہی قرآن کریم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور جسے آپ استعمال فرماتے تھے۔

اب غور کرنے والے دل غور کریں کہ یہ کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی غیر معمولی حفاظت کی ہے۔ اس نے لاکھوں حفاظ کے سینوں میں اس کتاب کو محفوظ کر دیا۔ اور اس کے معانی کی حفاظت کے لئے اس نے امت محمدیہ میں محمد بن کاسم علی سلسلہ جاری کر دیا۔ کیا خدا تعالیٰ کی یہ قولی اور فعلی شہادت اس بات کو کہنے کے لئے ضرورت نہیں کر رہی کہ فی الواقع قرآن کریم مکمل اور دائمی شریعت ہے اسی لئے فرمایا گیا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَهُ لَخٰفِضُوْنَ اور اسی لئے اس کی غیر معمولی حفاظت کی گئی۔

(۹) مَا كَانَ حَدِيثًا فَتْرَىٰ وَلَكِنْ نَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یوسف: ۱۱۱)

ترجمہ:- یہ قرآن مجید کوئی خود ساختہ کتاب نہیں بلکہ یہ پہلی تمام کتابوں کا مصدق ہے اور اس میں ہر قسم کی تفصیل موجود ہے۔ اس میں اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اس آیت میں قرآن مجید کو جامع، کامل اور شانوں کی سہل و سہولتوں کو پرور کرنے والی شریعت قرار دیا گیا ہے۔ جو اس کے دائمی شریعت ہونے پر واضح شہادت ہے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ اس آیت کی تفسیر میں بہائی مبلغ ابو الفضل صاحب کا اعتراض بھی درج کر دیں۔ تا اگر بہائی صاحبان ہماری بات نہ مانیں تو کم از کم اپنے مبلغ کی تفسیر کو ہی مانیں۔ ع

زمرہ شیخوگر زمیں نشینوی!

جناب ابو الفضل صاحب لکھتے ہیں:-

وَقَدْ نَزَّلَ فِي وَصْفِ الْقُرْآنِ الشَّرْعِيْنَ كَمَا ذَكَرْنَاهُ سَابِقًا اِنَّ فِيْهِ تَبْيَانًا كُلَّ شَيْءٍ وَقَالَ جَلَّ شَانَهُ (مَا قَرَأْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ) وَقَالَ جَلَّ وَعْلَانِي سُوْرَةُ يُوْسُفَ (مَا كَانَ حَدِيْثًا يُفَسِّرُنِي وَلَكِنْ تَصْدِيْقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ) وَهَذِهِ الْاٰيَاتُ صَرِيْحَةٌ فِيْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا تَرَكَ شَيْئًا مِّنْ عِلْقٍ بِالْاٰدِيَانَةِ الْاَلٰهِيَّةِ وَالشَّرْعِيَّةِ النَّسَبِيَّةِ اَصُوْلًا وَفُرُوْعًا وَحُجَّةً وَبُرْهَانًا وَمَصْدَرًا وَمَا كَالْاِدْفِئِلَةِ وَبَيِّنَةً وَظَاهِرَةً اُعلنه في هذا السفر الممجيد والكتاب العزيز الحميد حتى قيل في وصفه انه لا تزيغ به الالهواء ولا يشبع منه العلماء ومن توكه قصصه الله ومن ابغى الهدى في غيره اضلّه الله

(الدرر البهية ص ۳۵)

ترجمہ:- قرآن کریم کی تعریف میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تبیان

کُلُّ شَيْءٍ نَزَلَ بِهِ عَلَيْنَا مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا قَرَأْنَاهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
فی الکتاب من شئی کہ ہم نے اس قرآن میں ہر چیز بیان کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں ماکان حدیثاً یفتوحی..... الخ فرمایا۔ ان آیات سے مزاحمتاً ثابت ہوتا ہے کہ دیانت الہیہ اور شریعت نبویہ کے تمام اصول، تمام فروع، ہر قسم کے جہت و بہان، ہر چیز کے معرر اور انجام کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور اس کا کھلے بندوں اس قرآن مجید اور کتاب عزیز مجید میں اعلان کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اجراء نفس اس میں کجی پیدا نہیں کر سکتی اور علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ جو شخص اس قرآن کو چھوڑتا ہے خدا اسے ہلاک کرے گا اور جو قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب میں ہدایت طلب کرتا ہے خدا اسے گمراہ ٹھہرائیگا۔

حاضرین کرام! خدا را فرمائیے کہ ایسی پاک کتاب کو جس کے متعلق یہاں مبلغ کے یہ عقائد ہیں اگر دائمی شریعت نہ مانا جائے تو اور کسے مانا جائیگا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی تمام حجت ہو سکتی ہے؟

(۱۰) وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ الْكِتَابِ وَمُهِيمًا عَلَيْهِ - (مائدہ ۶۷-۶۸)

ترجمہ ۱۔ ہم نے قائم رہنے والی تعلیم پر مشتمل کتاب تجھ پر نازل کی ہے۔ اس حال میں کہ وہ کتاب کتب سابقہ کی مصدق ہے اور ان پر نگران ہے۔

ایہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو باقی کتابوں کے لئے مہین قرار دیا ہے۔ مہین اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے۔ جس کے معنی نگران اور محافظ کے ہیں۔ قرآن کے سوا اور کسی کتاب کا نام مہین نہیں رکھا گیا۔ جب قرآن مجید باقی جملہ کتابوں کا مہین قرار پایا۔ تو اس کے محفوظ اور دائمی شریعت ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

(۱۱) وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل: ۸۹)

ترجمہ ۱۔ ہم نے تجھ پر یہ شریعت ہر ضروری حکم کو بیان کرنے کے لئے اور ہدایت و رحمت نیز مسلمانوں کے لئے بشارت بنا کر نازل کی ہے۔

جب قرآن کریم تمام انسانی ضروریات کو بیان کر رہا ہے۔ تو وہ جامع قانون اور مکمل شریعت قرار پائے گا۔ اور یہی اس کے دائمی شریعت ہونے پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے کوئی قابل ذکر چیز ترک نہیں کی۔ اب اگر نئی شریعت آئے گی تو بتایا جائے کہ وہ کیا بیان کرے گی؟

(۱۲) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَعْنَ جَکَلًا

(المکث: ۵۴)

ترجمہ:- ہم نے اس قرآن میں تمام لوگوں کے لئے ہر فرد کا تعلیم بوضاحت بیان کر دی ہے۔ لیکن بعض انسان بہت جھگڑاتے ہیں۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ قرآن کریم کی جامعیت اور اس کی تعلیم پر محض کم فہم انسان ہی جہل اختیار کریں گے۔ ورنہ خدا ترس لوگ تو اس کی بہترین تعلیم کی وجہ سے اس پر فدا ہوں گے اور کہیں گے کہ

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے

قرب چاند آوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

(۱۳) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ

كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ تَتَوَاتَا

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۚ

(الزمر: ۲۴-۲۵)

ترجمہ:- ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور ایسا بنا یا ہے کہ اس میں کبھی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے تاکہ لوگ تقویٰ حاصل کریں۔

اس آیت کریمہ میں پہنچ گیا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی کمی اور پڑھان نہیں۔ وہ کامل تعلیم پر مشتمل اور ہر قسم کی عقلی و معنوی خوبی پر حاوی ہے۔ اس لئے تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن مجید کو کامل اور دائمی شریعت تسلیم کیا جائے۔

(۱۴) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَ أَنَّ لِكُنَّا بِعِزِّهِ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَسْزِيلُ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۚ (فصلت: ۴۱-۴۲)

ترجمہ:- جن لوگوں نے اس ذکر کا انکار کر دیا جب وہ ان کے پاس آیا وہ نعمت مگر اسی میں ہیں، یقیناً قرآن وہ غالب کتاب ہے کہ باطل اس میں نہ آگے سے اور نہ پیچھے سے راہ پا سکتا ہے۔ وہ حکیم و حمید و خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔

عربی زبان میں عزیز غالب کو کہتے ہیں، جسے کوئی مغلوب نہ کر سکے۔ (العزّة: حالة مانعة للانسان من ان يغلب) (المفردات)۔ پس قرآن کریم کو جب عزیز کہا گیا اور دوسری کسی کتاب کے لئے یہ لفظ نہیں آیا۔ تو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کسی باطل کے سامنے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسے منسوخ ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

(۱۵) إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِاَنْهَزِلَ ۚ

(الطارق: ۱۳-۱۴)

ترجمہ :- یہ نہ منسوخ ہوئے والا کلام ہے اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی یا بے اصولی نہیں ہے۔
عربی لغت میں لکھا ہے :- اَمْرٌ بِأَمْرِ فَصْلٍ : اِی لَا فَجْعَةً فِیْهِ وَلَا مَرَّةً کہ جو قطعی اور اٹل بات ہوتی ہے اُسے فصل کہتے ہیں۔

قرآن مجید کو فصل کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ قائم رہنے والی کتاب ہے۔
(۱۶) اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصَّالٰتِ
اَنَ لَهُمْ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ (بنی اسرائیل : ۹)
ترجمہ :- یقیناً یہ قرآن اُن طریقوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے
اور وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور قائم رہنے
والی ہیں۔ اور وہ نیک اعمالی بحالانے والوں کو بشارت دیتا
ہے کہ ان کو بڑا اجر ملے گا۔

اس آیت میں لفظ اَقْوَمُ قائم سے اسم تفعیل ہے جس کے معنی دائمی اور ثابت رہنے والے کے ہوتے ہیں۔ قائم علی الامر : دائر و ثابت (اقرب الموارد) قائم عندہم الحق : ثبت و لم یدرج و منه قولہم اقام بالمكان، ہنوب معنی الثبات (لسان العرب) و عمری کہتے ہیں۔ قائم علی الامر : دائر و ثابت، ما لفلان قیمة : ثبات و دوام علی الامر (اساس البلاغۃ) پس قرآن مجید کی تعلیمات کو اَقْوَمُ

کہنے سے معان ظاہر ہے کہ قرآن کریم دائمی شریعت ہے۔
(۱۷) وَ اَتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ کِتٰبٍ رَبِّکَ لَا یَبْدِلُ
لِکَلِمٰتِہِ وَلٰکِنْ تَجِدَ مِنْ دُوْرِہِ مُکْتَحَدًا ۝
(الحجۃ : ۲۷)

ترجمہ :- تو اپنے رب کی اس کتاب کی تلاوت کیا کر جو مجھ پر
وحی ہوئی ہے۔ اس کے کلمات و احکام کو کوئی تبدیل کر نہ والا
نہیں اور تجھے اس کے سوا کوئی جاسے پناہ نہ ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہی حکم دیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت
کریں، اس پر عمل پیرا ہوں اور یہ یقین رکھیں کہ یہ کتاب ناقابلِ تغیر ہے۔
یہ دائمی شریعت ہے اور آخر کار نبیل انسانی کو دنیا کے امن و امان اور
روحانیت کی تلاش کے لئے اسی کتاب کی آغوش میں پناہ لینی پڑے گی۔
اور خدا سے قرآن ہی ان کا معبود و مآوی ہوگا۔

(۱۸) یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَقِمُوا الصَّلٰتِ وَ اٰتُوا زَکٰوٰتِ
وَ اَقِمْ وَاٰتِیْہِمْ مِّنْ دُوْرِہِمْ کَمَا رَزٰکُم مِّنْ دُوْرِہِمْ
وَ اَقِمْ وَاٰتِیْہِمْ مِّنْ دُوْرِہِمْ کَمَا رَزٰکُم مِّنْ دُوْرِہِمْ
(المائدہ : ۹۷)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کے لئے عزت والا گھر
اور ہمیشہ قائم رہنے والا قبلہ بنایا ہے۔ ایسا ہی اس نے عزت والے

یعنی، قرآنیاں اور ان کے گلے کے مار ہمیشہ کے لئے جاری کر دیئے
ہیں تا تم کو معلوم ہوتا رہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی سب
باتوں کو خوب جانتا ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔
امام راجب الصغانی لکھتے ہیں:- و قوله جَعَلَ اللَّهُ الْكُتُبَ الْبَيْتِ
الْحَرَامِ قِيَامًا لِلنَّاسِ: اى قواماً لهم يقوم به معاشهم
ومعادهم قال الاصم قايماً لا ينسخ (المفردات راجب)
پس جب کتبہ اللہ کا قبلہ ہونا ناقابلِ نسخ ہے تو قرآن مجید کا غیر منسوخ اور
دائمی شریعت ہونا بھی اظہار من الشمس ہے۔

(۱۹) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الْدِّينُ الْقَيِّمُ
(توبہ: ۳۶)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت میں چار مہینوں کا شمار
ہوتا ہے جیسے مقرر ہے، جب سے کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا
کیا ہے ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہ ہمیشہ
قائم رہنے والا قانون ہے۔

لسان العرب میں لکھا ہے۔ القیم: المستقیم الذی لا یریح
فیہ ولا یمیل عن الحق۔ کہ قسیم کے معنی درست اور ہر کجی
سے پاک کے ہیں۔ کلیات ابی البقائیں ہے وقتیما ابلغ من القائم

والمستقیم باعتبار الزنة۔
پس ہمارے مہینوں کے متعلق قرآنی قانون دائمی ہے اور ہر قسم کی کجی
اور زبردستی سے پاک ہے۔

(۲۰) سَأُولُ مِنْ اللَّهِ يَخْلُقُوا صُحُفًا مَطْهُرَةً فِيهَا
كُتِبَ قَيِّمَةٌ (البینہ: ۲-۳)

ترجمہ:- یہ اس کا رسول ہے جو پاکیزہ صحیفے (قرآن مجید)
پڑھ کر سناتا رہے۔ ان صحیفوں میں تمام وہ کتابیں اور احکام
موجود ہیں جو ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

امام راجب اپنی لغت میں لکھتے ہیں: يَتْلُوْا صُحُفًا مَطْهُرَةً فِيْهَا
كُتِبَ قَيِّمَةٌ فَقَدْ اِشَارَ بِقَوْلِهِ صُحُفًا مَطْهُرَةً اِلَى الْقُرْآنِ
وَيَقُولُ كُتِبَ قَيِّمَةٌ اِلَى مَا فِيْهِ مِنْ مَعَانِي كُتِبَ اللَّهُ
فَاتَّ الْقُرْآنُ بِمَجْمَعِ ثَمَرَةِ كُتُبِ اللَّهِ تَعَالَى الْمَتَقَدِّمَةِ (المفردات)
گویا قرآن مجید کتب سابقہ کی تمام مذاقتوں پر مشتمل ہے۔ جرباتی
رہنے والی ہیں۔ قرآن مجید کی یہ شان اس کے دائمی شریعت ہونے پر
دلیل قاطع ہے۔

(۲۱) اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ
الْكِتَابَ وَلَقَدْ جَعَلْنَا لَهُ يُوجِا قَيِّمًا
لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِّمَنْ كَفَرَ وَ
يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

الْقُلُوبِ اِنَّ لَهُمْ آجَرًا حَسَنًا ۝
 تَاٰكِلِيْنَ فِيْهِ اَبْدًا ۝ الْكَفٰرَةُ ۝ ۱۰۰
 ب۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ
 قَبْلِ اَنْ يُّاْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ
 اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ اَعْوُنَ (الروم: ۳۳)
 ترجمہ: (الف) سب تعریف اللہ کا حق ہے جس نے اپنے بندے
 پر کتاب (قرآن مجید) نازل کی ہے۔ اور اس
 کتاب میں کد قسم کی کجی نہیں رہنے دی۔ اس کتاب
 کو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی منسوخ نہ ہونے والی
 کتاب بنایا۔ تاہم اس شدید جنگ اور عذاب
 سے ڈرائے جو اللہ کی طرف سے آیا والا ہے اور
 ان مومنوں کو بشارت دے جو نیک اعمال
 بجالاتے ہیں کمان کے لئے بہترین اجر مقدر
 ہے۔

(ب) تو اپنی ساری توجہ اس نہ منسوخ ہونے والے
 دین کے لئے صرف کر۔ اس سے پیشتر کہ اللہ کی
 طرف سے وہ عذاب کا دن آجائے۔ جو رد نہ
 کیا جاسکے گا۔ اور لوگ اس روز پر گندہ
 ہوں گے۔

معزز سامعین! قرآن کریم کا ان سبیل سے زیادہ آیات سے روز
 روشن کی طرح ثابت ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ وہ کامل کتاب ہے،
 وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کتاب ہے، اس میں تمام انسانی ضروریات کا علاج
 بیان کر دیا گیا ہے۔ وہ رہتی دنیا تک انسانوں کے روحانی، تمدنی،
 اخلاقی اور اقتصادی مطالبات کو پورا کرنے والا ہے۔

پس ثابت ہے کہ قرآن کریم ایک دائمی شریعت ہے۔ اب قرآن کریم
 کے دائمی شریعت ہونے پر منکر اسلام تو اعتراض کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ
 قرآن کریم کو نہیں مانتا۔ مگر تعجب ہے کہ کہا فی قرآن پاک کو کلام خداوندی
 ماننے کے بعد اس کے دعویٰ پر اعتراض کر رہے ہیں۔

معزز حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآن مجید کے بارے میں
 کتب سابقہ تورات و انجیل میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں بھی اسے دائمی
 شریعت قرار دیا گیا ہے پھر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآن مجید کی آیات
 صریح میں اس کے کامل، محفوظ، جامع اور دائمی شریعت ہونے کا واضح
 اور کھلے طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید چونکہ ساری دنیا کے لئے ہے
 اور اس کا رخائے عالم کے آخری روز تک کے لئے شریعت ہے۔ جس طرح
 اللہ تعالیٰ کی زمین اور اس کے آسمانی اجرام کے ذریعہ ساری نسل انسانی
 کی خوراک محتاج ہو رہی ہے۔ انسانی نسل کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ذرائع
 پیداوار میں بھی اضافہ اور ترقی ہو رہی ہے۔ نئی نئی ایجادات ہو رہی
 ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب میں سے بھی اس کے فعل سے پر

زمانہ کی ضروریات کے مطابق احکام و ہدایات نکل رہے ہیں جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ذاتِ باری نے اس کتاب کی آیات کو حکمت و منشاہات بنایا ہے اور ان میں ایک روحانی ہلک رکھی ہے مگر اہل ذیغ متشابہ آیات سے غلط استدلال اور فریج تاویلات کر کے خود بھی راہِ حق سے ہٹ چکے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہائی صاحبان کا عام طور پر یہی شیوہ ہے کہ وہ نصوص مرید کو نظر انداز کر کے بعض پیشگوئیوں کی حسبِ مرضی خود تاویل کر لیتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ دیکھو ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم غنق الزمان کتاب ہے۔ ان کے اس غلط طریق کا ایک مداوا تو یہ ہے کہ ان کی پیش کردہ آیات کی صحیح تفسیر بیان کر دی جائے۔ مگر تجزیہ شائد ہے کہ یہ طریق ان کے عناد کی وجہ سے زیادہ کارگر نہیں ہوتا۔ خداوند تعالیٰ بھی فرماتا ہے: **وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ**۔ اسلئے اس طریق کے علاوہ ہم برائے اتمامِ محبتِ بہائی صاحبان پر ان کے مسلمات میں سے چند حوالہ جات اور اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

اول۔ ابو الفضل صاحبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن مجید کے متعلق تسلیم کی ہے کہ **لَا تَلْغِي عَجَابَةٌ** وہ لکھتے ہیں۔

”ونقلنا في كتاب الدرر البهية عبارة عن

لہ اس کے لئے رسالہ بذکا صمیمہ ملاحظہ فرمایا جائے۔

کتاب العقد الغرید جاء فيه اق سيدنا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قال في حق القرآن انه لا تلغى عجايبه۔ ”مجموعہ رسائل مؤلف ابو الفضل مشتمل ترجمہ۔ ہم نے العقد الغرید کے حوالہ سے اپنی کتاب الدرر البهية میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ اس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔“

گویا ہائیوں کو مسلم ہے کہ قرآن کریم کے معارف و حقائق کبھی ختم نہ ہوں گے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ یہ انہی شریعت ہے؟

دوہ۔ سید علی محمد باب لکھتے ہیں۔

”ور زمان نزول قرآن انتقاد کل بفصاحت کلام بود۔ اذین جنت خداوند قرآن را با علی علیہ فصاحت نازل فرمود و اورا معجزہ رسول اللہ قرار داد۔ و در قرآن خداوند اثبات حقیقت رسول اللہ و دین اسلام فرمودہ الا بایات کہ اعظم بیانات است۔“ (البیان قلمی ص ۱۷۵)

ترجمہ۔ نزولِ قرآن کے زمانہ میں سب لوگوں کو اپنی فصاحت کلام پر فخر تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو فصاحت کے انتہائی معراج پہ نازل کیا اور

اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجوزہ قرار دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ اور اسلام کی حقانیت کو ایسی آیات سے ثابت فرمایا ہے جو اعظم ترین بینات ہیں۔ جب قرآن مجید اعظم بینات پر مشتمل ہے تو اس کے داعی کتاب ہونے میں کیا شبہ ہے۔ جناب باب کے اس بیان سے ان کم علم لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔ جو قرآن کریم میں غلطیاں نکالنے کے مدعی بنتے ہیں۔ جیسا کہ بعض متعصب پادریوں کا کاسہ لسیا میں بعض ہوائی بھی یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ قرآن مجید میں زبان کی غلطیاں ہیں۔

سوہر۔ جناب ہمارا اللہ کہتے ہیں۔

”مثلاً ایک بعضے تمسک بعقل جستہ و آنچہ بعقل نیاید
انکار نمائند و حال آنکہ ہرگز عقول ضعیفہ میں مراتب مذکور
را ادراک نکند مگر عقل کلی رہائی ہے“

عقل جزئی کے تو اندگشت بر قرآن محیط
عنکبوتے کے تواند کرد سیر خے شکار

و این عوالم کل و در قادی حیرت دست دہد و مشاہدہ گردد
و سالک در ہرگز زیادتی طلب نماید و کسل نشود و این است
کہ سید اولین و آخرین در مراتب فکرت و اظہار حیرت
(رب زدنی فہک تعبیلاً) فرمودہ ہے
(مفت وادی ص ۲۳-۲۴) تعریف ہمارا اللہ

اس عبارت میں عقل انسانی کو قرآن مجید کے بے پایاں خزانوں تک پہنچنے سے قاصر قرار دیا گیا ہے جس طرح مکواہی سیر خے کا شکار نہیں کر سکتی اسی طرح عام انسانی عقل قرآن مجید پر محیط نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم کی اس بے کرائی اور بے پائی کے باوجود اگر معمولی ہوائی پر اس پر حیرت گیری کریں تو وہ اپنے ہی حبیب کا اٹھا کرے مارے ہوں گے۔

چہارہ۔ جناب ہمارا اللہ کہتے ہیں۔

”اگر اعتراض و اعتراض اہل فرقان ہوہ ہر ایشہ
شریعت فرقان در این نمود لیسہ نصیحتہ“ (اقتدار اللہ ص ۱۱۱)
ترجمہ۔ اگر اہل اسلام باب اور ہمارے ماننے سے
اعراض نہ کرتے اور ان پر اعتراض نہ کرتے تو اس دور
میں قرآنی شریعت ہرگز منسوخ نہ کی جاتی۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم حقیقتاً کامل اور
داعی شریعت ہے اس کو منسوخ قرار دینے کی کوئی وجہ نہ تھی۔
صرف مسلمانوں کے اعتراضات سے چڑ کر باہیں اور
ہائیوں نے اسے منسوخ قرار دینے کا دعویٰ کر دیا ہے۔

پنجم۔ (الف) جناب ہمارا اللہ نے آخری غر میں ایک خط میں لکھا ہے۔

اکیاہل توحید در اعصابہ اشیرہ بشریعت
انقراد بعد از حضرت قائم روح امیراہ خدا

عمل سے نمودند و بذیلش تثبیت، بنیادین حصین امر
متضعف نے شد و دلائل معمرہ خرابی کے گشت
بلکہ مدن و قری بظرا از امن و امان مزین دفاتر
(مقالہ سیاح مع اردو ترجمہ مشلا)

(سب) اگر اس آخری زمانہ میں اہل توحید حضرت خاتم النبیین
روح عالم نثار ہو ان پر کی وفات کے بعد ان
کی روشن شریعت پر عمل کرتے اور ان کے
دامن شریعت کو مضبوط پکڑے رہتے تو قلعہ دین
کی استحکم بنیاد ہرگز نہ ڈنگ لگائی اور بے بسائے شمر
کبھی ویران نہ ہوئے۔ بلکہ شہر اور گاؤں امن و
ان سے مزین اور کامیاب رہتے۔

(باب الحیاة مدلل)

اس میں جناب بہاء اللہ نے قرآن مجید کو شریعت غرا تسلیم کیا
ہے۔ معرف مسلمانوں کی بے عملی کا شکوہ کیا ہے۔ جناب بہاء
کی طرف سے یہ واضح اعتراف ہے کہ ان کے نزدیک بھی
قرآنی شریعت دائمی شریعت ہے۔

ششتم۔ جناب عبدالبہار کہتے ہیں:-

از جملہ برائے حضرت محمد قرآن است۔
کہ شخص اتنی وحی شہ۔ دیکھ معجزہ از معجزات

قرآن ایست کہ قرآن حکمت بالغہ است بشریعت
در نہایت اتقان کہ روح ان عمر بود تا میں فرماید:-
و از این گزشتہ مسائل تاریخیہ و مسائل ریاضیہ بیان
میںماید کہ مخالف قواعد فلکیہ آن زمان بود۔ بعد ثابت
شد کہ منطوق قرآن حق بود۔ در آن زمان قواعد فلکیہ
بطمیموس مسلم آفاق بود و کتاب بحسب اساس قواعد ریاضیہ
بین جمیع فلاسفہ و علم منطوقات قرآن مخالف آن قواعد
مسئلہ ریاضیہ۔ لہذا جمیع اعتراض کردہ کہ ان آیات قرآن
دلیل بر عدم اطلاع است۔ اما بعد از ہزار سال تحقیق
و تدقیق ریاضیوں اخیر واضح و مشہود شد کہ مرتب
قرآن مطابق واقع، و قواعد بطمیموس کہ نتیجہ افکار
ہزاران ریاضی و فلاسفہ یونان و رومان و ایران
بود باطل۔ مثلاً یک مسئلہ از مسائل ریاضیہ قرآن
ایست کہ تصریح بحرکت ارض نمود عدلے و قوت بطمیموس
ارض ساکن است۔ ریاضیوں قدیم آفتاب را حرکت فلکیہ
قائل، و قرآن حرکت شمس را محوریہ بیان فرمودہ و جمیع
اجسام فلکیہ و ارضیہ را متحرک دانستہ۔ لہذا اصول ریاضیوں
اخیر نہایت تحقیق و تدقیق در مسائل فلکیہ نمود نہایت محقق
شد کہ منطوق قرآن صحیح است و جمیع فلاسفہ و ریاضیوں

سلف پر خطا رفتہ بودند۔ حال پایدا نصاب داد کہ ہزاراں حکماء و فلاسفہ و ریاضیون الزام متدہ باوجود تدریس و تدریس در مسائل حکمیہ خطا نمایند و شخص امتیاز قابل مبالغہ بادیت العرب کہ اجماع ریاضی نشینہ بود باوجود آنکہ دو صحرا در وادی غیر ذی زرع نشو و نما نمودہ بحقیقت مسائل غلطہ فطریہ پر برد و جنس مشاکل ریاضیہ را حل فرماید پس بیج شہ نیست کہ ای قضیہ غارق العادۃ و بقوت وحی حاصل گشتہ برائے انانی شانی تر و کافی تر ممکن نیست و اس قابل انکار نہ و خطابات حضرت عبد الہام جلد ۱ ص ۸۵-۸۶-۸۷

اس عبارت میں بتایا گیا ہے کہ قرآنی بیانات اور اصول بہر حال درست ثابت ہوتے ہیں۔ بعض امور میں دنیا اور دنیا کے عالموں نے ہزار سال تک قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصولوں پر اعتراض کئے مگر آخر وہی حق ثابت ہوا جسے قرآن مجید نے بیان کیا تھا۔

پس جب ہزار سال کے بعد بھی بیانات قرآن کریم کی حقانیت اور صداقت پر دلائل ثابت نہ ہوئے ہیں تو کیا اس سے بڑھ کر کسی اور دلیل کی ضرورت ہے کہ قرآن کریم منسوخ نہیں بلکہ خدا کی زندہ کتاب ہے؟

ہفتم۔ ہوائی مونس مرزا جید کہتے ہیں:-

اور میان سائر مل جنیں شہرت دادند کہ پدید آمدنیہ انہا استقلال اطوار فرمودہ و تشریح شریعتیہ نمودہ بلکہ یہ اندوایا واقطاب بودہ و متابعت تشریح اسلام نمودہ بہا برادر عباس افندی نے تازہ پیش گرفتہ و شریعتیہ تائیس نمودہ۔ (الکواکب الذریۃ جلد ۲ ص ۳۱)

ترجمہ:- فرزندان بہاد اللہ (محمد علی و خیر) نے سب پہلی مذاہب کے اندر شہور گردیلے کہ ہمارے باپ (بہاد اللہ) نے مستقل مدعی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس نے انہی شریعت بنائی ہے۔ بلکہ وہ تو اولیاء اور اقطاب میں سے تھا اور ہمیشہ اسلامی شریعت کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ہمارے بھائی عباس افندی نے نیا ڈھونگ رچا دیا ہے اور شریعت جدیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔

ان حالات میں اور جناب بہاد اللہ کے اوپر والے حوالہ جات کی موجودگی میں ان کے بیٹوں کی یہ شہادت ضرور قابل توجہ ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آخر کار جناب بہاد اللہ کے دل میں ندامت اور توبہ پیدا ہوئی ہو۔ اور انہوں نے قرآن مجید کی منسوخی کے دعویٰ سے رجوع کر لیا ہو؟ تاہم یہ بہاد اللہ کے بیٹوں اور بھائیوں کا اندرونی معاملہ ہے ع

محاسب را درون خانہ چہ کار

ہشتم۔ جناب عبداللہ کی وفات ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو ہوئی ہے فحالت
سے تین دن پہلے انہیں نے حیفافلسطین کی مسجد میں جا کر جمعہ
کی نماز ادا کی ہے۔ حالانکہ بہائیوں کے ہاں جمعہ کی نماز موجود
نہیں ہے بلکہ ہمارے اللہ نے نمازِ اجتماعت سے منع کیا ہے لیکن
بائیں ہمہ اُن کا آخری ایام میں نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جانا ظاہر
کرتا ہے کہ شاید انہوں نے بھی دلی میں رجوع کیا ہو۔
نماز جمعہ کی ادائیگی معمولی بات نہیں ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے
کہ عمر جدید کے اردو ترجمہ میں تحریر ہے کہ اسے چھپانے کی
کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ انگریزی، عربی اور اردو حوالے آپ
کے سامنے ہیں۔
(۱) انگریزی الفاظ یہ ہیں۔

"On friday, November 25, 1921, he attend-
ed the noonday paryer at the Mosque in
Haifa."

(عمر جدید اور ہمارے اللہ انگریزی میں)

(۲) عربی ترجمہ میں لکھا ہے۔

فقی یوم الجمعة ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء
شہد صلوة الجمعة فی مسجد حیفاف (عربی عمر جدید میں)

(۳) اردو ترجمہ میں لکھا ہے۔
۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن دوپہر کو آپ
مسجد حیفاف کو گئے۔ (عمر جدید اردو میں)
نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم قرآنی شریعت کا حکم ہے جناب عبداللہ کا
مرنے سے پہلے اس حکم پر عمل پیرا ہونا صاف بتلاتا ہے کہ بہائیوں کے
سربراہوں کے دل بھی مانتے ہیں کہ قرآنی شریعت دائمی اور زندہ شریعت
ہے نجات پانے کے لئے اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ پنج ہے
وَبِمَا يَوْمُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَانُوا مُسْلِمِينَ۔
ہاں آخر میں آخری تمام جہت کے طور پر اہل ہمارے سامنے قرآن مجید
کے دائمی اور غیر منسوخ شریعت ہونے کے لئے ایک اور معیار پیش کرتا
ہوں اور وہ یہ کہ اہل ہمارے کو مسلم ہے۔

يقول المليك الرحمان في الفرقان وهو الذکر

المحفوظ والحقبة الباقية بين ملا الاكوان
فَتَعَسَّوْا اَلْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ مُدْعِيْنَ فَعَمَلُ تَمَتَّى
الموت برهاناً صادقاً۔ (مقالہ سماح میں)

ترجمہ۔ خدائے ملکہ درحمان نے قرآن مجید میں جو
نسل انسانی کے درمیان ہمیشہ الذکر المحفوظ اور الحقبة
الباقية ہے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو یہی
قرآن کریم نے مقابلہ موت کی تمنا یعنی دعوتِ ہمارے کو مستند

کا برہان قرار دیا ہے۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید محفوظ کتاب ہے اور ہمیشہ کے لئے جب تک یہ دنیا اور یہ کون و مکان موجود ہے حجّت باقیہ ہے۔ اس قرآن کریم نے صداقت کے پرکھنے کے لئے مبالغہ اور موت کا مٹا کا معیار مقرر فرمایا ہے۔ میں اہل بھاد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس معیار کے ذریعہ بھی اس عقیدہ کا فیصلہ کر لیں کہ آیا قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے یا وہ دائمی شریعت ہے؟ جماعت احمدیہ اپنے عقیدہ پر پورے یقین اور کامل بعیرت کے ساتھ قائم ہے۔ ہمارے بانی سلسلہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:-

”اب کوئی ایسی وحی یا الہام مجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور محمد اور کا فر ہے۔“ (ازالہ اداہم ص ۶۱)

اب آسان راہ ہے کہ اگر اہل بھاد سمجھتے ہیں اور اگر فی الواقع قرآن کریم منسوخ ہو چکا ہے تو اس کو شیریں پھل نہیں لگ سکتے۔ قرآن مجید کا دعویٰ ثبوتی اُکھلے کلّ حسین باذن ربّہما (اہل ایم) درست نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اہل بھاد کو چاہیئے کہ وہ اپنے زعم اور مشیوا کے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کی اس روحانی مقابلہ کی دعوت کو منظور کریں جسے میں ۱۹۴۲ء سے معین طور پر جناب شوقی اندی کے نام شائع کر چکا ہوں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

نے ۱۹۱۶ء میں شملہ کی بلند چوٹیوں سے اعلان فرمایا تھا کہ:-
”میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے منہ بچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آ کر تم سے مقابلہ کرے۔ مجھے چیلنج کرنے کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔“
اب کے چل کھڑا کیا:-

و ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ میں آنے سے ڈرتے ہیں ورنہ حق نہایت روشن طور پر کھل جاتا اگر اس مقابلہ کے لئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو انکو ایسی کشت نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کی جرأت ہی نہ رہے گی:-

(الفصل ۲۳، اکتوبر ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! اس چیلنج پر قریباً ربع صدی گزر چکی ہے مگر کسی مخالفین اسلام لیڈر کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ دعا کے مقابلہ کے میدان میں آئے۔ میں اب یہ چیلنج حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت سے خاص طور پر بھائیوں کے موجودہ زعم جناب شوقی اندی کے نام

شائع کرتا ہوں۔ اور یہ کتاب ان کو حقیقاً بھجوا رہا ہوں کیا وہ اس روحانی مقابلہ کی جرات کریں گے؟ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ جناب شوقی آفندہ کو اس کے لئے آمادہ کریں۔ در سالہ بہائی تحریک پر تبصرہ ص ۲۵۳

آج میں جناب شوقی آفندہ کے نام اس عظیم جلیق کی اشاعت (۱۹۹۲ء) کے چودہ برس بعد دوبارہ بہائی صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے مسئلہ معیار کے مطابق قرآن مجید کے عالمگیر اور دائمی شریعت ہونے کا فیصلہ کر لیں۔

کیا بہائی صاحبان اس دعوت کو سیدھے طور پر قبول کرینگے؟ وہی باید۔
واحد عوئنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

ابوالعطاء

بہائیوں کا مقالہ

قرآنی شریعت

اور
بہائیوں کی مزعومہ شریعت کا موازنہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ
وَلَعَلَّ يَجْعَلَ لَهُ عِوَجًا قِيمًا لِيُنْذِرَ نَاسًا
شَاقِينَ آمَنَ لَهُ وَبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ
يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا
مَّا كَشَيْنَ فِيهِ أَبْصَارَهُ (الحج: ۱-۳)

اگر ناسدے در جہاں این کلام : نہ مانده بدنیاز تو حید نام
جہاں بود افتادہ تاریک قرار : از روشد منور رُخ ہر دیار
(دو زمین فارسی)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
۱۸۵ رات کے مقالہ کا عنوان 'قرآنی شریعت اور بہائیوں کی

مذہبہ شریعت کا موازنہ ہے۔ یہ مقالہ ہمارے سلسلہ مقالات کا پانچواں مقالہ ہے اور آخری ہے۔

حضرات! قرآن مجید ایک تیرہ و تار یک دور میں نازل ہوا۔ ایک وحی اور درندہ صفت قوم کی اصلاح کے لئے اُترا۔ ہمارے سید مہدی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کلام خداوندی نازل ہوا۔ اس کی برکات اور اس کے انوار نے تاریک دلوں کو منور کرنا شروع کیا۔ اور اس کی تاثیرات سے عرب کی سرزمین آماجگاؤ و حانیت بننے لگی۔ یہاں اور وہاں اس مقدس کتاب کی روشنی پھیلنے لگی۔ قرآن مجید کی روحانی شعاعوں، اور حضرت سید الاولین و آخرین خیر البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دروہری دعاؤں اور پاک تاثیروں کا یہ اثر ہوا کہ عرب کے وحشی انسانیت کی تعلیمات سے آراستہ ہوتے لگے۔ وہ جو وحشی تھے انسان بنے۔ بااخلاق انسان بنے۔ باخدا انسان بنے۔ بلکہ باقی دنیا کے لئے خدا نما انسان بنے۔ وہ رب دن شراب کے نشے میں مخمور رہتے تھے ذکر خدا میں مشغول ہو گئے۔ وہ جو پتھروں اور درختوں کے پجاری تھے خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ یہ قرآن پاک کا ایک لاثانی معجزہ ہے جس کا ہر دوست و دشمن کو اثر ہے۔ بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں سترآن کریم کے پیش کردہ عقائد سے اتفاق نہیں، ہمیں اس کی پیش کردہ انبیاء و اطلاق کا ادراک نہیں لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہیں قرآن کریم کے ذریعے

عربی کی سرزمین میں ربیع صدی سے کم عرصہ کے اندر عظیم الشان اور بے نظیر انقلاب کے پیدا ہو جانے کا علم نہیں۔ یہ ایک تاریخی صداقت ہے۔ ایک مشہود و محسوس ماجرا ہے۔ یہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ بائبل میں اسی انقلاب و حانی کی ان الفاظ میں خبر دی گئی تھی:-

تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو۔ دیکھو میں ایک نئی چیز کروں گا۔ اب وہ نمود ہوگی۔ کیا تم اس پر ملاحظہ نہ کرو گے؟ میں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا۔ دشت کے بائیں گیدڑ اور شتر مرغ میری تعظیم کریں گے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کروں گا۔ کہ وہ میرے لوگوں کے، میرے برگزیدوں کے، پیئے کے لئے ہوں۔ میں نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا۔ وہ میری ستائش کریں گے۔ (یسعیاہ ۴۰: ۵-۶)

دیر عظیم الشان اور بے نظیر تاریخی انقلاب کیا ہے؟ حالی مرحوم نے خوب فرمایا ہے:-

وہ بجلی کا کرہ کا تھا یا صوتِ مادی

عرب کی زمین جس نے یکسر بلا دی

پس قرآن مجید کی قوتِ قدسیہ ایک آزمودہ حقیقت ہے قرآن مجید کی روحانی شعاعیں دنیا کو منور کر چکی ہیں اور آج بھی کر رہی ہیں

ہیں۔ قرآنی علوم و معارف کے اس بحرِ ذخار کا تجزیہ ہو چکا ہے۔ قرآنی شریعت کی جامعیت اور پاکیزہ تاثیرات ساری قوموں میں اور صدیوں تک مشاہدہ کی جا چکی ہیں اور آج بھی اسی کی برکات اور اسی کے بھیت سے ایک عالمِ زندہ ہو رہا ہے۔

معزز حضرات! ایک طرف یہ مقدس کتاب ہے جسے قرآن کہتے ہیں جس کے متعلق اسلام کے بدترین دشمنوں کو بھی اعتراف ہے کہ دنیا میں ساری کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی یہ کتاب ہے۔ ہر مسلمان گھر نہ میں اس کی تلاوت ہوتی ہے ہر نمازی ہر مسجد میں اسکی آیات پڑھتا ہے مسلمانوں کی ہر عدالت اور ہر مجلس میں قرآن مجید کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو یہ عالمی شان اور جامع شریعت ہے اور دوسری طرف ایران کے ایک شخص نے اپنا وقت گزارنے کے لئے بطور مشغلہ جبکہ عثمانی حکومت کی ہتھکڑی کردہ سہولتوں میں کامل فارغ البالی اور بے فکری سے دن گزارتے تھے اور انہیں اور کوئی کام نہ تھا الواح انارک کھینچا لیا اور اپنے منتشر خیالات پر مشتمل چند اوراق لکھ کر کٹا شروع کر دیا کہ یہ اقدس ہے اور یہ قرآن پاک کے مقابلہ پر اس کی نایم شریعت ہے۔ (نعود باللہ من ہذا الخرافات)

ہم آج بادلِ ناخستہ جنابِ ہمارا اللہ کی لکھی ہوئی شریعتِ اقدس کا قرآن پاک سے سرسری موازنہ کرنے لگے ہیں۔ وجہ انی طور پر اس موازنہ کی کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔ کیونکہ اقدس کی کوئی ایک بات بھی تو قرآن مجید

نے لکھا نہیں کھا سکتی۔ اور کسی پہلو سے اُسے قرآن مجید سے کوئی نسبت حاصل نہیں ہے۔ نہ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت میں، نہ علوم و چٹائیوں کے بیان میں، نہ اخلاقی تعلیمات کے ذکر میں نہ اصولِ جہانانی و قوانین حکمرانی کے سلسلہ میں، نہ تمدنی و معاشرتی ہدایات و تعلیمات کے ذکر میں، اور نہ اقتصادی قواعد و ضوابط کے بیان میں۔ غرض شریعت کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس میں بہائیوں کی اقدس کو قرآن مجید سے کوئی مشابہت حاصل ہو۔

آپ اگر ان سارے پہلوؤں کو نظر انداز بھی فرمادیں تب بھی بہائیوں کی اقدس تو اپنی اشاعت کے لحاظ سے بھی قابلِ ذکر نہیں ہے کہتے ہیں کہ وہ قریناً اسی برس سے مدون ہے۔ مگر ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ آج تک اسے اس کے ماننے والوں نے ایک دفعہ بھی زیرِ طباعت سے آراستہ نہیں کیا۔ بہائی صاحبان ادھر ادھر کی بیسوں کتابیں اور سائے شائع کرتے رہتے ہیں۔ سفر نامے چھپواتے رہتے ہیں۔ مگر آج تک انہوں نے طبع نہیں کیا تو اقدس کو۔ اس کو آج تک صرف اس کے نہ ماننے والوں نے ہی ایک ادھ مرتبہ چھاپا ہے۔ تاکہ لوگوں کو خفیہ بہائی مذہب کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ ورنہ اس کتاب کو تریاقِ اکبر کہنے والے بہائیوں کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ اسے طبع کر کے دنیا کے سامنے اپنی شریعت کے طور پر پیش کر سکیں۔ جس جن (۱۹۳۱ء - ۱۹۳۶ء) فلسطین میں تھا تو میں نے بڑی کوشش سے عراق سے اقدس کا ایک نسخہ

حاصل کیا۔ اور پھر ۱۹۴۳ء میں اپنی کتاب بھائی تحریک پر تبصرہ "میں من و عن شائع کر دیا۔ ورنہ کسی بزمِ خود محفل ملی بھائی" کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اقدس کو اپنی طرف سے شائع کرتی۔ بھائیوں کے زعمِ جناب عبد البہاء نے بھائیوں کو اقدس کے شائع کرنے سے منع کر رکھا ہے۔

(جواب نامہ بحیثیت لائٹنی مطبوعہ مصر) ع

آخر کچھ تو ہے جس کی راز داری ہے!

حضرات! ایک طرف یہ بھائیوں کی اقدس ہے۔ اور دوسری طرف خدا کا کلامِ عظیم ہے۔ درحقیقت تو ان میں موازنہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر آج ہم اس موازنہ کو بعض بھائیوں پر اتمامِ حجت کی خاطر بطور ایک مقالہ پیش کرتے ہیں۔ ایک شاعرِ عمومی رنگ میں لکھا ہے۔

تا بجا شد در مقابلِ رُوئے مکروہ و سیاہ

کس چہ دانستے جمالی شاید کلفِ ام را

اس موازنہ کے ذکر سے قبل یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ کہ بھائی تحریک کے بانی جناب علی محمد باب کے گرفتار ہونے پر بھائیوں نے اپنی بددشمت کا نفرنس میں قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیکر نئی شریعت بنانے کی تجویز پاس کی تھی۔ اس تجویز کے بانی بھائی مرزا حسین علی نوری یعنی جناب بہاء اللہ اور جناب قرۃ العین وغیرہ چند اشخاص تھے۔ اس تجویز پر جناب باب نے قلعہ ماکو میں بیٹھے ہوئے قرآن مجید کے مقابلہ پر ایک

شریعت تیار کرنا شروع کر دی جس کا نام انہوں نے البیان تجویز کیا۔ وہ اپنے اعلان کے مطابق اس کتاب کے انیس حصے مرتب نہ کر سکے۔ ابھی قیام ساڑھے آٹھ حصے یعنی نصف کتاب سے بھی کم لکھ سکے تھے۔ کوئی قتل کر دیئے گئے۔ ہم ابھی آپ کے سامنے باب کی نوشتہ شریعت البیان کے چند احکام ذکر کریں گے۔ باب کے قتل کئے جانے کے بعد اس تحریک کے افراد دو حصوں میں بٹ گئے۔ کچھ تو میرزا یحییٰ الملقب صبحِ ازل کے تابع ہو گئے اور ازل کی کھلائے۔ اور کچھ مرزا حسین علی نوری الملقب بہاء اللہ کے ساتھ ہو گئے اور بھائی کھلائے۔ ان کچھ ایسے بھی تھے اور آج تک ہیں جو بابی کے بابی ہی رہے۔ صبحِ ازل اور بہاء اللہ نے اپنے اپنے مریدوں کی درخواستوں پر اپنی اپنی جگہ پر یعنی قبرص میں اور حکم میں بیٹھے بیٹھے البیان کی بجائے ایک ایک نئی شریعت ایجاد کرنے کی کوشش کی۔ صبحِ ازل نے "المستقیق" نامی کتاب لکھی اور راستہ البیان کا نسخہ بھڑایا۔ اور بہاء اللہ نے "الاقدا" نامی کتاب مرتب کی اور اسے البیان کا نسخہ قرار دیا۔ بہاء اللہ کے بھائی اور بہن ان سے علیحدہ رہے اور وہ ان کی تحریک میں شامل نہ ہوئے۔ بلکہ ان میں باہم مقدمہ بازی ہوتی رہی۔ اور باہمی شدید عداوت رہی۔ پس باقیوں ازلوں اور بھائیوں نے اس ممدی میں قرآن کو منسوخ کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے بن شریعتیں تجویز کی ہیں جو خطی ذی ثلاث شعب لا ظلیل ولا یبغی من اللہ صحتی کا مصداق ہیں۔

ہمایتوں کے نزدیک اب صرف کتاب اقدس ہی شریعت ہے اور اس کے سوا دنیا میں کوئی شریعت نافذ اور ثمرات نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ باقی شریعت کے موازنہ سے بیشتر البیان کے چند احکام بطور نمونہ درج کر دیں۔ کیونکہ در اصل البیان ہی وہ بیج ہے جس سے لا قدری لاشجرہ غیر طیبہ پیدا شدہ قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ احکام بطور نمونہ یہ ہیں:-

(۱) باب نے لکھا ہے:-

“لا يجوز التدریس فی کتب غیر البیان الا اذا اُنشئ فیہ متاعلتی بعلم الکلام وان متاعل اخترع من المنطق والاصول وغیرہا لم یؤذن لاحد من المؤمنین۔ (راجعہ باب ۱۰)

کہ البیان کے سوا کسی کتاب کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہیں۔ سوائے اس کے کہ علم کلام کی کوئی کتاب ہو۔ منطق اور اصول وغیرہ کی کتابوں کے پڑھنے کی کسی مومن کو اجازت نہیں ہے۔

(۲) باب نے کہا ہے:-

“الباب السادس من الواحد السادس فی حکم بعد الکتب کلھا الا ما اُنشئت او تَنشَأ فی ذلک الامر“ کہ یہ چھٹا باب اس بارے میں ہے کہ سوائے باقی کتابوں کے سب کتابوں کے مشائخہ لا حکم دیا جاتا ہے:-

(۳) باقی شریعت میں ان تمام لوگوں کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا جو باب پر ایمان نہیں لائے تھے۔ جناب عبداللہ لکھتے ہیں:-
”در يوم طهر حضرت اعلیٰ منطوق بیان حربہ احناف و حرق کتب و ادراک و ہدم بقاع و قتل عام آل اس آمن و صدق بود“ (مکاتیب عبداللہ جلد ۲ ص ۲۷۷)
کہ باب کے طور کے وقت یہ حکم تھا کہ کتابیں اور ادراک جلادیں جائیں اور مغانین کے مقامات گرا دیں جائیں اور باب پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی سب لوگوں کا قتل نام کیا جائے۔

(۴) باب نے البیان میں لکھا ہے:-

”کل من یدخل فی ذلک الدین فاذا یطهر وکل ما نُسب الیہ ثم ما نزل من ایادی غیر اهل ذلک الدین الی اهل الدین فان قطع النسبة عنهم واثبات النسبة الیہم یطہرو۔ آگے چل کر اسی حکم کی تشریح میں کہتے ہیں:-

”اگر یوں ہزار مرتبہ در بھر داخل شریعت و خارج شریعت حکم طہارت جسدی نہ شود۔ (باب ۱۰ - واحد ۲)

گویا باقی بابیت میں داخل ہوتے ہی پاک ہو جاتا ہے۔ اہل طہارت منسوب ہونے والی ہر چیز پاک ہو جاتی ہے۔

لیکن خیر بانی کا یہ حال ہے کہ وہ اگر بزار مرتبہ بھی سمندر میں ڈرانہ
غفل کرے تب بھی اسے جہانی طہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۵) باب نے اپنی کتاب البیان کے پانچویں و احد کا پانچواں باب بایں
عنوان شروع کیا ہے:-

’الباب الخامس من الواحد الخامس فی بیان
حکم اخذ اموال الدین لایدینون بالبیان
وحکم ردہ ان دخلوا فی الدین الا فی البلاء
الآتی لایمکن الاخذ‘

کہ اس باب میں یہ حکم بیان کیا جائے گا۔ کہ جو لوگ البیان
کو نہیں ملتے ان کے اموال چھین لئے جائیں۔ سوائے ایسے
علاقوں کے جہاں پھینڈنا ممکن نہ ہو۔ ہاں اگر بعد ازاں
وہ باہمیت میں داخل ہو جائیں تو ان کے مال واپس
دیئے جا سکتے ہیں۔

(۶) بانی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص ایک تو مشغال ہونے کی
قیمت کا مالک ہو اس پر فرض ہے کہ آمیس مشغال سونا باب اور
اس کے اٹھارہ مریدوں (حروف الحکمیہ) کو دے۔ اگر یہ مرچے ہوں
تو وہ سونا ان کی اولاد کو دیا جائے۔ (واحد باب)

نیز بانی قلائد ہے کہ ہر چیز کا اعلیٰٰ جز باب کے لئے، اور
درجہ بانی اس کے خاص اصحاب کے لئے اور ذاتی درجہ عام مخلوق

کے لئے ہو گا۔ (واحد باب)

(۷) باب نے لکھا ہے:-

’قد فرض علی کل ملک یبعث فی دین البیان
ان لایجعل احد علی ارض متین لم یبدن
بذلک الدین وكذلك فرض علی القاس
کلهم اجمعون الا من یتجر تجارة کلیة
ینتفع بہ القاس‘ (واحد باب)

کہ ہر بانی بادشاہ کا فرض ہے کہ اپنے ملک میں کسی غیر بانی
کو نہ رہنے دے۔ یہ امر تمام بانیوں پر بھی فرض ہے۔ ہاں
ایک شخص کو اجازت ہو سکتی ہے جو عام نفع کی بنیاد پر رہے۔

(۸) بانی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص باب یا اسکے بعد بانی ہو غور
کو رنج پہنچائے اس کو قتل کر دینا عین فرض ہے۔ اس کے قتل کے لئے
ہر ممکن حیل اختیار کرنا چاہیئے۔ (البیان واحد باب)

(۹) باب نے حکم دیا تھا کہ بانی لوگ ہمیشہ کرسی یا چار پاؤں پر بیٹھا
کریں۔ اس حکم کی حکمت باب نے یہ بتائی ہے کہ اس طرح
بازار کی عمریں دراز ہوں گی۔ کیونکہ کرسی وغیرہ پر بیٹھنے کا زمانہ ٹرسٹا

لے ہم صبح نفل کے ذکر واد ہیں۔ اصل کتاب میں الفاظ کے غلط ہونے
کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔ (ابوالعطاء)

نہ ہوگا۔ باب کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:-

”دوست مہدار و خداوند کہ در حال اہل بیانی را ہر فوق
سریر یا عرش یا کہ سی نشیند کہ آن وقت از عمر او محسوب
نہ گردد“ (رواحۃ باب)

(۱۰) جناب باب لکھتے ہیں:-

”الباب الثامن من الواحد التاسع فی حرمة
التزایق والسکرات والدواعی مطلق“

یعنی بالی مذہب میں جس طرح نشہ آور اشیا حرام
ہیں اسی طرح تزایق اور ادویہ کا استعمال بھی حرام ہے۔

معزز حاضرین! ہم نے یہ دنس احکام بالی شریعت میں سے بطور غور و
ذکر کئے ہیں ورنہ یہ شریعت ساری کی ساری اسی گئی اور اسلوب پر مرتب
کی گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ باب کی یہ تعلیم ملک و قوم کے لئے تب ہی کا پیغام
ہے۔ بالی اور بہائی کہنے کو کہتے ہیں کہ باب کو حکومت ایران نے قتل
کر کے بے انصافی کی ہے۔ مگر وہ اتنا تو سوچیں کہ جو شخص اپنے جاہل والد
آن پڑھ عام مریدوں کو اس قسم کے احکام دیکھا وہ ملک کے امن کے لئے
شدید ترین خطرہ نہیں؟ بالخصوص جبکہ اس کی تعلیم کے نتیجہ میں ملک عملی طور
پر فساد کا گوارہ بن گیا ہو اور چاروں طرف خونریزی شروع ہو۔ اندر لیا
حالات حکومت ایران اپنے اقدام میں معذور نظر آتی ہے۔
حضرات! ہم عرض کر چکے ہیں کہ باب کے قتل کے بعد صبح ازل اللہ

بہاء اللہ نے علیحدہ علیحدہ شریعت مرتب کی ہے آیت اب بہائیوں کی مرتبہ
شریعت کا جائزہ لیں اور قرآن مجید کے مقابلہ میں اسے رکھیں۔

یاد رہے کہ تیرہ صدیاں گذریں کہ حبیب خدا کے ذوالجلال نے قرآن مجید
کو مکمل شریعت، افصح کتاب اور ساری نسل انسانی کے لئے بہترین
و بتور العمل کے طور پر نازل فرمایا تھا۔ ساتھ ہی اپنے اس زندہ جاوید
کلام کے متعلق اس قادر مطلق نے اعلان کر دیا کہ:-

قُلْ لِّسْنِیْ اِجْتَمَعَتْ الْاِنْسُ وَالْجَنُّ عَلٰی اَنْ
یَاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ کَانَ یَبْطِغُہُمْ لَیَعْنُنَّ طٰہِرٌ رَّاهُ (الاسراء: ۸۸)
اگر سب انسان خود دو کلاں مشرقی و مغربی مل کر بھی اس
کی نظیر بنا نا چاہیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے؟

اس تحدی اور چیلنج کی وجہ اگلی آیت میں یوں بیان فرمائی:-

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا لُفُوْا وَاہ
کہ ہم نے اس قرآن میں سب انسانوں کی تمام ضروریات
کے لئے اعلیٰ تعلیمات و وضاحت ذکر کر دی ہیں۔ اب اس
شریعت سے اعراض یا انکار عن کفران نعمت ہے جس میں

بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔

قرآن مجید کا چیلنج اس کی بے نظیر وضاحت و ہدایت، اسکے عظیم المثال

کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہماری یہ رائے مبالغہ یا خوش اعتقاد پر مبنی نہیں۔ بلکہ
مٹوس تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے اللہ کے بیٹے بھی اس
حقیقت سے آگاہ تھے۔ اور وہ اپنے عمل سے اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔
چنانچہ مرزا محمد علی وغیرہ کے متعلق بھائی تارخ میں لکھا ہے:-

”در میان سائر مل جنین شہرت دادند کہ پدید باد اعیانہ بلا استقلال
انوار نمودہ و تشریح شریعت نمودہ بلکہ یکے از ادلیاء و اقطاب
بودہ و متابعت بشرع اسلام بودہ۔ اما برادر یا خباس
افندی خن تا نہ پیش گرفتہ و شرع جدید تاسیس نمود۔
(الکواکب فادری جلد ۲ ص ۳۱)

”ترجمہ:- فرزند ان بھاء اللہ (مرزا محمد علی وغیرہ) نے سب اہل
مذہب کے اندر مشہور کر دیا ہے کہ ہمارے باپ نے مستقل مدعی
ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس نے نئی شریعت بنائی ہے
بلکہ وہ نوادلیاء اور اقطاب ہیں سے تھا۔ وہ ہمیشہ اسلامی
شریعت کی پیروی کرتا رہا۔ مگر ہمارے بھائی خباس افندی نے
نیا ڈھونگ رچا دیا ہے اور شریعت جدیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔“

اس سے ثابت ہے کہ خباس افندی کے علاوہ باقی سب بیٹے بھاء اللہ کو
شریعت اسلامی کا تابع ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انہوں نے کوئی نئی شریعت نہیں
بنائی جس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے نزدیک ”اقدس“ اس قابل نہ تھی کہ اسے
قرآن مجید کے مقابل پر رکھا جاسکے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں اپنے دوران قیام

فصلین میں انجیم السید محمدی الدین الحسینی اور السید رشدی افندی کی محبت
نہیں تھی۔ میں جناب مرزا محمد علی صاحب سے ملا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ میں تو
اسلام کے مطابق پانچ ہی نمازیں پڑھا کرتا ہوں۔

باقی رہے جناب عبدالہماد عباس افندی سوانہوں نے ص ۳۳ پر لکھا ہے
”ایک حکم دیکھو کہ اقدس“ کی اشاعت جائز نہیں و جواب نامہ جمعیت لاہوری
بتا دیا کہ ان کا دل بھی مانتا ہے کہ یہ مجموعہ اس قابل نہیں کہ اسے قرآن پاک
کے مقابل رکھا جاسکے۔

حضرات اہل بھائی شریعت میں حصوں پر منقسم ہے۔ اذلی وہ امور جن کا
تعلق ابتدائی تہذیب سے ہے اور جن پر دنیا کا ہر عقیدہ انسان پر بیشتر ان میں
ہی عمل کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ ناخن اتارنے چاہئیں یا کرسی چار پائی پر بیٹھنے
سے آرام حاصل ہوتا ہے۔ نہانا چاہیے۔ کپڑے صاف ہونے چاہئیں وغیرہ
اس قسم کے امور کی تفصیلات میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان اتنا
ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس پہلو سے بھی بھائی شریعت ناقص ہے۔ اور جو
جدت بھی اس لحاظ سے اختیار کی گئی ہے وہ ناپسندیدہ اور بھونڈی ہے۔
اس مجموعہ شریعت اقدس پر مجموعی نظر ڈالنے والا ہر انسان اس کا اندازہ کر سکتا
ہے۔

دوم۔ وہ باتیں جو جناب ہمد اللہ نے لفظاً اور معنیاً قرآن مجید سے
نقل کی ہیں۔ ان میں ہمد اللہ نے اپنی عقل سے جو ترمیم یا تبدیلی کی ہے اس
نے ان باتوں کی شکل مسخ کر دی ہے ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ

ہواء اللہ نے صفات باری تعالیٰ کو بے موقع اور بے محل استعمال کیا ہے۔
مضمون کلام اور مذکورہ صفت الہی میں مبادیات کوئی تناسب موجود نہیں
جس کا اندازہ ہر صاحب ذوق انسان خود کر سکتا ہے۔ عبارتیں صاف تباہ
رہی ہیں کہ محض قرآن مجید سے اختلاف کی خاطر ان میں تبدیلی کی گئی ہے۔
سوئم۔ تیسرا حصہ وہ ہے جو غاص طور پر بہائی شریعت کا امتیازی
حصہ ہے اس میں صرف چند احکام شامل ہیں۔

ہر حصہ حصص میں پھر ایک رنگ بہائیت کا موجود ہے اس لئے میرے
نزدیک بہائی شریعت کے موازنہ کا بہترین طریق یہ ہے کہ ذیل میں ہم بہائی
شریعت کی ان خصوصیات کو ذکر کریں جو ان تینوں اقسام سے متعلق ہیں۔
ان پر سرسری نظر سے ہی اس خود ساختہ شریعت کا حق و قبح پرکھا جاسکتا ہے۔
اس جگہ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ ابھی تک بہائیوں کی شریعت
جاری نہیں، ان کا بہت العدل قائم نہیں ہے۔ سو سال کے قریب گذر چکا
ہے۔ ابھی نامعلوم کب تک یہ شریعت بہائیوں کی طرف سے شائع نہ ہوگی۔
بنایا جائے کہ اس عرصہ میں کونسی شریعت پر عمل ہے؟

بہائی خصوصیت (۱) بہائی شریعت کے مطابق امور سیاسی سے مذہب
کا کوئی تعلق نہیں۔ لہذا سیاست یا تدبیر ملکی
کے متعلق بہائی شریعت کوئی قانون بیان نہیں کرتی۔ ہواء اللہ لکھتے ہیں:-

”تَاللّٰہِ لَا نَرِیدُ اَنْ نَتَصَرَّفَ فِی مَمَالِکِکُمْ بِل
جُنَاتِنَا نَتَصَرَّفَ الْقُلُوبُ“ (افدس ۷۷)

عبدالہواء اس کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:-
”دین ابداً در امور سیاسی علاقہ و دخلے ندارد زیرا دین
تعلق با روح و وجدان دارد“ (خطبات جلد ۱ ص ۱۷۱)
کہ دین کا سیاسی امور میں قطعاً دخل نہیں دین کا صرف
روح اور وجدان سے واسطہ ہے۔“

گویا بہائی شریعت اصول حکمرانی اور قانون سیاست و تدبیر مملکت
کے قواعد سے سراسر عاری ہے۔ کیا کامل دین کی یہی شان ہوا کرتی ہے؟
اس کے مقابل پر قرآن مجید ملکی سیاست اور قانون حکمرانی کے واضح
اصول بیان کرتا ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت بہائی شریعت میں سب چیزیں کو پاک قرار
دیا گیا ہے ملاحظہ ہوا فدس ۱۶۱-۱۶۲

اسلئے بہائی شریعت میں سو رکعت کی صریح نہیں ہے۔ علی محمد باب نے
تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا تھا (الرسالۃ التاسع عشریہ ص ۱۷۱) مگر ہواء اللہ
نے خود تباہ کن نوشی کی ہے۔ عرض ہواء اللہ نے تذکرۃ الصلحہ اصل کی بناء
پر بہائی شریعت کا حلت و حرمت ماکولات میں بھی کوئی دخل نہیں ہے۔
چنانچہ جناب عبدالہواء کے بیان سے اس کی تصریح ہو گئی ہے۔ لکھا ہے:-

”دوستانِ غربِ زمین گردند در خدمتِ غذا با حیا و امریکہ
و متور لعل غنایت شود۔ فرمودند ما داخلہ در طعامِ جمائی
و اینانے کلیم، داخلہ ما در طعامِ زمین از است“

ترجمہ ۱۔ مغربی دوستوں نے عرض کیا کہ امریکہ کے بھائیوں کو غذا کے بارے میں دستور العمل عنایت فرمایا جائے عبد البہار نے کہا کہ جہانی کھانے میں جہار کوئی دخل نہیں جو چاہو کھاؤ ہم صرف دعائی غذا میں مداخلت کرتے ہیں؟

قرآن پاک فرماتا ہے: ۱۔ لَیَّاٰئِہَا الرَّسُلُ کُلُّوْا مِنْ الطَّیِّبَاتِ وَ اَعْمَلُوْا اَصْلَاحًا (المؤمنون) اسے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال سجالاؤ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غذا کا اثر انسان کے اعمال پر پڑتا ہے اور طبی طور پر بھی یہی ثابت ہے مگر بھائی شریعت کہتی ہے کہ طعام جہانی پر کوئی پابندی نہیں۔ یا للہب!

(۲) تیسری خصوصیت | بھائی شریعت میں منی کے پانی کو پاک قرار دیا گیا ہے (اقدس ۱۵۵) گویا اب نہ میاں بیوی پر غسل فرض ہے اور نہ اس سے وضو ٹوٹے گا۔ اور نہ پکڑوں کو منی کے قطرات سے پاک کرنا ضروری ہے۔ بھائی شریعت کا یہ عجیب غریب حکم انسانی عقل کے سراسر مخالف ہے۔

(۳) چوتھی خصوصیت | ذیبت و زینت کے متعلق بھائی شریعت میں (اقدس ۱۶۲) لباس کے بارے میں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ (۱۶۳) داڑھی رکھنے، ترشوانے یا کٹوانے کے متعلق سب قیود سے آزاد کیا گیا ہے (۱۶۴) البتہ سر منڈوانے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں

کیونکہ سر کے بال زینت ہیں (۱۶۵) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی اجازت ہے (۱۶۶) لیکن یہ اجازت نہیں ہے کہ گھر کی زینت کے لئے مکان میں فوٹو رکھ لئے جائیں۔ (۱۶۷)

پریشم دسونے کے استعمال کی قردوں کو طہقین، اور فوٹوؤں کے محض بطور زینت رکھنے سے اجتناب کا حکم کس حکمت کی بناء پر ہے؟ سر کے لمبے بالوں کو موجب زینت قرار دینا اور داڑھی کے متعلق کچھ تصریح نہ کرنا کیوں ہے؟ اس سے ظاہر ہے کہ جناب ہمارا اللہ انسانی فطرت کا لحاظ کئے بغیر جو ان کے دل میں آتا تھا اُسے شریعت کے نام سے اپنی کتاب میں درج کیا کرتے تھے۔

(۵) پانچویں خصوصیت | نظافت اور صفائی کے لحاظ سے ایک طرف کریم دوسری طرف یہ کہا ہے کہ بغتہ میں ایک مرتبہ سالے بدن کا غسل کیا کرو۔ (۲۲۸) اور موسم سرما میں تین دنوں میں صرف ایک دفعہ اور موسم گرما میں ہر روز صرف ایک مرتبہ پاؤں دھونے کا حکم ہے (۲۳۳)

کجا اسلام کا روزانہ ہر نماز کے لئے وضو کا حکم اور کجا بھائی شریعت کا یہ عجیب قاعدہ بجلی انسان کو غسل کے متعلق کر کے یہ حکم دینا اور ان میں کوئی توازن بخونا نہ رکھنا کس قدر عبید از عقل ہے۔ بھلا آٹنا تو سوچتے کہ ایک دفعہ بغتہ میں نہانے یا نہ نہانے کی پابندی کی ضرورت کیا تھی؟

(۶) چھٹی خصوصیت | بھائی شریعت میں صرف باپ کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام لکھا ہے باقی کسی عورت سے نہ

نکاح کی حرمت کا ذکر موجود نہیں! اقدس میں لکھا ہے:-

”قد حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اَزْوَاجَ اَبَائِکُمْ اَنَّا نَسْتَحِی
اَنْ نَذْکُرَ حَکْمَ الْغُلَامَانِ“ (۲۳۵)

کہ تم پر اپنے باپوں کی بیویاں حرام کی گئی ہیں۔ ہمیں شرم
آتی ہے کہ لڑکوں کے بارے میں حکم کا ذکر کریں:-

بھائی شریعت حرمت وغیرہ کے ذکر کے اعتبار سے انسانی رواج کی پے پی
کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کیا اس طریق سے بھاء اللہ نے ایران کے بعض ان
پرانے فرقوں کی تعلیم کا احیاء تو نہیں کیا جو لڑکی اور بہن تک سے تعلقات
نجسیت کے قائل تھے؟ حکم الغلمان کے عدم ذکر کا بھی عجیب غریب بیان کیا
ہے۔ قرآن مجید اپنی دیگر تعلیمات کی طرح حرمت نکاح کے بیان کرنے
میں بھی ہر طرح سے جامع اور مکمل ہے۔

(۷) ساتویں خصوصیت | جناب بھاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ ایتاکم
اَنْ تَجَاوَزُوا عَنْ الْاَسْتِیْنِ (۲۳۶)

کہ دو بیویوں سے زیادہ نکاح میں مت لاؤ۔ اس میں جناب بھاء اللہ نے
دو بیویوں تک بغیر کسی قید و شرط کے اجازت دی ہے؟ خود جناب
بھاء اللہ کی تین بیویاں تھیں۔ جیسا کہ ہم تحریر ایک بہائیت کی تاریخ والے
مقالہ میں بتا چکے ہیں، جناب عبدالبہاء نے مغربی ممالک میں جا کر بہائیت

کی تعلیم میں بیان کی ہے کہ صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ اسی بناء
پر عصر جدید مصلحان میں لکھا ہے:-

”اِنَّ الْبِهَائِیَّةَ تَنْهٰی عَنْ تَعْدُدِ الْاَزْوَاجِ“
کہ بہائیت تعدد ازواج کو منع قرار دیتی ہے۔
بھائی مروج لکھتا ہے:-

”بایدہ انتست کہ تعدد زوجات در امر بھائی مطلوب
نیستند۔ و اگرچہ تا دو ازواج برائے ہر مرد در کتاب
اقدس تحریر شدہ و لے عقیدہ بدالت است و حضرت عبدالبہاء
کہ مبین کتاب است فرمودہ کہ چون عداقت مرد و نسبت بدو
نوجہ امر محال است لہذا او فی قناعت بر احدہ است۔“
ترجمہ:- جانتا چاہیے کہ بھائی ازم میں تعدد زوجات مطلوب
نہیں۔ اگرچہ کتاب اقدس میں ہر مرد کے لئے دو بیویوں تک کی
اجازت ہے مگر وہ عدل کے ساتھ عقیدہ ہے اور عبدالبہاء نے
جو کتاب کی تفسیر فرمائی ہے۔ کہا ہے کہ چونکہ مرد کا وہ بیویوں
میں عدل کرنا محال ہے اسلئے ایک ہی قناعت کرنا درست ہے:-

اس بیان میں مرد عبدالحسین صاحب نے یہ صریح لکھا بھائی کی ہے کہ اقدس
میں دو بیویوں کی اجازت عدل کی شرط سے مشروط ہے۔ اقدس کی عبارت
آپ کے سامنے ہے اس میں ہمیں یہ شرط موجود نہیں۔
جناب عبدالبہاء اقدس کی سند یہ کہ اگر کہ نہایت مرد نسبت۔ چود زوہد

اندریں حالات ہمارا یہ کسنا بالکل درست ہے کہ بھائی شریعتِ موم کی ناک ہے جسے جناب عبداللہ داد اور ان کے صاحبی زمانہ کی روش کے مطابق بنانے کی فاکم کو شش کرتے ہیں۔ یہ بات بھائی ازم کی خصوصیت ہے۔ کہ جناب جبار اللہ کے تو انہیں کو توڑنے کے لئے ان کا بیٹا کھڑا ہوا ہے۔ نور اس نے بولا ان کے بنائے ہوئے قاعدوں کو دیکھا ہے۔

قرآن مجید نے عمل کی مشروط اور پابندی کے ساتھ تعدد زوجات و چار
نساء کی اجازت دی ہے اور اس کی حکمت یوں بیان فرمائی ہے۔ جناب
ہمارا اللہ نے محض قرآن مجید سے اختلاف کی خاطر فانی کھو ا مآلات
رکھ من القساء مثنی و ثلاث و ربیع کے خلاف ایتا کہ
ان تمبار زدا عن الامستین کہہ دیا تھا جسے ان کے پیچھے تبدیل
کر دیا۔

(۸) استغویٰ خصوصیت بہائی شریعت میں عفت و عسکت کی حفاظت کے لئے کوئی معقول قواعد موجود نہیں ہیں۔

بکر برگس ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ جناب ہماہم اللہ نے انسانیت اور شرافت کے اس سب سے قیمتی موتی کے ساتھ صاحب اختیار کیا ہے۔ ایمت اور بہائیت، غر توں کے غیر محرم فردوں سے پردہ کی

قرۃ العین نے خراسان میں جس بے پروگی کا آغاز کیا تھا وہ باپ کی
بہائی حمزہ زوں کا طغرائے امتیاز ہے جس طرح قرآن حکیم نے مومنوں
اور مومنات کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرموں کے دیکھنے سے انکھیں نہ کھلیں
ایسا کوئی حکم بہائی شریعت میں پایا نہیں جاتا۔ جناب آپ نے حکم دیا تھا کہ
صورتِ نوجوان لڑکے اور لڑکی کی وضاحت سے نکاح ہو جائے۔ جناب
بہاد اللہ نے اس میں اتنی ترمیم کی ہے کہ جب پہلے لڑکا اور لڑکی آزاد و
پر رخصت ہو جائیں۔ تو پھر بعد ازاں نکاح ماں باپ کی اجازت پر موقوف
ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ترمیم سے طے ناک آزادی تو بات دہی رہی۔ صرف
ماں باپ کی پوزیشن کو نازک بنا دیا گیا ہے کیونکہ اگر لڑکے اور لڑکی کے
کے بعد وہ اجازت نہ دینا چاہیں تو اور مصیبت پڑے گی۔ علاوہ انہی جناب
بہاد اللہ نے اس جگہ ایک اور حکم دیا ہے۔ نکاح کے مہیاں پر لکھتے ہیں۔

”ومن اتخذ بكرة الخمرته لایا من علیہ“ (فتا)
 کہ جو کوئی کنڈاری لڑکی کو اپنی خدمت کے لئے رکھ لے
 پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“

اس حکم کے اپنے موقع کے لحاظ سے تو معنی بالکل واضح ہیں۔ اور یہ ہے
ہدایت کی تعلیم خطا تک طور پر عمل، لازم ٹھہرتی ہے۔ اگر اس کی بدولت
تعلیم کر لی جائے کہ یہ صرف خاص طور پر کنہداری اور ایک کنٹرول کر کے
ہے تب بھی بہائی شریعت کا مدار عقوت علیا ہے اور حکم حق غنہداری

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جناب بہاء اللہ نے زنا ایسے سنگین جرم کی سزا صرف یہ تجویز کی ہے کہ نانی نہ مشغال سونا بیت العدل کو دیت کے طور پر ادا کرے۔ لطیفہ یہ کہ آج تک بہائیوں کا وہ بیت العدل قائم ہی نہیں ہوا جہاں زنا کے بدلہ وہیہ جمع کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ گویا کلی طور پر آج تک ایک دن بھی بہائی شریعت نے زنا کی سزا نہیں دی خواہ وہ روپوں کی صورت میں ہی ہو۔

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بہاء اللہ نے قتل خطا کیلئے تو پورے ایک سو مشغال سونا دیت مقرر کی ہے۔ (۲۵۳) مگر زنا کے لئے صرف نو مشغال۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ باب نے لکھا تھا۔
 ”وہن یحزون احداً فلفل ان ینفق تسعة عشر
 مشقالاً من الذهب“ (اقدس ۱۳۱۶)
 جو شخص کسی دوسرے کو کسی قسم کا رنج پہنچائے تو اس پر فرض ہے کہ انیس^{۱۹} مشغال سونا خرچ کرے۔

افسوس! جناب بہاء اللہ کے نزدیک نہ ایسی بے حیائی کی اتنی سزا بھی نہیں تین جناب باب کے نزدیک کسی کو معمولی رنج پہنچانے کی ہے۔

خود جناب بہاء اللہ نے کسی کا گھر جلانے والے کی یہ سزا تجویز کی ہے کہ اس شخص کو عیارا جلائے اور اقدس ۱۲۵۹ء حالانکہ رلنے دیا تو گھر ایک سو روپے کے گنگ بھگت بن جاتے ہیں۔ تو کو یا جناب بہاء اللہ کے نزدیک اس گھر کو جلانے والا تو اس بات کا سختی ہے کہ اسے جلا دیا جائے لیکن نہ ناکار کو

صرف یہی سزا ہے کہ نو مشغال سونا بیت العدل کو ادا کرے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ موجود بیت العدل ابھی تک معصوم وجود میں نہیں آیا۔ اس معاذ سے عیاں ہے کہ قرآن کریم اور اسلام نے انسان کے گویہ صحت کی بے نظیر حفاظت کی ہے۔ اس کے بالمقابل بہائی شریعت میں نہ صرف عفت و عصمت کی حفاظت کا انتظام نہیں بلکہ اس کے برعکس ایسے قواعد موجود ہیں جن سے بے حیائی پھیلتی ہے۔ کیا یہ کتاب اسلام کی مطہر شریعت کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے؟

(۹) قوی خصوصیت جناب بہاء اللہ نے جناب باب کی تقلید میں (۹) قوی خصوصیت یہ قانون بنایا کہ سال کے انیس مہینے ہونے اور ہر مہینے کے انیس دن۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
 فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔
 (سورہ توبہ: ۳۶۱)

جناب بہاء اللہ نے محض اس کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ تِسْعَةٌ عَشْرًا فِي

کتاب اللہ۔ (اقدس ۲۵۹۹)

افلا عامی نقل کے باوجود بارہ مہینوں کے بجائے انیس مہینے محض طاوہتہ اسلام کے باعث تجویز کئے گئے ہیں۔ ورنہ اس کی کوئی معقول

وجہ نہیں ہے۔ ایتیس کی تقسیم غیر طبعی ہے نہ شمسی حساب کے مطابق ہے نہ قمری حساب کے مطابق چنانچہ ایتیس دن کا عید بنا کر چنانچہ دن بچ گئے نہیں جناب بہار اللہ نے سال اور مہینوں کے حساب سے ہی خارج کرنا ہے۔ لکھا ہے:-

”ما تخذت مجدود السنة والشهور“

(اقدس ۱۷۱)

کہ یہ دن سال اور مہینوں میں شمار نہیں ہوں گے۔

قرآن مجید نے بارہ مہینوں کے قانون الدین القیم قرار دیا ہے۔ اسے فطرت کے مطابق ٹھہرایا ہے مگر جناب بہار نے جس قرآن کریم کی مخالفت میں بارہ کی بجائے ایتیس مہینے تجویز کر دیئے ہیں۔

(۱۰) دسویں خصوصیت جناب بہار اللہ نے اپنی شریعت میں ان غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے جو

ان کے زعم میں جناب ہاب سے سرزد ہو گئی تھیں۔ حالانکہ دوسری جگہ وہ خود اپنے آپ کو منزل البیان یعنی بیان کو نازل کرنے والا قرار دیتے ہیں مجموعہ اقدس ص ۹، ان غلطیوں میں سے چار بطور مثال ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) باب نے بیان میں یہ حکم دیا تھا کہ البیان کے علاوہ باقی سب کتب کو

مٹا دیا جائے۔ ہر تہی کے نزدیک باب کا حکم دنیا میں اختلاف

وخصوصیت کی پہلی بنیاد ہے۔ (المنظر اللہ ص ۱۶۴) چنانچہ جناب

بہار اللہ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور لکھا قد عفا اللہ عنکم

ما نزل فی البیان من محمد الکتب (اقدس ص ۱۶۴) کہ خدا نے بیان کے عواکف وکلمے حکم سے دو گزر فرما دیا ہے۔

(۲) جناب ہاب نے لکھا تھا کہ اگر کوئی کسی کو رنج پہنچائے تو اسے چاہئے کہ انیس شقال سزا خرچ کرے جناب بہار اللہ نے لکھا ہے:-

”انہ قد عفا ذلک عنکم فی هذا الظہور“

(اقدس ص ۱۶۴)

کہ میرے وقت میں خدا نے اپنے اس حکم کو معاف کر دیا ہے۔

(۳) جناب بہار اللہ لکھتے ہیں:-

”حرر علیکم السؤال فی البیان عفا اللہ عن ذلک“ (اقدس ص ۱۶۴)

کہ بیان میں کوئی بات دریافت کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو بدل دیا ہے۔

(۴) اس سلسلہ میں ایک اور عجیب مثال جناب بہار اللہ کے الفاظ میں یہ ہے لکھتے ہیں:-

”قد کتب اللہ علی کل نفس ان یحضر لای العرش بوا عندہ مثلاً لا یجدل لہا نہ عذوباً

عن ذلک فضلاً من لدنا“ (اقدس ص ۱۶۴)

کہ اللہ نے تو یہ فرض کیا ہے کہ ہر جان باگاہ میں اپنی بہترین

بیزشہ کو حاضر ہو کر مجھ سے بطور صلہ اس حکم سے غور کرے۔

گویا خدا فرض کرتا ہے اور جناب بہادار اللہ غور کرتے ہیں۔

یہ چار نمونے بہائی شریعت کی ایک خاص خصوصیت ہیں جن میں جناب بہادار اللہ نے بزرگم خود اپنی چند سال قبل نازل کردہ شریعت یعنی البیان کے احکام کو غلط قرار دے کر بدل دیا ہے۔ اہل علم اس قسم کی امثلہ سے خدا کی قیاد کے مقابل انسانی دماغ کی بے بقاعی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۱۱) کیا رھوئیں خصوصیت جناب بہادار اللہ نے جو تعزیرات یعنی سزائیں ایجاد کی ہیں۔ ان میں سے ذنا کی سزا و مشغال نمونے کا ذکر ہو چکا ہے۔ کسی کا گھر جلائے دانے کی دوا سزائیں آپ نے تجویز کی ہیں۔ یعنی یا تو اسے زندہ جلا دیا جائے۔ یا جس دو آدم کی سزا دی جائے (اقدس ۱۹۹)

جوڑ کی سزا جناب بہادار اللہ نے اہل الفاظ میں ذکر کی ہے۔

”قد کذب علی السارق النسی والحبس و فی

الثالث فاجماوا فی جبینہ علامۃ یعرف بہا“

(اقدس ۲۰۰)

کہ اسے پہلی چوری پر جیل میں کیا جائے دوسری مرتبہ چوری کرنے پر جیل بھیجا جائے۔ تیسرے موقع پر اس کے ماتھے پر داغ دیا جائے جس سے وہ ہر جگہ شناخت کیا جاسکے۔

زخموں اور ضرب کے خفق تو اور بھی کچھ تعزیر کا ذکر کیا گیا ہے۔
نکاح ہے کہ زخموں اور مار کی مقدار کے مطابق ان کے مختلف احکام

ہیں۔ خدا نے حاکم و جریڈینس نے بزرگم کے لئے علیحدہ دیت مقرر کی ہے۔
لو نشاء لنفقتلھا بالحق۔ اگر ہم چاہیں گے تو ان کی تفصیل بیان کر دیں گے۔ (اقدس ۱۹۲) جناب بہادار اللہ کا یہ وعدہ کبھی شرمندہ ایفاء نہیں ہوا۔ انہوں نے کبھی یہ تفصیل بیان نہیں کی۔

اس سے ظاہر ہے کہ بہائی تعزیرات ناقص ہیں۔ ان کی تکمیل کے وعدہ ابھی پورے نہیں ہوئے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ شریعت نازل کسے وقت؟ لو نشاء لنفقتلھا بالحق کہنے کا کیا موقع تھا کیا یہ معلوم نہ تھا کہ جب ضرب و زخموں کی سزائیں منور دی ہیں تو ان کو بیان کرنا لازمی ہے۔

۱۲) بارھوئیں خصوصیت جناب بہادار اللہ نے احکام کے بیشتر فرقے (۱۲) بارھوئیں خصوصیت اگر بیت العدل سے وابستہ رکھا

ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ لا وارثوں وغیرہ کے احوال بیت العدل میں آئیں۔ (اقدس ۱۹۵ و ۱۹۶) بیت العدل کو جناب بہادار اللہ نے قریبہ و مساکین کی تربیت کا ذمہ دار قرار دیا ہے (۱۹۷) دیتوں کا نظم بیت العدل کا حق بنایا ہے۔ (۱۹۸) ذنا کی دیت بیت العدل میں ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ (۱۹۹)

واقعیہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا بیت العدل قائم نہیں ہوا۔ اسی مجلس میں کوئٹہ کے بہائیوں کے سیکرٹری صاحب اگے دن اقرار کر چکے ہیں کہ ابھی تک بیت العدل قائم نہیں ہوا۔

جناب عبدالہماد افندی لکھتے ہیں:-

حال چوں تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ قرار شد کہ محافل روحانی امریکارا در مدت ہر پنج سال تجدید انتخاب نمایند کہ چونکہ ابھی تک بیت العدل کا قیام میسر نہیں اسلئے امریکہ کی انجمن ہر پانچ سال میں اپنا انتخاب کر لیا کریں گے جو لوگ نفوذ شریعت کو دلیل صداقت کما کرتے ہیں وہ اس پر غور کریں کہ جناب ہباد اللہ کی اساسی ایجاد بھی معرض وجود میں نہیں آئی۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل امر نہ تھا۔ ہائیوں کی تازہ کتاب "بہائی کیونٹی میں لکھا ہے:-
"بیت العدل کو نہایت ہی لازمی ادارہ اگر نکال دیا جائے تو حضرت عبدالبہاد کی وصایا مبارکہ کو یہ نظام اپنے عمل میں مفلوج ہو جائے گا۔ اور ان جنگوں کو پوندہ کر سکے گا جو کتاب اقدس کے نازل کرنے والے نے جان بوجھ کر اپنی دستخطی احکام کے مجموعہ میں چھوڑ دی ہیں۔" (بہائی کیونٹی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء ص ۱۶)

(۱۳) تیرھویں خصوصیت آتے ہیں۔ مگر بہائیت انسان پرستی اور قبر پرستی کی بنیاد پر شروع ہوئی ہے۔ جناب ہباد اللہ علی الوہیت تھے جیسا کہ ہم اپنے سابقہ مقالہ میں ثابت کر چکے ہیں۔ جناب ہباد اللہ نے ہائیوں کے قبلہ کے تعلق پر حکم دیا ہے کہ جب تک یہ مذہب جوں میری طرف

منہ کر کے نماز پڑھا کر دے۔ جہاں میں مراؤں اُدھر ہی قبلہ ہوگا۔ اور جب میں مراؤں تو میری قرار گاہ یعنی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کر دے۔ (راقدس ۱۱-۱۵ و ۲۹۲)

اس قانون سے ظاہر ہے کہ جناب ہباد اللہ خود نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ترخہ قبلہ تھے۔ خواہ زندہ ہوں خواہ فوت شدہ۔ اگر وہ نماز پڑھیں تو کس طرف منہ کر کے پڑھیں گے؟

بہائی جناب ہباد اللہ کی زندگی میں ان کی طرف ادراپہاں کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"قبلہ ما اہل بہاد روئے مبارکہ است در مدینہ عتقا"
کہ ہم بہائیوں کا قبلہ عتقا میں ہباد اللہ کی قبر ہے۔"

(دروس الدیانہ ص ۲۱)

بہائی لوگ جناب ہباد اللہ کی قبر کو راجہ تہ میں عتقا کے کچھ فاصلہ پر ہے سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے خود بہائیوں کو اس جگہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مرزا حیدر علی صاحب بہائی لکھتے ہیں:-

"ذاترین زیارت و طواف و تعقیل و سجدہ غلبہ مقدسہ اش نوہ و نماز اندہ" (مہجۃ الصدور ص ۲۵)

پس بہائی شریعت قبر پرستی اور مردم پرستی کی تلقین کرتی ہے اور بہائیت انسان کو ترقی کی بجائے پرانے شرک کے گڑھے میں دھکیلتی ہے۔

(۱۴) چند دھویں خصوصیتیں جناب ہباء اللہ نے عبادات میں سے نماز کے متعلق جو تبدیلی کا حکم دیا ہے۔ وہ بھی بہائی تحریک کے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ جناب ہباء اللہ نے زوال، صبح اور شام کے وقت فوراً کھٹول کا پڑھنا فرض کیا ہے (۱۵) پھر کہا ہے۔ قد فضلنا الصلوٰۃ فی ورقۃ آخری۔ (اقدم ۱۵) کہ ہم نے نماز کی تفصیل دوسرے کاغذ میں کی ہے۔ ابھی تک نماز کی تعیین یعنی اس کے فوراً کھات ہونے یا نہ ہونے میں بھی ہسائیوں میں اختلاف ہے۔ جناب ہباء اللہ نے معنی اسلام کی مخالفت کیلئے صلوٰۃ کو سنہن کو منع کیا ہے (اقدم ۱۵) اور نماز جنازہ میں چھ تکبیریں مقرر کی ہیں۔ (۱۶)

اسی سلسلہ میں جناب ہباء اللہ نے لکھا ہے۔
 ”کتب علیکم الصلوٰۃ فرادی قدر تم حکم
 الجماعۃ الا فی صلوٰۃ المیتۃ“ (اقدم ۱۶)
 کہ نماز ہمیشہ الگ الگ پڑھو۔ باجماعت نماز منسوخ
 کر دی گئی ہے۔ بجز نماز جنازہ کے۔“

ہباء اللہ کا یہ حکم اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے جو اس کی وضع کردہ شریعت کی محرک ہوئی ہے۔ کیا نماز باجماعت معسر ہے؟ اس کو منسوخ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اگر کوئی خلوت کی نماز زیادہ سوز دالی ہو تو ہے تو کیا اسلام نے تہجد، سنن اور نوافل کے ملیندہ ملیندہ ادا کرنے کا طریق بتا کر اس کو روز

کو پورا نہ کر دیا تھا؟ بجز عداوت اسلام ہباء اللہ کے نماز باجماعت کو منسوخ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ بہائی کہتے ہیں کہ ہباء اللہ الفت و محبت پیدا کرنے آئے تھے۔ مگر وہ مسادات کے سب سے بڑے معرر یعنی نماز باجماعت کو منسوخ قرار دے رہے ہیں۔

جناب ہباء اللہ نے نماز باجماعت کو منسوخ کر کے انسانی وحدت اور روحانی اتحاد کو تفریح سے بدلی دیا ہے۔

نماز باجماعت کی منسوخی کا حکم ہباء اللہ نے دانستہ دیا ہے۔ یا نادانستہ ہر حال اس سے ان کی ذہنیت عربوں جو ماتی ہے۔ جناب عبدالمہاء نے جناب ہباء اللہ کے اس حکم کی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے باجماعت نماز کو ترجیح دی ہے بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔

(۱۵) پندرہویں خصوصیت روزوں کے متعلق جناب ہباء اللہ نے یہ جدت اختیار کی ہے۔ کہ قمری حساب کے بجائے جس سے رمضان ہر موسم میں آجاتا ہے شمسی حساب کے مطابق صرف انیس دن کے روزے مقرر کئے ہیں۔ جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں آئیں گے۔ پھر دوسرا پہلو یہ اختیار کیا ہے۔ کہ مسافر اور مرلین سے روزے ایسے معاف کر دیئے کہ انہیں ضرورت اور معیم ہوجانے پر بھی رکھنے کی ضرورت ہی نہیں (اقدم ۱۷) اور پھر روزہ کی نوعیت میں یہ جدت بیان کی کہ دن کھانے اور پینے سے

طیواری آفتاب سے ملے کہ غروب آفتاب تک رکے رہو۔ (۲۵)
گویا سحر کے وقت اُٹھنے کی ضرورت نہیں۔ نیز میاں پوری کے تعلقات
سے پرہیز بہائی روزہ کی شرط نہیں۔ شاید اس لئے ہو کہ بہائی شریعت
کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس میں لطفہ کے پانی کو پاک و مطہر قرار دیا
گیا ہے اس لئے مرد و عورت کے تعلقات بہائی شریعت میں ناقص ضرور
نہیں ہیں۔

(۱۶) **سولہویں خصوصیت** حج ایک اسلامی عبادت ہے قرآن مجید
میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِلّٰهِ
عَلٰی النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْيَتَهُ سَبِيْلًا
راہِ عمران: ۹۷ کہ البیت الحرام کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے جنہیں
دعاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ ہمارے اللہ نے جب قرآن مجید کی نقل تارلی
چاہی تو اس نے حج کے متعلق لکھا۔ قَدْ حَكَمَ اللّٰهُ لِمَنِ اسْتَطَاعَ
مِنْكُمْ حِجَّ الْبَيْتِ دُونَ النِّسَاءِ عَنِ اللّٰهِ عَنِہُمْ۔
راقدس: ۶۷ کہ اسے جو طاقت رکھتا ہے۔ تم مردوں میں سے عورتوں
کے بغیر اللہ نے حکم دیا حج البیت کا۔ اللہ نے عورتوں کو معاف فرمایا ہے
معلوم نہیں کہ جب استطاعت کی شرط موجود تھی تو عورتوں کا استثنا
کیوں کیا گیا۔ اور انہیں مطلقاً حج سے کیوں محروم رکھا گیا۔ کیا یہ مردوں
اور عورتوں کی اسی ہمسواست کا نرہ ہے جس پر بہائی لوگ فخر کیا کرتے
ہیں؟

اس حکم میں جناب ہمارے اللہ نے قرآن مجید کے الفاظ کی نقل کی ہے
مگر ان کے فقرہ میں حِجَّ الْبَيْت سے اس گھر کا حج مراد نہیں جس کے حج کا
قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ بہائیوں کے اسی دو گھروں کا حج کیا جاتا ہے
لکھا ہے۔

وہ محل طواف و حج، اہل ہمارے ایک بیت نقطہ ولی در شیراز

استخوانی امی بیت و جمال ابھی است کہ در بغداد است۔

وہ بچہ طواف ابھی دو بیت منصوص کتاب است۔

یعنی بہائیوں کے حج اور طواف کے لئے دو گھر مقرر ہیں۔ ایک باب کا
گھر جو شیراز میں ہے اور دوسرا ہمارے اللہ کا گھر جو بغداد میں ہے۔ گویا
جس گھر کے حج کا حکم ہمارے اللہ نے دیا ہے وہ بغداد میں اس کی رہائش گاہ
تھا۔ اور شیراز میں بابہ کے رہنے کی جگہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ بہائی
شریعت کے نکلنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے گھروں اور اپنی قبروں
کی پرستش کرائے۔ کہاں یہ مشرکانہ خیالات اور کہاں سرور کائنات حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توحید کے قیام کے لئے والہانہ جذبہ
کہ مرض الموت میں بھی حضور فداہ الہی داعی دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ لَا
تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنیے دینا
جس کی لوگ عبادت کریں۔

(۱۷) **سترہویں خصوصیت** زکوٰۃ کے بارے میں بھی ہمارے اللہ نے
حسب عادت ناموزون جہد

افتخار کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب ہباد اللہ نے حکم دیا ہے کہ جو سو شقال سونے کا مالک ہو وہ انیسٹل شقال آسمان و زمین کے خالق خدا کو دے۔ اس جگہ اللہ فرما طرا السموات والارض سے مراد خود ہباد اللہ ہی ہے۔ اس لئے اس حکم کا اسلامی شرعی زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔ بل ایک دوسرے موقع پر ہباد اللہ نے لکھا ہے۔

قد كتب عليكم تزكية الاوقات وما
دونها بالزکوٰۃ۔ لهذا ما حکم به منزل
الایات۔ فی هذا السدیٰ المنینج، سوف
نفصل لكم نصابها اذا شاء الله و
اراد۔ (اقدس عکاظ)

ترجمہ:- تم پر غلوں اور باقی سب چیزوں کی زکوٰۃ فرض ہے
یہ اس نے حکم دیا ہے جس نے اس مضبوط چڑھے میں آیات
نازل کی ہیں۔ عنقریب اگر خدا نے چاہا اور ارادہ کیا تو
ہم زکوٰۃ کا نصاب بالتفصیل ذکر کریں گے۔

جناب ہباد اللہ کا انتقال ہو گیا مگر انہوں نے زکوٰۃ الاوقات وغیرہ
کے متعلق کوئی تفصیل بیان نہ کی۔ اس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ
جناب ہباد اللہ نے اوقات میں فقرت کا حق اپنی زندگی میں مرت اپنے
لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے بعد اپنے بیٹوں کے لئے قرار دیا ہے۔
اس کے بعد اسے بیت العدل کا حق بتایا ہے۔ وہ کچھ اقدس ہے۔

گویا انہوں نے ان اموال کو خاندانی جائیداد کے طور پر بنایا ہے۔
زکوٰۃ ایک قومی مال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ اس کے طور
پر بھی نیک جذبات کے تحت غراء کی امداد کیا کرتے ہیں۔ اسلام نے
لگنے کو تو ناپسند کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی محتاج مانگ لے تو اس وجہ
سے اس کو دینا حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا ہے وَفِي أَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ لِلْيَسَارِئِلِ وَالْأَعْوَرِ وَالذَّارِبَاتِ، کہ مسلمانوں کے مالوں
میں سائل اور نہ لگنے والے سب کا حق ہے۔ مگر جناب ہباد اللہ
نے جہاں اوقات پر اپنا اور اپنے خاندان کا تصرف مجایا ہے۔ وہاں
محتاج کو دینا اس لئے حرام کر دیا ہے کہ اس نے مانگا کیوں تھا۔ لکھا
ہے:-

وَمَنْ سَأَلَ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَطَاءُ :-
(اقدس مشق)

کہ جس سے کوئی ضرورت مند مانگے اس پر دینا حرام ہے۔
محتاجوں کی محرومی کا حکم دینے والا ہباد اللہ اپنے مریدوں کو حکم
دیتا ہے کہ مردوں کو بقدر اور قیمتی ٹکڑیوں میں نیز لڑکیوں میں
دفن کرو۔ (اقدس ۲۶۶ و ۲۶۹)

ان احکام پر کچھ الٹی نظر دینے سے باقی شریعت کی خصوصیات کا
پتہ لگ جاتا ہے۔
(۱۸) اٹھارہویں خصوصیت | ہباد اللہ نے شراب کی حرمت کا

ذکر نہیں کیا۔ سوڑ کی حرمت کی تصریح نہیں کی۔ لیکن دو جگہ لکھا ہے کہ
انیون کا پینا حرام ہے۔ (اقدس ۳۳۲ و ۳۳۹) نہایت اہم امور کے
مستقل خاموشی اختیار کر کے ادنیٰ سی بات مثلاً یہ کہ منبر پر چڑھ کر
آیات نہ پڑھا کرو بلکہ چار پائی وغیرہ پر کسی رکھ کر پڑھا کرو۔
(۳۳۳) کا ذکر کرنا بھائی شریعت کی خصوصیت ہے۔ اعلیٰ کو
نگل جانا اور مجھ کو چھاننا اسی کا نام ہے۔

(۱۹) انیسویں خصوصیت | بھاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہر بھائی کا
فسخ رض ہے۔ کہ اپنے مکان کو طوب
آسا ستہ و پیرا ستہ کرے۔ (۳۳۹) اور پھر دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ
انیس سال پورے ہو جانے پر گھر کا سب سامان تبدیل کرے۔
(۳۴۰) کیا بھائی اس پر عمل کرتے ہیں یا کریں گے؟

بھاء اللہ نے اس جگہ یہ نہیں بتایا کہ پرائے سامان کو کیا کیا جائے
ہاں انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ غالباً بھائی بھی اس کو معقول حکم قرار
نہ دیں گے۔ اس لئے جھٹ کہہ دیا کہ اگر کوئی اپنا سامان تبدیل نہ کرے تو
اللہ نے اسے معاف کر دیا ہے۔ (۳۴۱)

مطلق حکم دے کر دوسرے ہی سانس میں اس پر خط تینچ کھینچنا
بھاء اللہ کا ہی طریق عمل ہے۔

(۲۰) بیسویں خصوصیت | شادی کے لئے بھاء اللہ نے جس کی
عہد بندی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ

شہر والوں کے لئے انیسویں شقال خاص سونا اور دیہات والوں کے
لئے انیسویں شقال خاص چاندی مقرر ہے۔ اگر کوئی زیادہ کرنا چاہے
تو سچا لوے شقال سے زیادہ نہیں کر سکتا۔ (اقدس ۱۳۵)

شہر اور دیہات کی تقسیم غیر معقول ہے۔ نیز یہ طریق باہمی اتحاد
و اتفاق کے لئے سخت مضر ہے۔ اول تو دیہات میں بہت سے امراء
اور صاحب املاک بھی ہوتے ہیں۔ اور شہر و دیہات میں بہت سے غریب
ہوتے ہیں۔ محض شہر و دیہاتوں کا معیار بالکل غیر موزون ہے۔ دوم
یہ طریق دیہاتیوں اور شہریوں میں تفریق کو اور بھی مضبوط کر دے گا۔
اب گویا دیہاتیوں اور شہریوں میں آپس میں رشتے کرنے اور زیادہ
مشکل کر دیئے گئے۔ آخر کی عہد بندی کا یہ طریق ہرگز معقول نہیں انیسویں
شقال سونے سے کم کی اجازت نہ دینا بہت سے شہریوں پر ظلم ہے۔

(۲۱) اکیسویں خصوصیت | بھاء اللہ نے سمجھا کہ اگر میں نے میراث
کے متعلق قواعد مرتب نہ کئے تو میری

ہیباد کردہ شریعت ناتمام رہے گی۔ اس لئے اس نے اقدس کے
۳۹ و ۴۰ میں در ثناء کے نام لے کر حساب جمل کے مطابق ان کے
مقوں کا ذکر کیا ہے۔ اس موقع پر حساب جمل کے طریق کو اختیار
کرنے کی حکمت بھی جناب بھاء اللہ ہی جانتے تھے۔ بھائی شریعت
میں علی الترتیب سات قسم کے در ثناء تجویز کئے گئے ہیں۔ (۱) اولاد
(۲) ازواج۔ (۳) آباء۔ (۴) اہل بیت۔ (۵) اخوان۔

(۶) اخوات - (۷) معطلین - ان میں سے ہر قسم کے لئے بعد المقت
یعنی ۵۴۰ میں سے ۴۰، ۴۰ دیکھے جائیں گے۔ ہمارا مذکر ہے کہ
چونکہ ہم نے اولاد کا ہونے کی پیشگوئی میں ہی شور مچا دیا ہے اس لئے
ہم نے ان کا حصہ بڑھا کر دو حصہ کر دیا ہے (راقس ۵۵)۔ گویا
اولاد کے لئے پہلے ۵۴۰ میں سے ۴۰ مقرر تھے اب ۱۲۰ اور دیکھے
جائیں گے یعنی حجۃ اقسام کو ساٹھ ساٹھ کے حساب سے ۴۰ ملیں گے
اور ۵۴۰ میں سے باقی ۸۰ اسارے کے سارے اولاد کو دیئے
جائیں گے۔

حیرت ہے کہ اس حسابی رقم کو پورا کرنے کے لئے جناب ہمارا اللہ
نے صرف ذریت کے شور کو سنبھال لیا۔ بیویوں، ماؤں اور بہنوں
کے شور کو بالکل نہیں سنا۔ ہمارا اللہ نے ورثہ میں معطلین کا نام
رکھا کہ بھی اپنی مدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے مگر یہ نہیں
بتایا کہ کونسے معلّم و ارباب ہوں گے اور کونسے نہیں۔ کیونکہ موجودہ
طریقہ تعلیم میں توسینکڑوں استاد ہو جاتے ہیں اور یہ بھی نہیں
بتایا کہ کس زمانہ تک کے معلّم ہوں گے۔ کیونکہ درحقیقت انسان
ساری عمر ہی سیکھتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں کہ معلّم سے
برادہ ہمسائی کتابیں پڑھانے والے ہیں یا ہر علم کا معلّم فراہم ہے۔ اور
صنعت و حرفت سکھانے والے بھی ان میں شامل ہیں یا نہیں۔ غرض
یہ حکم بھی نہایت مبہم ہے۔

جناب ابوالفضل بہائی نے تقسیم میراث بہائی کی گتھی کو ان الفاظ
میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

‘تقسیم ارث را اقل عدد سے کہ جامع کسور سعد پڑجہ

صیح است۔ یعنی عدد (۲۵۲۰) مقرر کردہ و طبقات بمع

وراث را کہ عبارتند از ذریات و ازواج و آباد و آجرات

و انخوان و اخوات و معطلین الا قرب فالاقرب مترتب و

فرصتہ ہر طبقہ ای از طبقات مذکورہ را بعد (۴۰)

علی التصادی متنازل و اشتہ است۔‘ (برہان لایع ملک)

آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ ہمارا اللہ نے سات قسم کے ورثہ کو ترجیح دے کر
میں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ان ورثہ کو حقہ نقد یا زرعی زمینوں
کی صورت میں ملے گا۔ اگر متوفی کا ترکہ صرف اس کی پچاس ساٹھ ہزار
روپیہ کی کوٹھی اور کپڑے ہی ہوں تو ماں باپ بیوی، بھائیوں، بہنوں
اور معطلوں کو کچھ نہ ملے گا۔ بلکہ متوفی کی لڑکیوں کو بھی محروم کر دیا جائیگا۔
ایسی صورت میں بہائی شریعت کا یہ حکم ہے کہ رہائشی مکانات
اور کپڑے صرف لڑکوں کو ملیں گے۔ متوفی کی لڑکیوں کو بھی
کچھ نہ ملے گا۔ (راقس ۵۵) اس حکم کا نتیجہ یہ ہو گا کہ عورت کبھی بھی
خواہ اُسے بیٹی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا بیوی یا ماں کی حیثیت سے
دیکھا جائے۔ اپنے آپ یا خاوند یا بیٹے کے مکانات کی وارث نہیں
بن سکتی۔ رہائشی مکانات خواہ کتنے ہوں عورت ہر حال ان سے محروم

ہوگی۔

کیا یہ ایک ہی مسئلہ اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ خداوندی قانون کے مقابلہ پر قانون تجویز کرتے وقت ہمارا اللہ نے کسی قدر غصہ کریں کھائی ہیں۔

(۲۲) بایسویں خصوصیت | ہمارا اللہ نے ورثہ کے نام اور ان کے حصوں کی تقسیم کی ہے۔

بہائی مذہب نے مطابق وہ اس صورت میں نافذ ہوگی جبکہ متوفی نے خود وصیت کے ذریعہ اس کو منسوخ نہ کر دیا ہو۔ ورنہ ہر بہائی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وصیت کر کے ان حصوں کو باطل کر دے اور جس طرح چاہے اپنی جائیداد کی تقسیم کے متعلق ہدایت دے جائے۔ جناب عہدالہاء افسندی لکھتے ہیں:-

”اتامسلا میراث این تقسیم در صورتیست کہ شخص متوفی وصیت نہ نماید آن وقت این تقسیم جاری گردد“

یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے جو صرف بہائی ازم میں پائی جاتی ہے کہ مرنے والا اپنی وصیت کے ذریعہ اپنے اصحاب الغرائض کو ان کے مقرر کردہ حقوق سے محروم کر سکتا ہے جب یہ صورت تھی کہ جسے مقرر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ صرف یہ حکم دے دیا جاتا کہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق ورثہ کی تقسیم کا حکم دے جاوے۔

(۲۳) بیسویں خصوصیت | جناب ہمارا اللہ نے ایک حکم دیا ہے۔

”قد حرم علیکم بیع الاماء والغلمان
لیس لعیب ان یشتري عبداً (واقس ۱۵)
کہ لونڈیوں اور غلاموں کا بیچنا حرام ہے کسی غلام کا حق نہیں کہ غلام کو خریدے“

اسلام نے غلامی کے انسداد کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں۔ ان کے سامنے بہائیت کا یہ حکم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسلام نے صرف جنگ کی صورت میں مذہب کو مٹانے اور مسلمانوں کی حریت کو تباہ کرنے والوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا ہے (سورہ توبہ ۶۰) اور ان قیدیوں کے اقسام کے لحاظ سے فرمایا ہے:- ”فَاِمَّا مِّنْهُنَّ نَجَسٌ وَ اِمَّا سِدْقٌ“ (سورہ محمد ۴) کہ پھر ان میں سے بعض کو بطور احسان چھوڑ دو اور بعض سے ضرور فدیہ وصول کرو مثلاً خود لہذا کہ جسم کے قیدی ہی تا ادا دیگی ذریعہ غلام ہوتے ہیں۔ ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا اسلام کے احکام میں سے ہے۔

جناب ہمارا اللہ نے یہ کہہ کر غلاموں کو بیچنا حرام ہے، ان غلاموں کی غلامی کو پختہ کر دیا جو اس وقت غلام ہیں۔ کیونکہ اب ان کو خرید کر آزاد نہیں کرایا جاسکتا۔ ایسا ہی اس نے صرف یہ کہا ہے کہ کسی غلام کو خریدنا جائز نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ ہر صورت غلام

بنانا منع ہے۔ بہت سے لوگ دوسروں کو زبردستی بکڑ کر غلام بنالیا کرتے تھے۔ اس کے خلاف بہاء اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا۔
 ہائی سمجھتے ہوں گے کہ بہاء اللہ نے دنیا کی رو کو دیکھ کر غلامی کے اسناد کا معقول انتظام کر دیا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ محسوس قانون نہیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ غلاموں کی فروخت منع ثابت ہوگی۔ نیز بہاء اللہ نے دوسری طرف سود خوری کو جائز قرار دے کر لاکھوں غلاموں کے لئے غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرنے کا قاعدہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:-
 "جدادن قرمن احسن کیا اب است۔ فضلہ علی العباد
 ربارا مثل معاملات دیگر کہ ماہین ناس متداول است قر
 فرمودیم یعنی ربح نقد و ازہی عین کہ ایں حکم مبین است
 از سماء مشیت نازل شد حلال و طیب و طاهر است تا
 اہل ارض بکمال روح و ریحان و فرح و انبساط و مذکور محبوب
 عالمیاں مشغول باشند۔ انہ یحکم کیف یشاء
 و احل الربا کما حرمہ من قبل"
 ترجمہ:- چونکہ قرمنہ حسد دینے کا طریق بہت کیا اب
 ہے۔ اس لئے بندوں پر احسان کہتے ہوئے ہم نے ہر
 کو دیگر معاملات جاریہ کی طرح قرار دے دیا ہے۔ گویا
 اس حکم کے نازل ہونے کے وقت سے روپوں پر سود لینا

حلال، طیب اور طاہر ہے۔ تاکہ زمین والے پوری خوشی و مسرت سے محبوب عالمیاں کے ذکر میں مشغول رہیں وہ جیسا چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ اب اس نے سود کو حلال ٹھہرا دیا ہے جیسا کہ اس نے پہلے اسے حرام ٹھہرایا تھا۔ (اشترافات ص ۱۲)

سود کے جواز کی صورت میں غلامی کے اسناد کا دعویٰ فریب نفس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ اب گویا بھائیوں میں قرمنہ حسد کا طریق بالکل معدوم ہو جائے گا اور سود کا عام رواج ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ سود دینے والے مقرض غلاموں سے بدتر ہوتے ہیں۔ پھر سود خوری جنگوں کے پیدا کرنے اور لہجہ کرنے کا باعث ہے۔ پس سود نہ صرف افراد کی غلامی کا موجب ہے بلکہ قوموں کی غلامی اور تباہی کا موجب ہے، اسے جائز کر کے غلاموں کے بچنے کو حرام کہنا کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔

بہاء اللہ کی خود ساختہ شریعت (۲۴) جو بیسویں خصوصیت کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ غسل نہیں۔ اس لئے ہائی اسے پردہ اخفا میں رکھتے ہیں۔

بہاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ اہل مجالس کو چاہیے کہ مختلف زبانوں میں سے ایک زبان اور ایک رسم الخط انتخاب کر لیں (اقدس ص ۱۱۱) اس جگہ اول تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ زبان جناب بہاء اللہ

نے خود ہی کیوں نہ تجویز کر دی؟ دوسرے اگر بالفرض لوگ انگریزی زبان کو انتخاب کر لیں تو کیا "اقدس" کی عربی کو مٹا دیا جائے گا اور کوئی ہوائی "اقدس" کو اصل زبان میں لکھ اور پڑھ نہ سکے گا؟ غیرت پر عجیب بات ہے کہ ہمارا اللہ نے خود ایک زبان اختیار نہیں کی۔ کبھی فارسی میں لکھتے ہیں اور کبھی عربی میں خواہ وہ عربی کس درجہ کی ہو۔ اور کبھی عربی اور فارسی سے مخلوط زبان میں کیا اس عمل والے انسان کا یہ حق ہے کہ لوگوں کو ایک زبان کے بولنے اور لکھنے کے لئے انتخاب کا حکم دے؟ اگر یہ حکم اتحاد کا ایسا ہی ذریعہ تھا تو ہمارا اللہ کو عملاً اسے اختیار کرتا چاہیے تھا۔ اس نے تو خود مختلف زبانوں کے سیکھنے کی اجازت دی ہے (اقدس ص ۲۵۷) اندریں حالات یہ حکم بھی محض زمانہ کی رو کا نتیجہ ہے۔

اسلام کتاب ہے کہ زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف خدا کا ایک نشان ہے (الروم: ۲۲) اس لئے اپنے دائرہ کے اندر مقرر نہیں ہاں قرآن مجید نے عربی زبان کو اُمّ الالسنہ قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عربی زبان مذہبی طور پر سب قوموں اور ملکوں کی زبان ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باقی سلسلہ احمدیہ نے عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے پر اپنی کتاب مکتب السّوّیّین میں مبسوط بحث فرمائی ہے۔

ہم نے ان چوبیس خصوصیات کے ضمن میں ہوائی شریعت کا کتب باب

بیان کر دیا ہے۔ اس پر نظر تدبیر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حرف سہلی اور ناقابل عمل باتوں کا مجموعہ ہے۔ شترآن مجید اور اسلام کی حکم شریعت سے ہائیوں کے ان احکام کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہر حال "اقدس" سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ انسان خدا میں اگر

کمال سے کہاں تک ملو کر یہ کھاتا ہوا چاہتا ہے۔ میرے نزدیک ہوائی شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہیں ہے جو روحانی، اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے اسلامی تعلیم سے ہتھرت ہو۔ مجھے آج تک کسی ہوائی نے اپنی کتاب سے ایک بھی ایسی تعلیم نہیں دکھائی جو اپنی ذات میں اچھی ہو اور اسلام میں موجود نہ ہو۔ یا کم از کم اُسے ہوائی شریعت میں قرآن مجید کی نسبت بہتر اسلوب اور احسن پیرایہ میں بیان کیا گیا ہو۔ اب بھی ہیں اہل بیاد کو اس بارے میں کھٹا چیلنج کرتا ہوں۔ کیا کوئی ہوائی اقدس میں سے ایک بھی ایسی تعلیم دکھا سکتا ہے جو روحانی یا اخلاقی پسو سے مفید ہو اور وہ قرآن کریم میں احسن ترین انداز میں موجود نہ ہو؟ جب ایسا نہیں ہے تو ہمارا اللہ کے اس مجموعے سے قرآن حکیم کو منسوخ کتنا سراسر غلط اور گناہ ہے نماذا بعد الحق الا الضلال۔

حضرات قرآن مجید نے سارے تیرہ سو برس پہلے یہ اعلان فرمایا ہے وَلَا يَأْتِيَنَّكَ بِمَغِيلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِآلِ حَقٍّ وَ

اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا (الفِرْقَان: ۲۳) اَج بھی قرآن پاک کا یہ اعلان
 قائم ہے۔ قرآن مجید ہر زمانہ میں ایک زندہ کتاب اور کامل شریعت
 کی صورت میں موجود ہے اور موجود رہے گا۔
 وَ اخْرُجْ عَلٰی نَا اِنْ الْكُفْرُ يَلْعَنُ رَبِّهٖ الْعَلِيِّنَ۔

ضمیمہ

قرآنی آیات اور ہوائی تحریک

ہوائی لوگ بعض آیات قرآنیہ کو پیش کر کے عام مسلمانوں کو مضالطہ
 دیتے ہیں کہ دیکھئے ہماری تحریک کے متعلق اور قرآن مجید کے منسوخ
 ہونے کے متعلق قرآن مجید میں پیشگوئی موجود ہے۔ ہوائی لوگ اس مسئلہ
 میں ہر موقع پر حسبِ مرضی آیات پیش کر دیا کرتے ہیں۔ ہم ذیل میں
 ان کی پیش کردہ آیات کے مختصر جوابات بصورتِ مکالمہ درج کرتے
 ہیں۔

پہلی آیت

ہوائی۔ قرآن مجید نے سورۃ ق: ۴۱ میں وَاسْمِعْ يَوْمَ يُنَادِ
 الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ میں جو پیشگوئی کی ہے اس میں
 مکانِ قریب سے مراد فلسطین کا جیل الکرمل ہے۔ جس سے
 ہماری تحریک کا تعلق ہے۔

احمدی۔ (۱) اولیٰ تو یہ آیت مکی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے
 کہ غفر قریب کفار جنگ کے لئے نکلیں گے۔ اس جگہ یوم الخروج
 سے مراد غزوہ بدر ہے جس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت

دکھائی اور مسلمانوں کی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی۔ یہ جنگ کفار کے لئے ایک حشر کی حیثیت رکھتی تھی۔

(۲) اگر مکان قویب سے مراد فلسطین اور جبل الکحل ہو تب بھی ہائیت کا اس پیشگوئی سے تعلق نہیں کیونکہ آیتیں مفادی کا ذکر ہے جو بکاد از بلند اپنی تبلیغ کرتا ہے لیکن ہائی تو آجنگ فلسطین میں بھی اپنی شریعت پیش نہیں کرتے۔ جمال مبارک تبلیغ را در این دیار حرام فرمودہ اند۔ (مکاتیب عبد البہار جلد ۳ ص ۳۲) جب ہائیوں کے نزدیک وہاں تبلیغ ہی حرام ہے تو نداء المنادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان جبل الکحل پر جماعت احمدیہ کا تبلیغی مرکز ہے۔ وہاں سے ماہوار رسالہ البشیرای شائع ہوتا ہے اور مسجد قائم ہے مدرسہ جاری ہے پس نداء المنادی کے لحاظ سے یہ آیت ہائیت پر نہیں خرکب احمدیت پر منطبق ہوتی ہے۔

(۳) سورہ ق کی اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعْبِدْ (۴۵) کہ اے مخاطب تو ہمیشہ اس قرآن مجید کے ذریعہ تبلیغ و تذکیر کرتا رہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس المنادی کا ذکر آیت وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ میں آیا ہے اس سے وہی منادی مراد ہے

جو قرآن مجید کو زندہ کتاب کی صورت میں پیش کرتا ہے اور انسانوں کو اس کے ذریعہ سے تبلیغ کرتا ہے۔ جب ہائیت قرآن مجید کو منسوخ قرار دیتی ہے تو وہ اس جگہ مراد کس طرح ہو سکتی ہے؟ پس ثابت ہے کہ آیت وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِ سے ہائیوں کا استدلال سراسر غلط ہے۔

دوسری آیت

ہائی:- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَذْكُرُ الْاَكْمَرِينَ الْقَمَارِ اِلَى الْاَكْزَنِ ثُمَّ يَصْدُرُ الْاَيُّهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِثْقَادُ كُلِّ اَلْفِ سَنَةٍ مِثْقَالَ نَعْتَةٍ (السجده: ۵) کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آسمان سے زمین پر نازل کیا ہے۔ پھر یہ دین اسی کی طرف ایک ہزار سال کے عرصہ میں اٹھ جائے گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار سال کے بعد قرآن مجید کا منسوخ ہونا مقدمہ تھا۔

(احمدی - دا) سورہ سجدہ کا سیاق و سباق اس استدلال کی تردید کرتا ہے۔ عربی زبان کے لحاظ سے يَذْكُرُ الْاَيُّهُ کے معنی منسوخ ہونے کے نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ قرآنی شریعت کے نفاذ اور تدبیر کے بعد ایک ہزار سال کے عرصہ میں آہستہ آہستہ قرآن مجید پر سے عمل اٹھ جائیگا

یعنی اس زمانہ میں سلمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
 لا یبقی من الاسلام الا اسمہ دلائل القرآن
 الاسمہ کے مصداق ہو جائیں گے۔ اسی لئے سورہ سجدہ
 میں آیت زیر نظر کے بعد تجدید دین اسلام کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَالُوا اِنَّا ضَلَلْنَا
 فِي الْاَرْضِ عَرَاٰ نَا لَقَدْ خَلَقْنَا جَدِید۔ کہ کیا ہم پھر
 نئے طور پر پیدا ہوں گے؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 شبلی مومنؓ قرار دیکر فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰیٰتًا
 یَعْبُدُوْنَ بِاَمْرِنا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَلَّمُوْا بِاٰیٰتِنَا
 یُؤْقِنُوْنَ۔ کہ نبی اکرمؐ ائیل کے انبیاء مومنوں کو
 حکم الہی قائم کیا کرتے تھے۔ اس میں صاف اشارہ ہے کہ
 آئندہ زمانہ میں اسلام کی تائید کے لئے بھی مامور ربانی مبعوث
 ہوں گے اور اسلام کو منفعیت کے بعد مننوی اور مادی
 غلبہ دیا جائے گا۔ اس پر کفار نے فوراً کہا۔ مَتٰی
 هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۲۸) کہ یہ فتح
 کب آئے گی؟

اس سیاق سے ظاہر ہے کہ سورہ سجدہ کی آیت ثمر
 یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ مِنْ سِوٰہِ الْاِلٰہِہِمْ کے وقت قرآنی
 طرہیت کے منسوخ کرنے کا ذکر نہیں بلکہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ

اپنے فضل سے اس شرعیت کو مستحکم بننے کا اور اس شجرہ
 طیہہ کو تازہ بہ تازہ شیریں پھل بنائے گا۔

(۲) اس آیت میں یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ سے مراد مسلمانوں کی بے عمل
 ہے۔ قرآن مجید کا مقصود ہر کام اور انہیں اس کا واضح ثبوت یہ
 ہے کہ یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ فعل کا ظرف فی یَوْمِہِمْ کَانَ یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ
 اَلْفَیْہِمْ مِّنْہُمْ تَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ
 نسخ تو ایک منٹ کا کام ہے۔ اس کے لئے ہزار سال کی کیا
 ضرورت ہے۔ درحقیقت یہ عروج شریعت قرآنی جو تدریجاً
 ایک ہزار سال میں ہونے والا تھا۔ اس سے صرف یہی مراد
 ہے کہ مسلمان آئندہ آجستہ قرآن پاک پر عمل کر دیں گے
 یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ میں مسلمانوں کی بے عملی مراد ہے تو اس کو
 عذر دیا جائے کہ مسلمانوں میں قوتِ عمل پیدا کی جائے۔ اور
 انہیں تزکیہ نفس اور قوتِ یقین سے مسلح کیا جائے گا۔
 ہر عمر آنی شریعت پر عمل پیرا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
 ہے۔ حضرت ہانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اسی زمانہ سے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور انہیں
 قائم کردہ جماعت و کام کو ہی سرانجام دے رہے ہیں اور
 آیت و احکام قرآن مجید کا ظہور ہو رہا ہے۔

(۳) آیت زیر نظر میں یَعْبُدُوْا اِلٰہَہِمْ سے مراد

منسوخ ہونا مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَكِنْ شَرَعْنَا لَكَ آيَاتٍ بَالِغَاتٍ وَأَوْفَيْنَا
الْبَيْتَ ثُمَّ لَا تَجِدُنَا بِهِ عَائِدِينَ وَلَا كَيْلًا
إِلَّا دَحْشَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ
عَلَيْكَ كَبِيرًا (نہی اسرائیل: ۸۶-۸۷)

ترجمہ: اگر ہم چاہتے تو اس وحی کو جو تجھ پر نازل کی ہے
سے جلتے پھر تجھے ہمارے خلاف کوئی مددگار نہ ملتا۔
ہاں ہم اپنی رحمت کی وجہ سے اس قرآن کو ہمیشہ قائم
رکھیں گے اور یہ تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔

یہ قرآن مجید کے منسوخ ہونے کا خیال قرآن مجید کی نصوص
کے خلاف ہے۔ لہذا بعد ۳ المیہ کے مرتب ہی سمجھیں کہ
ایک وقت آئے والا ہے جب مسلمان قرآن مجید پر عمل کر کے دینے
یہ معنی دیگر آیات و احادیث نبویہ کے بھی مطابق ہیں۔ الغرض
سورہ بقرہ کی آیت سے نسخ قرآن کا اعلان ثابت نہیں ہو سکتا
و اتنے یہ ہے کہ ہمارے منسوخ میں شریعت کے ذریعہ قرآن مجید کو
منسوخ ٹھہرانا چاہا تھا وہ اسے شائع نہ کر سکے۔ ادھر اللہ تعالیٰ
نے ان کے دعوئی کے فوراً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو
بعث فرمادیا تا کہ آپ قرآن مجید کے نزہ اور عالمگیر شریعت
ہونے پر زندہ گواہ ہوں۔

تفسیری آیت

ہمائی۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ مَا تَنصَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (رقعہ: ۱۰۶) اس آیت سے ثابت
ہے کہ آئندہ زمانہ میں قرآن مجید کے منسوخ ہونے کی پیشگوئی
موجود ہے۔

احمدی۔ اگر آپ آیت پر تدبر کریں تو یہ مشیہ خود بخود زائل ہو جاتا ہے
اول تو آیت میں لفظ "مَا" شرط ہے جس کے دوسرے آیت
کے یہ معنی ہوں گے کہ اگر ہم کوئی آیت منسوخ قرار دہیں یا
اسے ذہنوں سے اٹا دیں تو اس سے بہتر یا اس کی مانند ملے
ہیں۔ اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ واقعی طور پر قرآن مجید
کی کوئی آیت بھی منسوخ ہو جائے گی۔

دوم۔ آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
آیت میں جس نسخ کا ذکر ہے اس کا قرآن مجید یا اس کی آیات
کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت سے قبل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا يَوْفَى الْوَعْدَ الْغَفِيرُ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَسْخَرُوا مِنْكُم مِّنْكُمْ
مِّنْ خِيفَتِكُمْ مِّن رَّبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصِمُ

بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ (نورہ: ۱۰۵)

کہ اہل کتاب کا فرارِ مشرک پسند نہیں کرتے کہ
تم پر اے مسلمانو! تمہارے رب کی طرف سے کوئی
خیر و آیات قرآن، نازل ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا
کام ہے کہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کرے
اللہ تعالیٰ بڑے فضول کا مالک ہے۔

گویا اہل کتاب کو نزولِ قرآن مجید پر اعتراض تھا کیونکہ قرآن مجید
کے نازل ہونے سے ان کی کتابِ تورات و انجیل کا منسوخ قرار
پاجانا لازم آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمایا
ما ننسخ من آية او ننسخها نأت بخییر منها او
مثلها۔ کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ اگر ہم کسی حکم کو منسوخ کرتے ہیں
یا ذہنوں سے جھٹھکیں تو ہم اس سے بہتر یا اس کی مانند حکم
نازل کرتے ہیں۔ گویا فرمایا کہ تمہارے لئے دیکھنے والی بات تو
ضرورتاً یہ ہے کہ آیا قرآنی تعلیمات تورات کی تعلیمات سے بہتر
ہیں یا نہیں، یا کم از کم تمہارے خیال کے مطابق ان کی مانند ہیں
یا نہیں؟ اگر یہ شریعت اپنے احکام میں پہلی شریعت سے بہتر ہے
یا اس کے گہر شدہ احکام کا اعادہ اس میں ہے تو اس کے نسخ
قرار پانے پر تمہارے لئے نارسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ آیت ما ننسخ من آية
میں آیت سے قرآن مجید سے پہلے کی شرائط کی آیات و احکام
مراد ہیں نہ کہ خود قرآن مجید کی آیات۔

مستوم۔ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَخَفِیظُونَ (انجیل) کہ ہم نے اس
ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے
ذمہ دار ہیں۔ جب قرآن مجید ایک محفوظ شریعت ہے تو اس
میں نسخ یا انشاء کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ
قرآن مجید کے سوا اور کسی شریعت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے
یہ وعدہ نہیں فرمایا۔ کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ اس سے
عیاں ہے کہ آیت ما ننسخ من آية میں قرآنی شریعت اور
اس کی آیات کے نسخ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

چہارم۔ کسی شریعت کا نسخ دو وجہ سے ہو سکتا ہے۔
(۱) وہ شریعت محرف و تبدیل ہو چکی ہو۔ اس میں انسانی دستِ بڑ
نے راہ پالی ہو۔ اس کے احکام میں کمی بیشی کر دی گئی ہو (۲) وہ
شریعت محدود زمانے کے لئے ہو اور آئندہ زمانہ کی ضرورت یا
کے لئے اس میں علاج موجود نہ ہو۔

قرآن مجید نے ہر دو امکان کی تردید کر دی ہے۔ اسکی
حفاظت کے لئے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ

لَحِظُونَ۔ اور آئندہ کی جملہ ضروریات کے لئے مکتفی ہونے کا اعلان اس آیت میں فرما دیا۔ وَلَا تَأْتُوا نَفْسَكُم بِمِثْلِ إِلَّا جِئْتُمْ بِهَا لَحَقًّا وَ أَحْسَنَ تَفْسِيرًا (الفرقان) کہ مخالفین کوئی عمدہ تعلیم پیش نہیں کریں گے مگر ہم اسی قرآن سے اس سے بہتر اور زیادہ مفید تعلیم پیش کر دیں گے۔ پس ان چار جوابات کی روشنی میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیت مانسوخ میں قرآنی آیات کے منسوخ قرار دیئے جانے کا ذکر ہے۔

چوتھی آیت

بہائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ کہ ہر امت کی اجل مقرر ہے۔ پس ضروری ہے کہ امت محمدیہ کی بھی اجل مقرر ہو اور قرآن مجید منسوخ ہو جائے اور اسکی جگہ نئی شریعت آئے۔

احمدی۔ (۱) جب قرآن مجید کی صریح آیات سے ثابت ہے کہ شریعت دائمی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ تو اس صورت میں آیت لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ سے یہ استدلال کیونکر ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو جائے گا بلکہ برکت

استدلال ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید پر عمل کرنے والی امت محمدیہ کی اجل دائمی ہے۔ زمین و آسمان کے باقی رہنے تک یہ آیت باقی رہے گی۔

(۲) آجیل کے لفظی معنی مقررہ گھڑی کے ہوتے ہیں اس مقررہ گھڑی سے بلاکت اور تباہی کی گھڑی مراد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں آیت کا انطباق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ پر ہو گا۔ اور عمومی طور پر جملہ مکہ میں ہو گا۔ آیت کا محل وقوع بھی اسی مقوم پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَقَّعُ مِنْكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولٌ فَاِذَا جَاءَ رَسُوْلُهُمْ فَتَّبِعُوْهُم بِالْاَسْبَاطِ وَهُمْ لَا يَظْلُمُوْنَ۔ وَ تَقْوِيْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ مَسْرًا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجْلُهُمْ فَلَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِرُوْنَ۔ (یونس: ۴۶-۴۹) ترجمہ:- اسے غم نہ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خواہ ہم تیرے سامنے وہ بعض وعید پورے کر دیں جو تیرے ان منکروں سے کہنے گئے ہیں خواہ تجھے وفات دیں۔ بہر حال ان کا لوٹنا ہماری طرف ہی ہو گا پھر یہ بھی ہے

کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔ ہر امت کے لئے رسول بوتا ہے جب بھی ان کا رسول آیا تو ان لوگوں کے درمیان اتر دیتے انصاف فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر ظلم نہ کیا گیا۔ یہ منکر ہی کہتے ہیں کہ پھر یہ وعدہ ہمارے متعلق کہا پورا ہوگا اگر تم بچتے ہو۔ کہہ دے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی ضرر یا نفع کا مالک نہیں ہوں بجز اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر امت کی ہلاکت کے لئے ایک مقررہ مدت ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو وہ لوگ ایک پل جبر بھی اس سے اگے یا پیچھے نہیں ہو سکتے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ (الف) نَحْنُ أُمَّةٌ آجِلٌ کا تعلق مکہ بنی انبیاء کے ساتھ ہے (ب) اس جگہ اس عام قاعدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ بن سے متعلق قرار دیا گیا ہے یعنی ان کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ کیونکہ ان کے بد اعمال انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اور آیت قرآنی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْخَصَّ رَسُولًا مِّنْهُم مَّا كَانَ لَأُولَٰئِكَ أَن يَدْعُوا وَلَهُم مِّنَ الْآيَاتِ كَذِبٌ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ ان آیات میں ان کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ ان کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ ان کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی ہے۔

میں مکہ بنی انبیاء بالخصوص مکہ بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کا ذکر ہے اس کا قرآن مجید نے منسوخ قرار دیتے جانے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳) اگر ہمانی استدلال کو تسلیم کر لیا جائے کہ مسلمانوں کی ایک مدت مقرر ہے یعنی جب کسی وقت کے مسلمان عملاً قرآن مجید سے معارف ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور قوم کھڑی کر دیکتا تب بھی یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ آیا آنے والی وہ قوم قرآن مجید کو ماننے والی اور اس پر عمل پیرا ہوگی یا اسے کتاب مجبور قرار دینے والی ہوگی؟ ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے لئے رسول قرار دیا ہے۔ فرمایا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (اعراف: ۱۵۸) اور پھر قرآن مجید نے خبر دی ہے۔ شَلَاةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَ شَلَاةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ (الزمر: ۱۷) اولین کی جماعت محمدیہ کے دو بڑے خاص حصے ہیں (۱) اولین کی جماعت (۲) آخرین کی جماعت۔ پھر سورہ جمعہ کے غ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نبوت مقرر فرمائے ہیں۔ ایک الٰہیت میں اور دوسرا آخرین صہم میں۔ اگلے اگر تسلیم ہی کر لیا جائے کہ کسی وقت مسلمانوں کی حالت خراب ہو جائیگی۔ اور وہ قرآنی شریعت پر عمل ترک کر دیں گے تو قرآنی آیات اور احادیث

کی روشنی میں یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے شجرہ طیبہ میں سے کسی اعلیٰ شیریں پھل کو پیدا کر بیگا اور پھر نئے مسلمانوں میں قرآن مجید سے عشق و محبت پیدا ہوگی اور وہ پھر اس پاک کتاب پر عمل پیرا ہوں گے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے ہوا ہے۔
 بہر حال آیت ذَلِكَلَا اُمَّةٌ اَجَلٌ سے نسخ قرآن مجید پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے۔

پانچویں آیت

بہائی - آیت ميثاق النبيين (سورہ آل عمران : ۸۱) سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک رسول آنے والا ہے اور سورہ احزاب کی ۷۰ سے ثابت ہے کہ ميثاق جس طرح اور انبیاء سے لیا گیا تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا تھا۔ پس یہ موعود رسول ناسخ قرآن مجید ہی ہو سکتا ہے۔

احمدی - جواب اول - سورہ احزاب میں انبیاء سے جو ميثاق لیا گیا تھا وہ آور ہے اور سورہ آل عمران میں جس ميثاق کا ذکر ہے وہ آور ہے۔ سورہ احزاب کے ميثاق غلیظ کے بعد فرمایا ہے۔ لِيَسْئَلَنَّ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَ

اَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا یعنی اس اقامت شریعت کے ميثاق کے بارے میں ان انبیاء کی اُمتوں سے پورا پورا مواخذہ ہوگا اور جو اپنے وعدہ میں صادق اور استباز نہایت ہوں گے ان کو اجر عظیم ملیگا اور جو کافر قرار پائیں گے وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ پس یہ ميثاق تو اقامت شریعت کا ميثاق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے التَّاسِعِيْنَ کے لفظ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت دُؤیٰ و حضرت عیسیٰؑ پانچ انبیاء کا مخصوص ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہ انبیاء تشریعی سلسلوں کے بانی یا ان کے اہم آخری نبی تھے۔

سورہ آل عمران میں آیت کے الفاظ یہ ہیں۔ وَ اِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّیْنَ لَمَّا اٰتٰیْکُمْ مِنْ کِتٰبٍ وَ حِکْمَةٍ ثُمَّ جَعَلُوْکُمْ رُّسُوْلًا مُّصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ لَتَقُوْا مِنْ یَّہِ وَلَتَنْصُرُوْهُ قَالَ ؕ اَقُوْزُتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اٰثِرًا قَالُوْا اَقُوْزْنَا قَالَ فَاَشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ۔

ترجمہ :- یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عمل لیا کہ میں نے تم کو کتاب و حکمت دی ہے سو اگر بعد ازاں تم سے پاس ایسا رسول آجائے جو تمہاری تعلیم اور پیشگوئیوں کا مصدق ہو اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی نصرت کرو گے۔ فرمایا

کیا تم نے اقرار کیا اور اس ذمہ داری کو اٹھالیا؟ انہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اس آیت کریمہ میں جس رسول مصدق کی آمد کی خبر ہے اور جس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کریں گے سب نبیوں سے اقرار لیا گیا تھا وہ ہمارے پیرو مولیٰ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنْزُ لَاتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لَتَأْتُوا بِالْبُرْهَانِ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (الحجیدہ: ۸) ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر پورے طور پر ایمان نہیں لا رہے؟ حالانکہ یہ موعود الرسول تمہیں اپنے دہت پر ایمان لانے کے لئے پکار رہا ہے اور اس نے تم سے ایمان لانے کا ميثاق لے لیا ہے اگر تم مومن ہو۔

پھر فرمایا۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوزًا عِنْدَهُمْ فِي الشَّوَارِئِ وَالْأَنْجِيلِ (الحجرات: ۱۵) کہ اب رحمت الہی کے وارث وہی لوگ ہوں گے جو اس عظیم الشان رسول نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جس کی پیٹنگوئی ان کے ہاں تورات

اور انجیل میں درج شدہ موجود ہے۔ پھر سورہ بقرہ میں فرمایا ہے وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْهُمُ يُرْسِلُونَ كَذَّبُوا لَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا نَذِيرٌ لِّمَن يَخْشَى (البقرہ: ۱۷۵) کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل کتاب کی پیشگوئیوں کے رسول مصدق بنی ظاہر ہوئے تو اہل کتاب نے کتاب الہی کو یوں نظر انداز کر دیا انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کے رد سے آیت ميثاق النبیین میں جس رسول مصدق کا ذکر ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس لئے کسی ناسخ قرآن رسول کے آنے کا سوالی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۵ و ۶۔ اگر یہ مانی لیا جائے کہ آیت ميثاق النبیین میں رسول مصدق لہما معکم سے مراد آنحضرت کے والے رسول ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ رسول قرآن مجید کی دیگر آیات کے بیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اور مطیع رسول ہی ہو سکتے ہیں، نئے شارع رسول نہیں ہو سکتے۔

بہائیوں کے ہاں نبی دو قسم کے ہیں۔ بھلا ہے و بکلیہ انبیاء بر دو قسم اند۔ سے نبی بالاستقلال اللہ و منبوع، و سے دیگر

غیر مستقل و تابع، انبیاء کے مستقل اصحاب شریعت اندوختیں
دو جو حدیث و مذاہبات عبدالمہادی (علیہ السلام) اور وہ آیت
خاتم النبیین کے مطابق ہر قسم کے نبیوں کو بند قرار دیتے ہیں۔
پس ہانیوں کے نزدیک کسی قسم کا نبی یا رسول نہیں آسکتا لہذا
آیت میثاق النبیین سے ان کا استدلال غلط ہے۔

پھٹی آیت

ہانی - قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ آئندہ شریعت محمدی رسول پر نازل
ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ نَشَاءُ لَمُطِعْ عَلَى بَعْضِ
الْأَعْيُنِ فَقَدْ رَأَوْا عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ

الشعراد: ۱۹۸-۱۹۹

احمدی - یا آپ تحت دھوکہ خوردہ ہیں یا مبالغہ دنیا چاہتے ہیں۔ سورۃ
الشعراد کی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآن مجید کو کسی بھی انسان
پر نازل کرتے اور وہ اس کو ان پر پڑھتا تو وہ اس پر ایمان نہ
لاتے۔ اسی آیت میں حرف کتبہ ہے جو شرطیہ ہے اور اگر کے معنی
دیتا ہے۔ اس کو سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسا واقعہ نہیں
ہوا۔ اور اگر ایسا واقعہ ہوتا تو یہ نتیجہ پیدا ہوتا پس یہ آیت تو
کبھی محمدی پر اس قرآن مجید کے نازل ہونے کی نفی کرتی ہے کہ کتنا
عجیب ماجرا ہے کہ ہانی لوگ اسی آیت سے محمدی شخص پر ناسخ قرآن
شریعت کے نزول کا اثبات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پچ قرآن مجید

نمایت مظلوم ہے۔

سورۃ الشعراء میں آتا ہے۔ قُلُوا أَفْ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ (۱۰۲) کہ مجرم بھی کہیں گے کہ اگر میں واپس دنیا میں
جانے کا موقع ملے تو ہم مریم بن علیوں گے۔ کیا اس آیت سے یہ استدلال
درست ہے کہ کافر مردہ واپس دنیا میں آئیں گے؟

ہم ہانیوں کے غور کے لئے بطور مثال مندرجہ ذیل پانچ آیات کیلئے

پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
(۱) وَلَوْ أَنَّهُمْ أَفْقَحُوا أَلَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ
وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَتْهُمْ مِمَّا كُرِهَتْ فَهُم عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ
الرؤس (۱۱) کہ اگر حق ان لوگوں کی خواہشات کے تابع ہو جاتا۔ تو آسمان
وزمین اور تمام لوگ تباہ ہو جاتے۔ ہاں ان کے پاس ذکر لائے ہیں مگر
وہ اپنے ذکر سے اعراض کرنے والے ہیں۔

(۲) وَلَوْ كُنْتُمْ قَوْمًا عَابِدًا لَقَلْبُ لَأَنْفَقْتُمْ مِمَّنْ حَوْلَ لَكِ
رَآلِ عَرَانِ (۱۵۹) اگر تو سخت دبان اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے پاس
سے بھاگ جاتے۔

(۳) وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام: ۸۸)
اگر یہ انبیاء شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال اکارت چلے جاتے۔

(۴) لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ إِلَهًا مَّا وَدَّوْهَا (الانبیاء: ۹۱) اگر یہ بت
صاحب تھے تو جہنم میں ڈگرتے۔

(۵) کُوْا كَانْ فِيْهِمَا الْاٰهَۃُ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء: ۲۲)
اگر آسمان و زمین میں اللہ تبارک کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو آسمان
و زمین تباہ ہو جاتے۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں کسی جگہ بھی لَوْ کے معنی آئندہ کی خبر کے
نہیں بلکہ ہر جگہ شرطی مضمون کا ذکر ہے۔ پس آیت وَ لَوْ شَاءَ اَنْزَلْنٰهُ
عَلٰی بَقِیْضِ الْاَنْجَمِیْنِ سے بائیوں کا استدلال غلط ہے۔
ہم نے بائیوں کی پیش کردہ چھ آیات کے متعلق مختصر ذکر کر دیا
ہے۔ قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ جہاں پر دشمن اعتراض کرتے ہیں وہاں
ہی اس کا جواب موجود ہوتا ہے۔ اس لئے احباب بائیوں کے پیش کردہ
اعتراض پر تدبیر کیا کریں۔ اور سیاق و سباق پر غور کیا کریں۔ تو اللہ
تبارک انہیں خود جواب سمجھا دے گا۔ انشاء اللہ۔
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝